منزلت غدیر

حجۃ الاسلام والمسلمین محمد دشتی رہ

مترجم: ضمیر حسین آف بہاولپور

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے"

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : ”انی تارک فیکم الثقلین، کتاب الله، وعترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلّوا ابدا وانهما لن یفترقا حتّیٰ یردا علیّ الحوض“.

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)، اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں“۔

(صحیح مسلم: ۱۲۲/۷، سنن دارمی: ۴۳۲/۲، مسند احمد: ج۳، ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۵۹. ۳۶۶/۴ و ۳۷۱، ۱۸۲/۵، اور ۱۸۹، مستدرک حاکم: ۱۰۹/۳، ۱۴۸، ۵۳۳، وغیرہ)

منزلت غدیر

قال رسول اللہ ﷺ قال لی جبرئیل قال اللہ تعالی:

وِلا یَۃُ عَلِی اِبنِ اَبِی طَالِب حِصنِی فَمَن دَخَل حِصنِی اَمِنَ مِن عَذا بی (۱)

﴿حدیث قدسی﴾

ترجمہ: علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی ولایت میرا قلعہ ہے جو میرے قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے نجات پا گیا۔

---

(۱) شواھدالتنزیل، ج ۱، ص ۱۷۰، الحاکم الحسکانی:

منزلت غدیر

خانه فرهنگ جمهوری اسلامی ایران۔کراچی
شمارہ دیویی: ۲۹۷/۴۵۲
شمارہ ثبت: ۱۰۱۵۹
تاریخ ثبت: ۱۳۸۷/۱۱/۲۲

حجۃ الاسلام والمسلمین محمد دشتیؒ

مترجم: ضمیر حسین آف بہاول پور

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

دشتی، محمد، ۱۳۳۰ - ۱۳۸۰.
[جایگاه غدیر، اردو]
منزلت غدیر / مؤلف محمد دشتی؛ مترجم ضمیر حسین، تصحیح اخلاق حسین پکهناروی. -- قم: مجمع جهانی اهل بیت (ع)، ۱۳۸۵.
۲۱۳ ص.
ISBN 964-529-042-2

فهرستنویسی بر اساس اطلاعات فیپا.
کتابنامه.
۱. غدیر خم. ۲. علی بن ابی طالب (ع)، امام اول، ۲۳ قبل از هجرت - ۴۰ ق. -- اثبات خلافت. ۳. غدیر خم -- احادیث. الف. حسین، ضمیر، مترجم. ب. پکهناروی، اخلاق حسین، مصحح. ج. مجمع جهانی اهل بیت (ع). د. عنوان: جایگاه غدیر، اردو.
۲۹۷/۴۵۲
BP ۲۲۳/۵۴/د۵ج۲۰۴۶
۱۳۸۵
کتابخانه ملی ایران
۸۴-۴۷۱۰۹م

نام کتاب: منزلت غدیر
مؤلف: محمد دشتی
مترجم: ضمیر حسین
تصحیح: اخلاق حسین پکھناروی
نظر ثانی: مرغوب عالم عسکری سمندپوری
پیشکش: معاونت فرہنگی، ادارۂ ترجمہ
ناشر: مجمع جہانی اہل بیت (ع)
کمپوزنگ: علمدار سنٹر
تاریخ نشر: ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶ء
تعداد: ۲۰۰۰
مطبع: لیلیٰ
شابک: ISBN:964-529-042-2
www.ahl-ul-bayt.org
Info@ahl-ul-bayt.org

فہرست کتاب

مقدمہ ناشر ۱۳

پیش لفظِ مترجم ۱۵

ضروری وضاحت ۱۸

مدینہ سے لے کر مقامِ غدیر تک کے مختصر حالات (مترجم) ۱۹

مدینہ سے مکہ تک ۲۰

مقدمہ مؤلف ۲۵

لمحہ فکریہ ۲۶

واقعۂ غدیر پر تحقیق کی ضرورت ۲۷

پہلی فصل: کیا واقعہ غدیر صرف اعلانِ دوستی کے لئے تھا؟ ۳۱

اوّل ۔ دوستانہ نظریات ۳۴

دوّم ۔ حقیقتِ تاریخ کا جواب ۳۵

۱۔ واقعۂ روزِ غدیر کی تحقیق ۳۵

۲۔ فرشتۂ وحی کا بار بار نزول ۳۷

۳۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی پریشانی ۳۹

۴۔ تکمیلِ دین کا راز ۴۴

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی ناکام سازش ۴۸
۶۔ نفرین آمیز طومار کا انکشاف ۴۹
عہد نامہ ۵۰
۷۔ بعض حاضرین کی علی الاعلان مخالفت ۵۴
۸۔ ناکام سازشیں ۵۶
سوم۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کی دوستی ۵۸
۱۔ جنگ اُحد میں دوستی کا اعلان ۵۸
۲۔ جنگ خیبر میں دوستی کا اعلان ۵۹
۳۔ امام علیہ السلام کے دوستوں کی ۶۳
۴۔ حضرت علی علیہ السلام کی دوستی مؤمن اور منافق کی پہچان کا معیار ۶۳
۵۔ امام علیہ السلام کی دوستی نہج البلاغہ کی زبانی ۶۴
چہارم۔ خطبۂ حجۃ الوداع پر ایک نظر ۶۷
دوسری فصل : آیا واقعۂ غدیر ولایت کے اعلان کے لئے تھا؟........................ ۷۱
اوّل۔ سطحی طرز تفکر اور پیامِ غدیر ۷۳
دوم۔ ولایت کا اعلان غدیر سے پہلے ۷۴
۱۔ ولایتِ علی علیہ السلام کا اعلان بعثت کے آغاز میں ۷۴
۲۔ جنگ تبوک کے موقع پر اعلان ولایت: (حدیثِ منزلت) ۷۸
۳۔ حضرت علی علیہ السلام کے رہبر ہونے کا اعلان غدیر سے پہلے ۸۰
۴۔ حضرت علی علیہ السلام کی امامت کا اعلان ۸۱
۵۔ پرہیزگاروں کے امام حضرت علی علیہ السلام ۸۲

۶۔ علی علیہ السلام امیر المؤمنین ۸۲
نقل انس بن مالک ۸۲
نقل شیخ مفید ۸۳
نقل ابن ثعلبہ ۸۳
نقل بریدۃ بن اسلمی ۸۴
نقل عیاشی ۸۴
۷۔ اعلان ولایت بوقت نزول وحی ۸۵
۸۔ حدیث ثقلین میں ولایت کا اعلان ۸۸
سوم۔ اثبات امامت تا رجعت وقیامت ۹۰
(الف) اعلان ولایت ۹۰
(ب) سلسلہ امامت کا اعلان ۹۰
(ج) تا قیامت امامت مسلمین ۹۱
(د) حضرت مہدی عج کی امامت کا تعارف ۹۱
(ہ) خلافت کا دعوے دار غاصب ہے ۹۱
(و) عام اعلان (حکم اعتراف) ۹۵
(ز) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کی بیعت ۹۶
(ح) مرد و زن کا حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنا ۹۷
تیسری فصل: آیا غدیر کا ہدف امام کی تعیین تھا!! ۱۰۳
غدیر کے مختلف ابعاد میں تنگ نظری ۱۰۵
اول: پہلے سے تعیین شدہ امامت ۱۰۶

دوم: لوگ اور انتخاب ۱۱۰
سوم: تحقق امامت کے مراحل ۱۱۲
مرحلۂ اوّل: انتخاب الٰہی ۱۱۴
مرحلۂ دوّم: پیغمبران خدا کا اعلان ۱۱۴
مرحلۂ سوّم: لوگوں کی عمومی بیعت ۱۱۷
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ۱۲۰
چوتھی فصل: کیا غدیر کا دن صرف پیغام ولایت پہنچانے کے لیے تھا؟...... ۱۲۵
آیات غدیر کے ظاہر پر نظر ۱۲۷
اول: آیات غدیر کی صحیح تحقیق ۱۲۸
دوم: تاریخ غدیر کی صحیح تحقیق ۱۳۱
سوم: مخالفتوں کی طرف توجہ ۱۳۴
پانچویں فصل: آیا غدیر امام کی ولایت کا دن تھا؟ ۱۳۹
اوّل: ایک اور تنگ نظری ۱۴۱
دوّم: واقعۂ غدیر میں عمیقانہ تحقیق کی ضرورت ۱۴۱
سوّم: اہل بیت علیہم السلام کی مظلومیت کے اسباب ۱۴۶
چھٹی فصل: حجۃ الوداع اور غدیر کے موقع پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ..... ۱۵۱
۱: شناخت خدا ۱۵۳
۲: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان اور خدا کی طرف جھکاؤ ۱۵۷
۳: حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان ۱۵۹
۴: حضرت علی علیہ السلام کے لیے بیعت لینے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احتیاط کے اسباب..... ۱۶۱

۵: ائمہ معصومین علیہ السلام کی امامت کا تعارف..................۱۶۳
۶: حضرت علی علیہ السلام کے سلسلے میں لوگوں کی ذمہ داریاں..................۱۶۵
۷: فضائل علی ابن ابی طالب علیہ السلام..................۱۶۹
۸: مخالفتوں کا بچاؤ..................۱۷۷
۹ : علی علیہ السلام کے دوست اور دشمن..................۱۸۳
۱۰ : حضرت مہدی (عج) کی حکومت کا تعارف..................۱۸۷
۱۱ : حج کی اہمیت اور احکام الٰہی..................۱۹۱
۱۲ : علی علیہ السلام کی عمومی بیعت کا حکم..................۱۹۵
خطبہ کے اسناد و مدارک..................۲۰۰
فہرست منابع و مصادر..................۲۰۱

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت وظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ وکلیاں رنگ ونکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ وراہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت وقابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ وموسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم وآگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق وحقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران وروم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑگئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت وعمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل وآگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان ومذاہب اور تہذیب وروایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگرچہ رسول اسلام ﷺ کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیروؤں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت وپاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردئی گئی تھی، پھر بھی حکومت وسیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء ودانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار ونظریات سے متاثر اسلام وقرآن مخالف فکری ونظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر

میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام وقرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری ومعنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب وکامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین وبے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشرواشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل وشعور کو جذب کرنے والے افکار ونظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیتؑ کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کے پیروؤں کے درمیان ہم فکری ویکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن وعترت کے صاف وشفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق ومعنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان وولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل وخرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیتؑ عصمت وطہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت وبیداری کے علمبردار خاندان نبوتؐ ورسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدوخال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق وانسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب وثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن ونجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی وتحقیقی کوششوں کے لئے محققین ومصنفین کے شکرگزار ہیں اور خود کو مؤلفین ومترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج واشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علامہ محمد دشتی "کی گرانقدر کتاب "منزلت غدیر" کو فاضل جلیل مولانا ضمیر حسین نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکرگزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

پیش لفظِ مترجم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنی وحدانیت و یکتائی کے انوار سے ہمارے دلوں کو منوّر فرمایا اور ہمارے سینوں میں اپنی اور اپنے اطاعت گزار بندوں کی محبت اور دوستی کے پودے لگائے، اور درود و سلام ہو اسکی مخلوق میں سب سے اچھے اور اشرف بندے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلِ بیت علیہم السلام پر مخصوص اس ذات پر جس نے آنحضرت کے چہرۂ انور سے کرب و اندوہ کا غبار صاف کیا جو وصیّوں کے سردار اور متقیوں کے امام علی ابنِ ابی طالب ہیں اور انکے دشمنوں پر لعنت ابدی ہو۔

امابعد: تاریخی واقعات و حوادث کی اہمیّت و عظمت کے لحاظ سے ان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس واقعہ کے رموز، اس کے اغراض و مقاصد اور اس واقعہ میں موجود افراد اور عوامل کی عظمت و رفعت کا اندازہ لگایا جائے لہٰذہ جتنا اس واقعہ کے اسباب و عوامل کی منزلت عظیم ہوگی اور اس کے رموز کا مقام اعلےٰ و اشرف ہوگا یہ واقعہ بھی اتنا ہی عظمت و اہمیّت کا حامل اور توجہ کے قابل ہوگا۔

تاریخِ اسلام میں واقعۂ غدیر کے بارے میں یہ کہنا بلا مبالغہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے سامنے رونما ہونے والے اہم واقعات و حادثات میں سے ایک نہایت اہم واقعہ ہے اسکی اس اہمیّت کا سر

چشمہ اسکا موضوع، اس کے رموز اور افراد کا بلند و بالا مرتبہ اور اس کے اغراض و مقاصد کی پاکیزگی اور انکا تقدّس ہے واقعۂ غدیر کا موضوع مسلمانوں پر ایسے شخص کو خلیفہ و حاکم مقرّر کرنا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام کی باگ ڈور سنبھالے اور اس واقعۂ کے رمز و محور رسولِ خدا ﷺ ہیں جو خلیفہ اور حاکم مقرّر کرنے والے ہیں اور امیر المومنینؑ ہیں جن کو حاکم بنایا گیا اس واقعۂ کے گواہ تمام مسلمان ہیں اور اس کا محرّک اور دستور دینے والا خداوندِ متعال ہے چونکہ اُسی نے اپنے نبی ﷺ کو اس امر کے اعلان اور لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿ یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَه، ...... اِلخ ﴾

اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے پاس آچکا ہے اُس کو پہنچاؤ. اگر تم نے یہ حکم نہ پہنچایا تو گویا تم نے رسالت کا کوئی کام انجام نہیں دیا اور اللہ تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا، اس واقعۂ کے اغراض و مقاصد دینِ خدا کو لہو و لعب اور جھوٹ کا نشانہ بننے سے محفوظ رکھنا ،احکام خدا کو تحریف و تعطیل سے بچانا، تمام لوگوں کی ہدایت کا انتظام کرنا اور انھیں گمراہی اور رسّہ کشی سے دُور رکھنا ہے، اس واقعہ کی عظمت و اہمیت ہی کی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ علماء، مؤرّخین، ادبا اور محدّثین نے مذہب و مسلک کے اختلاف کے باوجود اس واقعہ کو بڑے اہتمام سے پیش کیا ہے، اس واقعہ کے ثبوت اور اسکی تصدیق میں اتنی وافر مقدار میں دلیلیں موجود ہیں کہ جن کی وجہ سے تاریخ اسلامی کا محقق، اور اس واقعہ کے مقصد سے آگاہی رکھنے والا انسان آنحضرت کی وفات کے بعد رونما ہونے والے ایسے بہت سے واقعات کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے جن میں غدیرِ خُم میں کی گئی وصیّت سے انحراف کا عنوان پایا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دشمنوں نے، اس واقعہ کے ثبوت مٹانے والوں، منحرف و گمراہ محدثوں،

مؤرخوں اور درباری مُلّاؤں نے اِس واقعہ پر پردہ ڈالنے اور نصف النہار کے آفتاب سے زیادہ روشن اِس حقیقت کو دھندلا بنانے اور اس میں شک و وہم پیدا کرنے کی ناپاک اور ناکام کوشش کی ہے۔ لہٰذا حق کے متوالوں اور امیر المومنینؑ کی محبت و دوستی اور اخلاص کی راہ پر چلنے والوں نے اِس ظالمانہ حملے کا مقابلہ کرنے اور قطعی دلیلوں اور روشن برہانوں کے ذریعے اِس واقعہ پر ڈالے گئے شکوک و شبہات کے پردے ہٹانے کا عزمِ بالجزم کیا اُنہیں بزرگوں میں سے محققِ عصر حجۃ الاسلام والمسلمین محمد دشتیؒ ہیں۔

جنہوں نے اپنی علمی، فنی تاریخی، ادبی اور اخلاقی صلاحیتوں کو برُوئے کار لاتے ہوئے اِس کتاب کو تالیف کیا اور حق کے راہیوں کے لئے شمعِ ہدایت روشن کی، چونکہ میں نے اردو دان طبقہ کے لئے ایسی کتاب کی اشد ضرورت محسوس کی جس کی وجہ سے باوجود نامساعد حالات کے اس کتاب کے ترجمہ میں مشغول ہوا، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے یہ ہمّت بخشی اور میں اپنے اُردو دان حضرات کے لئے یہ گوہر نایاب ہدیہ کرنے میں کامیاب ہوا مُجھے اُمید ہے کہ یہ کتاب اہلِ حق کے ایمان میں اضافے، اور حق کے متلاشیوں کے لئے مشعلِ راہ بنے گی۔

ضروری وضاحت:

یہاں پر یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک مطلب کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا آسان نہیں ہوتا لہٰذا تحتُ اللفظی ترجُمہ کو معیار نہیں بنایا بلکہ مؤلف کے اصل مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے، اربابِ قلم سے بصد خلوص گزارش ہے کہ اگر الفاظ و عبارات کی ترکیب و توجیہ اور انکے معانی و مفاہیم کی ادائیگی میں کوئی غلطی نظر آئے تو اُسکی راہنمائی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشنوں میں اُسکی تصحیح کی جا سکے۔

آخر میں ان تمام لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اِس کتاب کی کتابت، نشر و اشاعت میں میری مدد کی اور خدا کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ اِن لوگوں کی توفیقات میں اضافہ فرمائے، وہی بہترین ناصر و مددگار ہے۔

والسّلام

ضمیر حسین

۱۸ر ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

قال الامام الباقر علیه السلام:

لَمْ يُنَادِ بِشَيءٍ مِثْلَ مَا نُوْدِيَ بِالوِلَايَةِ يَوْمَ الغَدِير.

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کسی بھی حکم کا ایسے اعلان نہیں کیا گیا جیسے غدیر کے دن ولایت کا اعلان کیا گیا ہے۔

مدینہ سے لے کر مقامِ غدیر تک کے مختصر حالات (مترجم)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ کی طرف ہجرت کو تقریباً دس سال گذر رہے تھے کہ ماہ ذیقعدہ کی ایک رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شب سے فارغ ہو کر صحنِ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ امین وحی نازل ہوا اور فرمایا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوندِ عالم آپ پر درود وسلام کے بعد فرماتا ہے کہ میں نے کسی بھی رسول کو اس وقت تک اپنی طرف نہیں بلایا یہاں تک کہ انکے دین کو کامل کیا اور انکی حجت کو لوگوں پر تمام کیا پس آپکی رسالت کے دو وظائف آپ پر باقی ہیں ایک حج اور دوسرا وصایت وامامت۔

اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ حج بجالائیں اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دیں جیسے نماز و روزہ سکھایا ہے، اور باقی احکام دین کو بیان کیا ہے، دس ہجری کو پہلی بار حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قانونی طور پر لوگوں کو حج کی دعوت دی اور فرمایا کہ اس مراسم حج میں زیادہ سے زیادہ لوگ شرکت کریں، اور اس سفرِ حج کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے نام سے یاد فرمایا، اور اس سفر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہدف قوانین اسلام کے دو اہم احکام کو بیان کرنا تھا جو ابھی تک لوگوں کے درمیان کامل اور قانونی طور پر بیان نہیں ہوئے تھے ایک حج اور دوسرا آنحضرت کی وفات کے بعد امامت اور خلافت کا مسئلہ تھا۔

حکم خداوند عالم کے بعد حضرت رسول اکرم ﷺ نے منادی کرنے والوں کو بلایا اور فرمایا کہ مدینہ اور اسکے اطراف میں جا کر منادی کرو اور یہ اطلاع پہنچا دو کہ جو بھی میرے ساتھ مراسم حج کی ادائیگی کے لئے جانا چاہتا ہے وہ تیاری کر لے، یہ اعلان سننے کے بعد مدینہ کے گرد و نواح سے بہت سے لوگ شہر مدینہ میں داخل ہونا شروع ہو گئے تا کہ آنحضرت ﷺ اور مہاجرین و انصار کے ساتھ فریضۂ حج کے لئے مکّہ کی طرف سفر کریں جب یہ کاروان مکّہ کی طرف چلا تو بہت سے قبائل کے لوگ راستے میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوے اور جب اطراف مکّہ اور دوسرے اسلامی ممالک تک یہ خبر پہنچی تو بہت سے لوگ حج کے لئے آمادہ ہو گئے تا کہ حج کے جزئیات حضرت رسول اکرم ﷺ کی زبانی سن لیں اور یاد کر لیں۔

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی اشارہ فرما دیا تھا کہ یہ میری زندگی کا آخری سال ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ مراسم حج میں شرکت کریں، یہی وجہ ہے کہ تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار افراد نے مراسم حج میں شرکت کی جن میں سے اُسّی ہزار افراد وہ تھے جو مدینہ سے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں شامل ہوئے تھے۔

مدینہ سے مکّہ تک:

پیغمبر اکرم ﷺ کے اس عظیم کاروان نے ۲۵/ ذیقعدہ بروز ہفتہ مدینہ سے حرکت کی اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق لوگوں نے لباس احرام ساتھ لیا اور خود رسول گرامی اسلام ﷺ نے غسل فرمایا اور دو لباس احرام ساتھ لئے اور احرام باندھنے کے لئے مدینہ کے نزدیک مسجد شجرہ تک آئے اہل بیتِ پیغمبر ﷺ ﴿حضرتِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، امامِ حسن علیہ السلام، امامِ حسین علیہ السلام﴾ اور آنحضرت ﷺ کی تمام بیویاں اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔

احرام باندھنے کے بعد مکّہ کے لئے دس روزہ سفر کا آغاز کیا اور اتوار کے دن صبح ایک جگہ پر

قیام فرمایا اور شام تک وہاں ٹھہرے نماز مغرب وعشا کے بعد حرکت کی اور مقامِ عرق الظبیۃ پر پہنچے اور اس کے بعد مقامِ رَوحاءِ پر مختصر قیام کیا اور نماز عصر کے وقت مقامِ منصرف پر پہنچے اور نماز مغرب وعشا کیلئے متعشّٰی پر قیام کیا اور صبح کی نماز مقامِ اثایہ پر ادا کی اور بروز منگل مقامِ عرج پر پہنچے اور بروز بدھ مقامِ سقیاءِ پر پہنچے اور بروز جمعرات مقامِ اَبواءِ پر پہنچے کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مادرِ گرامی حضرت آمنہ علیہا السلام کی قبر مبارک تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبرِ مادرِ گرامی کی زیارت کی اور جمعہ کے دن مقامِ جحفہ اور غدیرِ خُم کو عبور کرتے ہوئے بروز ہفتہ مقامِ قُدَید پر پہنچے اور بروز اتوار مقامِ عُسفان پر اور بروز سوموار مقامِ مَرّ الظہران پہنچے اور شام تک وہاں قیام فرمایا اور رات کو مقامِ سَرِف کی طرف حرکت کی اور اس کے بعد کی منزل مکۂ معظمہ تھی دس دن مسافت کے بعد پانچویں ذی الحجہ بروز منگل یہ عظیم کارواں عظمت و جلالت کے ساتھ شہرِ مکہ میں وارد ہوا۔

جب سفرِ حج کے لئے اعلان کیا گیا تھا اُن دنوں حضرت علی علیہ السلام تبلیغِ اسلام اور خُمس وزکوٰۃ کی رقم وصول کرنے نجران اور یمن گئے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے حرکت کرتے وقت ایک قاصد حضرت امیرُ المؤمنین علیہ السلام کے پاس بھیجا اور دستور فرمایا کہ اہالیِ یمن میں سے جو بھی مراسمِ حج میں شرکت کرنا چاہتے ہیں ان کو اپنی ہمراہی میں لے کر آپ علیہ السلام مکہ آجائیں، حضرت امیرُ المؤمنین علیہ السلام یہ حکم ملتے ہی بارہ ہزار افراد پر مشتمل کاروان لے کر عازمِ مکہ ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کاروان مکہ کے نزدیک پہنچا تو حضرت علی علیہ السلام بھی یمن سے مکہ کے نزدیک پہنچے ایک شخص کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حالاتِ سفر بیان کیے۔

رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ کاروانِ یمن کو مکہ میں داخل کیا

جائے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام دوبارہ کاروان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ علیہ السلام کا قافلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے کے ساتھ پانچویں ذی الحجہ بروز منگل وارد مکہ ہوا۔

نویں ذی الحجہ کو مراسمِ حج کا آغاز ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات اور مشعر کے بعد دسویں ذی الحجہ کے روز منیٰ میں قربانی اور باقی اعمال کو انجام دیا اور طواف اور سعی کے بعد تمام واجبات اور مستحباتِ الٰہی کو لوگوں کے لئے بیان فرمایا اور بارہ ذی الحجہ کو تین دن میں اعمال حج تمام ہوئے، مراسمِ حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دستورِ الٰہی یوں نازل ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت تمام ہونے والی ہے اسمِ اعظم و آثارِ علم اور میراث انبیاء کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دیں جو سب سے پہلے مؤمن ہیں اور میں زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں رہنے دونگا۔

یادگار انبیاء، صحف آدم و نوح و إبراهيم علىٰ نبيّنا وَعليهِمُ السّلام، تورات انجیل، عصائے موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ السّلام انگشترِ سلیمان علیٰ نبیّنا وعلیہ السّلام اور باقی تمام انبیاء علیٰ نبیّنا وَعلیھِمُ السّلام کی میراث جن کے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محافظ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور انبیاء ماسبق کی میراث کو حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کیا جو آپ علیہ السلام کے بعد آنے والے گیارہ ائمہ تک منتقل ہوتی رہی۔

سب لوگ اس بات کے منتظر تھے کہ مراسمِ حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ مدّت کے لئے مکہ میں قیام فرمائیں گے تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے آئیں اور اپنے مسائل پوچھیں، لیکن اس کے برعکس مراسمِ حج تمام ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منادی حضرت بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ کل ۱۶/ ذی الحجہ کو تمام لوگ مکہ کو ترک کر کے مقامِ غدیر کی طرف حرکت کریں اور وقتِ معیّن پر غدیرِ خُم پر پہنچ جائیں اور جو نہ پہنچے وہ ملعون ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دستور کے مطابق کوئی بھی حاجی مکہ میں باقی نہ رہا یہاں تک کہ

مکہ کے ۵/ ہزار حاجی بھی مکہ کو ترک کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ عازمِ مقامِ غدیر ہوئے، مکہ سے نکلتے وقت پہلی آبادی بنام سَرِف پہنچے اور اسکے بعد مَرّ الظہران پہنچے اور اسی طرح بالترتیب عُسفان، قُدَید اور جحفہ جو کہ غدیر سے نزدیک ترین مقام ہے ۱۸/ ذی الحجہ سوموار کے دن ظہر کے وقت مقامِ غدیرِ خُم پہنچے تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"أَيُّهَا النَّاسُ أَجِيبُوا دَاعِيَ اللهِ أَنَا رَسُوْلُ اللهِ"

اے لوگو! خداوند عالم کی طرف دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرو، میں اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ مولّف

جس دن سے فرشتۂ وحی غدیر خم میں ولایت کی نورانی آیات لے کر آیا اور مسلمانوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی اور راہِ رسالت ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئی اس وقت سے لے کر آج تک غدیر خم کے متعلق مختلف قسم کے نظریات پیش کیے گئے؛ بعض اسلامی گروہوں نے اصلِ غدیر کو قبول کیا مگر اُس کے ہدف کو تبدیل کر دیا، بہت سی کتابیں خطبۂ حجۃ الوداع کے نام سے چھاپی گئیں لیکن ولایت و رہبری حضرت علی علیہ السلام کی بحث کو حذف کر دیا اور صرف اخلاقیات کو بیان کیا گیا اور یہاں تک کہ فیلمنامۂ محمد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بھی خطبۂ حجۃ الوداع میں تحریف کی گئی اور اس فیلمنامہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری خطبہ کو اخلاقیات کے بیان سے مخصوص کر دیا گیا۔

انہوں نے پیغامِ غدیر کو صحیح طور پر نہیں پہچانا اور نہ ہی پہچاننا چاہتے ہیں، اور بعض دوسرے غدیر کو شواہد، اسناد و مدارک کے ساتھ پہچاننے کے باوجود عذر لے کر آئے اور ہوا وہی جو ہونا چاہیے تھا۔

ماجرائے سقیفہ کے بعد اب کچھ نہیں کیا جا سکتا، حکومت کی مخالفت کرتے ہوئے اختلافی مسائل کو نہیں چھیڑا جا سکتا، بعض دوسروں نے سکوت اختیار کیا اور بغیر کسی دلیل و مدرک کے سرداران سقیفہ کی حکومت کو تسلیم کر لیا، اُن میں حقیقت و واقعیت کو قبول کرنے کی شہامت و جرأت نہ تھی، صرف

ایک گروہ ایسا ہے جس نے واقعۂ غدیر کو کما حقہ، جس طرح پہچاننا چاہیے تھا اس طرح پہچانا اور سینہ بہ سینہ اب تک اپنی آئندہ نسلوں کو منتقل کیا اور وہ گروہ کوئی نہیں سوائے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے شیعوں کے کہ جنہوں نے اپنا آئین زندگی، دین و مذہب اور عقائد، غدیر سے لئے ہیں غدیر شیعوں کا کُل عقیدہ ہے، غدیر کی بات ان کی روحوں کو جلا بخشتی ہے، شیعوں کی شادابی کا نام غدیر ہے، کیوں کہ ان کی سرشت اور انکے وجود کے خمیر کی سرشت عترت کی باقی ماندہ مٹی سے بنی ہے۔

''خُلِقُوا مِنْ فَاضِلِ طِينَتِنَا '' کہ یہ لوگ انکی خوشی میں خوشی مناتے ہیں اور انکے غم میں غمناک ہوتے ہیں۔ ''يَفْرَحُوْنَ بِفَرَحِنَا وَ يَحْزُنُوْنَ بِحُزْنِنَا'' جس دن سے دستِ مبارک حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے اعلیٰ مقام پر دستِ حضرت ولی اللہ کو پکڑا اور بلند کیا، اور خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اب تک بہت سے قصیدے کہے گئے، بہت سی کہانیاں لکھی گئیں، اور اعتقادی اور کلامی کتابیں لکھی گئیں تا کہ جہاں تک ہو سکے اس زندہ و جاوید واقعہ کو ہمیشہ زندہ رکھا جا سکے، اور اس بہتے ہوئے دریا سے بعد میں آنے والی نسلوں کو سیراب کیا جا سکے۔

لمحۂ فکریہ:

جو چیز انسان کو مطالعات اور ریڈیو، ٹیلی ویژن، مسجد و ممبر، عید غدیر کی مناسبت سے برپا ہونے والی محافل جشن میں غدیر جیسے بے مثل واقعہ کے بارے میں سننے کے بعد بھی بے قرار رکھتی ہے وہ بے توجہی اور دقت کا فقدان ہے، اور انتہائی افسوس کیساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہی سطحی سوچ کی تاریکی ہے جس نے ابھی تک غدیر خم کو اپنے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چھپا رکھا ہے۔

بہت سے قصیدے، محافل جشن، کتابیں، تقاریر ایسی ہیں کہ جن میں غدیر کا کما حقہ، حق ادا نہیں ہوتا اور آہستہ آہستہ بعض لوگوں کے لئے صرف ایک راسخ عقیدہ کی حیثیت سے رہ گیا ہے کہ روز غدیر اعلانِ ولایت کا دن ہے، ''حضرت امیرُ المومنین علیہ السلام کی امامت اور وصایت پہنچانے کا دن

ہے، اور یہ سخن حق ہے کہ جو عاشقان ولایت کی زبان، قلم وفکر اور ذوق سے صادر ہوتا ہے، لیکن صرف یہی حق نہیں ہے، بلکہ حقیقت اور واقعیت کا صرف ایک گوشہ ہے، سکہ کا ایک رُخ ہے، کیونکر سطحی سوچ کے ساتھ فیصلہ کیا جائے، کہا جائے اور لکھا جائے ؟

جبکہ ہمارا دشمن غدیر کی حقیقت کو چھپانے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے؛ ہزاروں حیلے اور بہانے تلاش کرتا ہے کہ کسی طرح غدیر خم کی حقیقت کو اجاگر نہ ہونے دیا جائے اور اس تاریخی حقیقت کو پس پردہ ڈالا جائے، ایسا کیوں ہے کہ ہمارے مقرّرین غدیر کے عمیق اور گہرے مطالب کو بیان نہیں کرتے؟ ایسا کیوں ہے کہ ہمارے مصنفین غدیر خم کی اصل حقیقت کو نہیں لکھتے ؟

بعض لاعلمی کی وجہ سے اپنے خطاب، اشعار اور مرثیوں میں غدیر کے دن کو صرف اعلان ولایت کے ساتھ مخصوص کر دیتے ہیں لیکن افسوس کہ بعض جان بوجھ کر غدیر کے دن کو اعلان ولایت کا دن کہتے ہیں، اور لوگوں نے بھی اس بات پر یقین کر لیا؛ کیوں کہ ہمارے مسلمان اپنے روحانی پیشواؤں کی اطاعت کرتے اور اپنے عقائد اُن ہی سے لیتے ہیں، بار بار یہ سُننے کے بعد یقین کر لیا ہے کہ روز غدیر صرف اور صرف پیغامِ ولایت پہنچانے کا دن ہے۔

واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت:

کیا رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آغاز بعثت کے وقت حضرت امیرُ المومنین علیہ السلام کی ولایت کا پیغام نہیں پہنچایا۔

کیا بارہا و بارہا مدینہ کے ممبر سے امام علی علیہ السلام اور انکے گیارہ بیٹوں کی ولایت کو لوگوں کے کانوں تک نہیں پہنچایا؟ کیا امام علی علیہ السلام اور انکے بعد آنے والے اماموں کے نام آسمانی کتابوں جیسے توریت، انجیل اور زبور میں نہیں آئے ؟

کیا جنگ خیبر، اُحد اور تبوک کے زمانے میں رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدّد احادیث

اس وقت کے تمام اسلامی ممالک میں نہیں پہنچیں تھیں جبکہ امام علی علیہ السلام (کا تعارف اپنے) بعد "ولی" اور "وصی" کی حیثیت سے کروایا؟ اور حدیث منزلت " أَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هارُوْنَ مِنْ مُوْسی " کیا واقعۂ غدیر سے پہلے بیان نہیں کی گئی؟

اگر رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعۂ غدیر سے پہلے اپنی بہت سی تقاریر، احادیث اور روایات کے ذریعے امام علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان فرمادیا ہے، تو پھر یہ اعلان غدیر سے پہلے ہو چکا تھا، اب دیکھنا یہ ہے کہ غدیر میں کونسی حقیقت آشکار ہوئی اور بیان کی گئی؟ وہ کونسا ایسا اہم وظیفہ تھا کہ جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجام دیا؟ اور منافقین اور کفار کو حسد اور کینہ کس بات پر تھا؟ غدیر کے دن ایسا کیا ہوا کہ اُن سے تحمل نہ ہوسکا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے درپے ہو گئے؟

اگر مسئلہ صرف "اعلان ولایت" کا ہوتا تو اتنے تلخ سیاسی واقعات رونما نہ ہوتے، کیوں کہ مدینہ میں کئی بار حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان سن چکے تھے اور اکوئی اعتراض نہ کیا! کیونکہ انھیں تو صرف اس زمانے کا انتظار تھا کہ جب رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان نہ ہوں، غدیر میں ایسا کیا ہوا کہ عاشقان ولایت خوش ہوئے اور منافقین نا اُمید ہو گئے؟ اور اپنی تمام شیطانی اُمیدوں کو برباد ہوتا ہوا دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ تلواریں لے کر تاریکی شب سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے رسول اکرمؐ کے راستے میں بیٹھ گئے؟ لیکن خدا کو یہ ہرگز منظور نہ تھا کہ ان کے یہ ناپاک ارادے پورے ہوں (اور پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محفوظ رہے) اس میں شک نہیں کہ ظاہر آیۃ ﴿ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ ﴾ ابلاغِ ولایت سمجھاتی ہے، مگر دیکھنا یہ ہے کہ ﴿ مَا أُنْزِلَ ﴾ کیا ہے؟

اسلامی جمہوریہ ایران کے تبلیغاتی ادارے اور گروہ صحافت سے مجھے امید یہ ہے کہ وہ غدیر کے بارے میں تحقیقی اور شائستہ نظر سے سوچیں گے، اور وہ یہ ہے کہ غدیر روزِ تحقق ہے بارہ اماموں کی ولایت کا (حضرت امیرُ المومنین علیہ السلام سے لیکر حضرت مہدی علیہ السلام تک) کہ جس کا ظاہری طور پر اعلان بھی

کیا گیا اور حضرت رسولِ خدا نے بیعت بھی لی، دنیا بھر کے اسلامی ممالک سے آئے ہوئے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) حاجیوں نے آپکی بیعت کی اور یہ تاریخ ساز اور اہم واقعہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اوراق تاریخ پر ثبت ہوگیا۔

اس حقیقت کے تاریخ میں ثبت ہونے کے ساتھ، غدیر کے موضوع پر قصیدہ گوئی (کہ جس کا آغاز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہی ہوگیا تھا) اور مہاجرین وانصار میں سے ہزاروں سچے گواہوں کی گواہی کی وجہ سے وہ منافقین جو موقع کی تلاش میں تھے تحمّل نہ کر سکے یہاں تک کہ حملہ آور ہو گئے ان کے بدنما چہروں سے نقابیں ہٹ گئیں اور تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ کے لیئے وہ ذلیل ورسوا ہو گئے۔

اس کتاب کی تحریر کا ہدف یہ ہے کہ ہمارے اسلامی ملک میں جہاں بھی غدیر کے بارے میں کچھ لکھا جائے یا کہا جائے بات تحقیقی اور مناسب ہو کہ غدیر کا دن حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لوگوں کی عمومی بیعت کا دن ہے، روزِ غدیر حضرت علی علیہ السلام سے لے کر حضرت مہدی علیہ السلام تک بارہ ائمہ علیہم السلام کی اثبات ولایت اور تحقق امامت کا دن ہے۔

قم مؤسسہ تحقیقاتی امیر المومنین علیہ السلام

محمد دشتی

پہلی فصل

کیا واقعۂ غدیر صرف اعلان دوستی کے لئے تھا؟

پہلی بحث: دوستانہ نظریات

دوسری بحث: حقیقتِ تاریخ کا جواب

تیسری بحث: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کی دوستی

چوتھی بحث: خطبۂ حجۃ الوداع پر ایک نظر

علماء اہل سنت نے روزِ غدیر سے لے کر آج تک اس موضوع پر مختلف قسم کے نظریات کا اظہار کیا ہے، بعض نے خاموشی اختیار کی تاکہ اس خاموشی کے ذریعے اس عظیم واقعہ کو بھول اور فراموشی کی وادی میں ڈھکیل دیا جائے، اور یہ حسین یاد لوگوں کے ذہنوں سے محو ہو جائے، لیکن ایسا نہ ہو سکا، بلکہ سینکڑوں عرب شاعروں کے اشعار کی روشنی میں جگمگاتا گیا جیسے عرب کا مشہور شاعر فرزدق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا۔

اس نے اپنی فنکارانہ شاعری میں نظم کر کے اس عظیم واقعہ کو دنیا والوں تک پہنچا دیا، اور بعض نے حکامِ وقت کی مدد سے سقیفہ سے اب تک تذکرہ غدیر پر پابندی لگا دی اس کو جرم شمار کیا جانے لگا! کوڑوں، زندان اور قتلِ عام کے ذریعے چاہا کہ اس واقعہ کو لوگ فرموش کر ڈالیں۔ لیکن اپنی تمام تر کوششوں کی باوجود ناکام رہے، ولایت کے متوالوں پر ظلم ڈھایا گیا انھیں قتل کیا گیا، تازیانوں کی زد پر رکھا گیا، جتنا راہ غدیر کو خونی بنایا گیا اُتنا ہی مقامِ غدیر اُجاگر ہوتا گیا اور آخر کار ان کا خون رنگ لایا اور شفق کی سرخی کے مانند جاوید ہو گیا۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ہمیشہ یہ کوشش رہی بحث ومباحثہ اور مناظرات کے دوران غدیر کے موضوع پر بات کریں، خود حضرت علی علیہ السلام نے غدیر کی حساس سیاسی تبدیلیوں سے متعلق گفتگو کی اور میدان غدیر میں حاضر چشم دید گواہوں سے غدیر کے واقعہ کا اعتراف لیا، اور دوسرے ائمہ معصومینؑ اور ولایت کے جانثاروں نے اس دن سے لے کر آج تک ہمیشہ غدیر خُم کو اُجاگر کیا، اور پیامِ غدیر کو آئندہ نسلوں تک پہنچایا اب کوئی غدیر میں شک وتردد کا شکار نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کو جھٹلا سکتا ہے۔

ا۔ دوستانہ نظریات

بعض اہل سنت مصنفین جو اس بات کو سمجھتے تھے کہ واقعۂ غدیر سورج کی طرح روشن ومنوّر ہے اور جس طرح سورج کو چراغ نہیں دکھایا جاسکتا اُسی طرح اس کا انکار بھی ممکن نہیں ہے اور اگر اس کو نئے رنگ میں پیش نہیں کیا گیا تو غدیر کی حقیقت بہت سے جوانوں اور حق کے متلاشیوں کو ولایتِ علی علیہ السلام کے نور کی طرف لے جائے گی، تو وہ حیلہ اور مکر سے کام لینے لگے اور حقیقت غدیر میں تحریف کرنے لگے، اور کہا کہ! ہاں واقعۂ غدیر صحیح ہے اور اس کا انکار ممکن نہیں ہے لیکن اس دن رسول خداؐ کا مقصد یہ تھا کہ اس بات کا اعلان کریں کہ (علی علیہ السلام کو دوست رکھتے ہیں) اور یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ کُنْتُ مَوْلاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلاهُ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد یہ بتانا تھا کہ (جو بھی مجھے دوست رکھتا ہے ضروری ہے کہ علی علیہ السلام کو بھی دوست رکھے)۔

اور یہیں سے وہ الفاظ کی ادبی بحث میں داخل ہوئے لفظِ ''ولی'' اور ''مولیٰ'' کا ایک معنیٰ (دوستی) اور (دوست رکھنے) کے ہیں لہذا غدیر کا دن اس لئے نہیں تھا کہ اسلامی دنیا کی امامت اور رہبری کا تذکرہ کیا جائے بلکہ روزِ غدیر علی علیہ السلام کی دوستی کے اعلان کا دن تھا۔

اُنہوں نے اس طرح پیغام غدیر میں تحریف کرکے بظاہر دوستانہ نظریات کے ذریعہ یہ کوشش کی کہ اہلسنّت جوانوں اور اذہانِ عمومی کو پیغامِ غدیر سے منحرف کیا جائے، چنانچہ اپنی کتابوں میں اس طرح بیان کیا کہ اہلسنّت مدارس کے طالبِ علموں اور عام لوگوں نے اس بات پر یقین کر لیا کہ روزِ غدیر علی علیہ السلام کی دوستی کے اعلان کا دن ہے، پس کوئی غدیر کا انکار نہیں کرتا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس دن تقریر کی لیکن صرف علی علیہ السلام کی اپنے ساتھ دوستی کا اعلان کیا اور اس بات کی تاکید کی کہ مسلمان بھی حضرت علی علیہ السلام کو دوست رکھیں۔

۲۔ حقیقتِ تاریخ کا جواب:

واقعۂ غدیر کی صحیح تحقیق کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ غدیر خم صرف اعلان دوستی کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت کچھ اور ہے۔

ا۔ واقعۂ روزِ غدیر کی تحقیق:

حقیقتِ غدیر تک پہنچنے کے لئے ایک راستہ یہ ہے کہ غدیر کی تاریخی حقیقت اور واقعیت میں تحقیق کی جائے، حجۃ الوداع رسولِ گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری سفرِ حج ہے اس خبر کے پاتے ہی مختلف اسلامی ممالک سے جوق در جوق مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور بے مثال و کم نظیر تعداد کے ساتھ فرائض حج کو انجام دیا اور اسکے بعد سارے مسلمان شہرِ مکّہ سے خارج ہوئے اور غدیرِ خُم پر پہنچے کہ جہاں سے اُنہیں اپنے اپنے شہر و دیار کی طرف کوچ کرنا تھا۔

اہلِ عراق کو عراق کی طرف، اہلِ شام کو شام کی طرف، بعض کو مشرق کی سمت اور بعض کو مغرب کی سمت، ایک تعداد کو مدینہ، اور اسی طرح مختلف گروہوں کو اپنے اپنے قبیلوں اور دیہاتوں کی طرف لوٹنا تھا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے مقام کا انتخاب کرتے اور توقف کرتے ہیں شدید گرمی کا عالم ہے

،سائبان اور گرمی سے بچنے کے دوسرے وسائل موجود نہیں ہیں اور عورتوں اور مردوں پر مشتمل ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰،۰۰۰) حاجیوں کی اتنی بڑی تعداد کو ٹھہرنے کا حکم دیتے ہیں یہاں تک کہ(۱) پیچھے رہ جانے والوں کا انتظار کیا جائے، آگے چلے جانے والوں کو واپس بلایا جائے اور پھر آپؐ نے اُونٹوں کے کجاووں اور مختلف وسائل سے ایک اُونچی جگہ بنانے کا حکم دیا تا کہ سب لوگ آپ کو آسانی سے دیکھ سکیں، اور اسلامی ممالک سے آئے ہوئے حاجیوں کے جمع ہونے تک انتظار کیا گیا، گرمی کی شدت سے پسینے میں شرابور لوگ صرف اس لئے جمع ہوئے تھے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام غور سے سنیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں!

---

(۱) واقعۂ غدیر کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت حاجیوں کا جمع غفیر تھا جو کہ مختلف اسلامی ممالک سے آئے ہوئے تھے جنکی تعداد مؤرخین نے نوے ہزار (۹۰،۰۰۰) سے ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰،۰۰۰) تک نقل کی ہے اور حج کی ادائگی کے بعد اپنے اپنے وطن لَوٹتے ہوئے ۱۸ ذی الحجہ کے دن خدا کے حکم سے سرزمینِ غدیرِ خُم پر جمع ہوئے اور جنہوں نے رسولِ خداؐ کے پیام کو سُننے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی، غدیر کے دن لوگوں کی اس عام بیعت کا اعتراف بہت سارے مؤرخین نے کیا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں!

۱۔ سیرۂ حلبی ، ج ۳ ص ۲۸۳ :حلبی
۲۔ سیرۂ نبوی ، ج ۳ ص ۳ : زینی دحلان
۳۔ تاریخ الخُلفاء ، ج ۴ : سیوطی (متوفّی ۹۱۱ ہجری)
۴۔ تذکرۂ خواص الامّۃ ، ص ۱۸ : ابنِ جوزی (متوفّی ۶۵۴ ہجری)
۵۔ احتجاج ، ج ۱ ص ۶۶ : طبرسی (متوفّی ۵۸۸ ہجری)
۶۔ تفسیر عیاشی ، ج ۱ ص ۳۳۲/۳۲۹ حدیث ۱۵۴ : ثمرقندی
۷۔ بحارُالانوار ، ج ۳۷ ص ۱۳۸ حدیث ۳۰ : علامہ مجلسی
۸۔ اثباتُ الہداۃ ، ج ۳ حُرِّ عاملی ص ۵۴۴/۵۴۳ حدیث ۵۹۳/۵۹۱/۵۹۰ :
۹۔ تفسیر برہان ، ج ۱ ص ۴۸۵ حدیث ۲ ، ص ۴۸۹ حدیث ۶ :بحرانی
۱۰۔ حبیبُ السّیر ، ج ۱ ص ۴۲۱/۴۱۲/۴۰۴/۳۷۵/۲۹۷ : خواندمیر

''اے لوگو! میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوگوں سے بار بار تاکید کی کہ آج کے اس واقعہ کو اپنی اولادوں، آئندہ آنے والی نسلوں اور اپنے شہر و دیار کے لوگوں تک پہنچادیں۔

یہ اہم واقعہ کیا ہے؟

کیا صرف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں! میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں؟

کیا ایسی حرکت کسی عام شخص سے قابلِ قبول ہے؟

کیا ایسی حرکت بیہودہ، اذیت ناک اور قابل مذمت نہیں ہے؟

پھر کسی نے اعتراض کیوں نہیں کیا؟

کیا مسلمان یہ نہیں جانتے تھے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کو دوست رکھتے ہیں؟

کیا علی علیہ السلام ایسے صف شکن مجاہد کی محبت پہلے سے مسلمانوں کے دلوں میں نہیں بسی ہوئی تھی؟

۲۔ فرشتۂ وحی کا بار بار نزول:

اگر غدیر کا دن صرف دوستی کے اعلان کے لئے تھا تو ایسا کیوں ہوا کہ جبرئیل امین جیسا عظیم فرشتہ تین بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اور پیغامِ الٰہی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کرے؟! جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا!۔

"إِنَّ جِبْرَئِيلَ علیہ السلام هَبَطَ إِلَيَّ مِرَاراً ثَلَاثاً يَأْمُرُنِيْ عَنِ السَّلَامِ رَبِّيْ وَهُوَ السَّلَامُ أَنْ أَقُوْمَ فِي هٰذَا الْمَشْهَدِ، فَأُعْلِمَ كُلَّ أَبْيَضَ وَ أَسْوَدَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ أَخِيْ وَ وَصِيِّيَ وَ خَلِيفَتِيْ عَلٰى أُمَّتِيْ وَ الْإِمَامُ مِنْ بَعْدِيْ اَلَّذِيْ مَحَلُّهُ مِنِّيْ مَحَلُّ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى عَلَيَّ

بِذٰلِکَ آیَۃً مِنْ کِتَابِہٖ!"

﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ﴾ (۱)

وَعَلِیُّ بْنَ اَبِیْطَالِبِ اَلَّذِیْ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَھُوَ رَاکِعٌ یُرِیْدُ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ کُلِّ حَالٍ (۲)

جبرائیل علیہ السلام تین بار وحی لے کر مجھ پر نازل ہوئے اور درود وسلام کے بعد فرمایا کہ یہ مقام غدیر ہے یہاں قیام فرمائیں اور ہر سیاہ وسفید، یہ بات جان لے کہ حضرت علی علیہ السلام میرے بعد

---

(۱) مائدہ، ۵/۵۵

(۲) حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ (کتاب احتجاج طبری، ج ۱ص ۶۶)

خطبہ کے مدارک واسناد:

(۱)۔ احتجاج، ج ۱ص ۶۶: طبری

(۲)۔ اقبال الاعمال، ص ۴۵۵: ابن طاؤس

(۳)۔ کتاب الیقین، باب ۱۲۷: ابن طاؤس

(۴) التحصین، باب ۲۹: ابن طاؤس

(۵)۔ روضۃ الواعظین، ص ۸۹: فتال نیشاپوری

(۶)۔ البرہان، ج ۱ص ۴۳۳: بحرانی

(۷)۔ اثبات الہداۃ، ج ۳ص ۲: عاملی

(۸)۔ بحار الانوار، ج ۳۷ص ۲۰۱: بحرانی

(۹)۔ کشف المہم ص ۵۱: بحرانی

(۱۰)۔ تفسیر صافی، ج ۲ص ۵۳۹: فیض کاشانی

آپ کے وصی خلیفہ اور تمہارے پیشوا ہیں، انکا مقام میری نسبت ایسا ہی ہے جیسا مقام ہارون کا موسیٰ کی نسبت تھا، بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا علی علیہ السلام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمہارے رہنما ہیں خداوندِ صاحب عزّت وجلال نے اپنی پاک وبابرکت کتاب قرآنِ مجید میں اس مسئلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہارے ولی اور سرپرست خدا، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائیں، نماز بپا کریں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ ادا کریں یہ بات تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ علی علیہ السلام نے نماز بپا کی اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ ادا کی اور ہر حال میں مرضیِ خدا کے طلبگار رہے۔

۳۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشانی:

اگر غدیر کا مقصد صرف علی علیہ السلام کی دوستی کا پیغام پہنچانا تھا تو اس پیغامِ الٰہی کے پہنچا دینے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشانی کا کیا سبب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار پس وپیش کیوں کی؟ اور جبرئیل علیہ السلام کا مسلسل اصرار کرنا اور اس آیت کا پڑھنا کہ ﴿یا أیُّها الرَّسُوْلُ بَلِّغْ ما أُنزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَل فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَهُ﴾(۱)

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو حکم خدا کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیں اگر آج آپ نے یہ کام انجام نہیں دیا تو گویا آپ نے اپنی رسالت کو ادھورا چھوڑ دیا۔(۲)

---

(۱) مائدہ/۵/۶۷

(۲) بہت سارے مسلمان علماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ایہ آیۂ مبارکہ غدیر کے دن حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے اعلان کے لئے نازل ہوئی۔

۱۔ الولایۃ فی طرق حدیث الغدیر: طبری

۲۔ ما نزل القرآن فی امیر المؤمنین علیہ السلام: ابوبکر فارسی

۳۔ ما نزل القرآن فی علی علیہ السلام : ابونعیم

۴۔ الدرایۃ فی حدیث الولایۃ : سجستانی

۵۔ الخصائص العلویۃ : نطنزی

۶۔ تفسیر شاہی : محبوب العالم

۷۔ ارجح المطالب ، ص ۶۷/۶۸/۲۰۳/۵۶۶ : امرتسری

۸۔ اسباب النزول ، ص ۱۳۵ : واحدی

۹۔ تاریخ دمشق ، ج ۲،ص ۸۵ : ابن عساکر

۱۰۔ فتح القدیر ، ج ۳،ص ۵۷ : شوکانی

۱۱۔ مفاتیح الغیب ، ج ۱۲ : فخر رازی

۱۲۔ تفسیر المنار ، ج ۶،ص ۴۶۳ : رشید رضا

۱۳۔ حبیب السیر، ج ۲ ،ص ۱۲ : خواندمیر

۱۴۔ الدرّ المنثور ، ج ۲ ص ۲۹۸ : سیوطی

۱۵۔ شواھد التنزیل ، ج ۱، ص ۱۸۷/۱۹۲ : حسکانی

۱۶۔ فرائد السمطین : حموینی

۱۷۔ فصول المہمۃ ، ص۲۳،۲۴/۲۴ : ابن صباغ

۱۸۔ مطالب السؤول : ابن طلحہ

۱۹۔ ینابیع المودۃ :ص ۱۲۰ قندوزی

۲۰۔روح المعانی : ج ۲ ص، ۳۴۸ آلوسی

۲۱۔ عمدۃ القاری، ج ۸،ص۵۸۴: عینی

۲۲۔ غرایب القرآن ،ج۶،ص ۱۷۰: نیشاپوری

۲۳۔: مودۃ القربی : ھمدانی

یہ اتنا بڑا اور اہم کام کیا تھا؟ حضرت علی علیہ السلام کی دوستی کا پیغام تو کوئی اتنا بڑا کام نہیں تھا! اور یہ کام کسی خاص خطرہ کا حامل بھی نہیں تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا پریشان کرتا یہاں تک کہ ۳ بار حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کو انجام دینے سے عذر خواہی کریں، اس بات کا اظہار خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن کے خطبہ میں کیا!

وَسَأَلْتُ جِبْرَئِیلَ علیہ السلام أَنْ یَسْتَعْفِیَ لِیَ السَّلامَ عَنْ تَبْلِیغِ ذٰلِکَ إِلَیْکُمْ؛ أَیُّهَا النَّاسُ؛ لِعِلْمِیْ بِقِلَّةِ الْمُتَّقِیْنَ وَکَثْرَةِ الْمُنافِقِیْنَ، وَإِدْغالِ الْآثِمِیْنَ وَحِیَلِ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ بِالْاِسْلَامِ اَلَّذِیْنَ وَصَفَهُمُ اللّٰهُ فِیْ کِتابِهِ:

﴿بِأَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مالَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَیَحْسَبُوْنَهُ هَیِّناً وَ هُوَ عِنْدَاللّٰهِ عَظِیْمٌ﴾(۱)

وَکَثْرَةِ أَذاهُمْ لِیْ غَیْرَ مَرَّةٍ، حَتّٰی سَمُّوْنِی أُذُناً، وَزَعَمُوْا أَنِّیْ کَذٰلِكَ لِکَثْرَةِ مُلازَمَتِهِ اِیّایَ، وَإِقْبالِیْ عَلَیْهِ، وَهَواهُ وَقَبُوْلِهِ حَتّٰی أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ ذٰلِكَ قُرْآناً

﴿ وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَاُذُ نٌ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍلَکُمْ ﴾(۲)

وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّیَ الْقائِلِیْنَ بِذٰلِكَ بِأَسْمٰئِهِمْ لَسَمَّیْتُ، وَإِنْ أَوْمَیءُ إِلَیْهِمْ بِأَعْیانِهِمْ لَأَوْمَأْتُ، وَأَنْ أَدُلَّ عَلَیْهِمْ لَدَلَلْتُ، وَلٰکِنِّیْ وَاللّٰهِ فِیْ أُمُوْرِهِمْ قَدْ تَکَرَّمْتُ.

میں نے جبرئیل علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھے علی علیہ السلام کی ولایت کے اعلان سے معاف رکھے کیوں کہ اے لوگو! میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں کہ، پرہیزگار بہت کم اور منافقوں کی تعداد

---

(۱) نور، ۲۴/ ۱۵

(۲) توبہ/ ۶۱

بہت زیادہ ہے، مکار گنہگار اور اسلام کا مذاق اڑانے والے موجود ہیں وہ لوگ کہ جن کے بارے میں خداوندِ عالم نے اپنی کتاب میں فرمایا: (وہ لوگ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جن پر دل میں یقین نہیں رکھتے اور انکا خیال یہ ہے کہ یہ آسان اور بہت سادہ سی بات ہے جبکہ منافقت خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے)

ان منافقوں نے بارہا مجھے تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ مجھ پر تہمتیں لگائیں اور کہا کہ (پیغمبرؐ معاذ اللہ دوسروں کے کہنے پر عمل کرتے ہیں اور اس میں انکا اپنا کوئی ارادہ شامل نہیں ہوتا) کیونکہ! میں ہمیشہ علی علیہ السلام کے ساتھ تھا اور وہ زیادہ تر میری توجہ کے مرکز تھے لہذا منافقین حسد کی وجہ سے اس بات کو تحمل نہ کر سکے یہاں تک کہ خداوندِ بزرگ و برتر نے ایک آیت نازل کی جسکے ذریعہ اُنکی ان بیہودہ باتوں کا مُنہ توڑ جواب دیا فرمایا کہ: (بعض منافقین، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچاتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ سراپا گوش ہیں، اے رسول کہدو کہ پیغمبر اچھی باتیں سننے والا ہے یہی تمہارے لئے بہتری ہے) اگر ابھی چاہوں تو منافقوں کو نام اور پتے کے ساتھ پہچنوا دوں، یا انکی طرف انگلی کا اشارہ کر دوں یا لوگوں کو انکو پہچاننے کے لئے راہنمائی کردوں تو جو چاہوں کر سکتا ہوں لیکن خدا کی قسم میں ان کیلئے کریم ہوں اور بزرگواری سے کام لیتا ہوں (۱)

اگر اس دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کی دوستی کا پیغام نہ پہنچاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر کیا حرف آتا؟ یہ کام ایسا کونسا کام ہے کہ اگر پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انجام نہ دیں تو انکی رسالت نامکمل رہ جائے گی؟ اور پھر فرشتۂ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے پیغام الٰہی لے کر آئے کہ

﴿وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (۲)

۱۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج الوداع کے موقع پر معروف خطبہ کا کچھ حصہ ہے مکمل خطبہ اس کتاب کے آخر میں اسناد و مدارک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے رجوع فرمائیں:

(۲) مائدہ ۵/۶۷

(خدا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انسانوں کے شر سے محفوظ رکھے گا)

وہ رسول جن پر آغاز بعثت سے لے کر حجۃ الوداع تک کبھی بھی خوف غالب نہیں آیا، ہمیشہ میدان جنگ میں موجود رہے(۱) کار رسالت کے مشکل اور کٹھن راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم کبھی متزلزل نہیں ہوئے اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا بات پریشان کئے ہوئے ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کونسا کام انجام دینا ہے کہ جسکے انجام دینے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے مخالفانہ پروپیگنڈے، منکروں کے انکار، کافروں کے کفر اور منافقوں کے نفاق سے خوفزدہ ہیں اور تین بار جبرئیل علیہ السلام سے اس کام کو انجام نہ دینے کی درخواست کرتے ہیں؟

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کبھی خوف میں مبتلا نہیں ہوتے تھے، اور وحی الٰہی کے پہنچانے میں ایک لحظہ پس و پیش سے کام نہیں لیتے تھے، حقیقت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے بکھر جانے سے خوفزدہ تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داخلی اختلاف اور جھگڑوں کا ڈر تھا کہ کہیں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں کھڑے نہ

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شجاعت اور خط شکنی کے سلسلے میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ كُنَّا إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله، فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَّا أَقْرَبَ إِلَى الْعَدُوِّ مِنْهُ ﴾

(جب بھی شعلۂ جنگ بھڑکتا ہم رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ میں چلے جاتے تھے کیوں کہ ایسے نازک وقت میں ہم لوگوں میں سب سے زیادہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے نزدیک ہوتے تھے۔)

۱۔ کشف الغمۃ : مرحوم اربلی (متوفی ۶۸۹ھ)......

......۲۔ غریب الحدیث، ج۲ص ۱۸۵ : ابن سلام (متوفی ۲۲۳ھ)

۳۔ کتاب النہایۃ، ج۱ص ۸۹، ۴۳۹ : ابن اثیر (متوفی ۶۳۰ھ)

۴۔ تاریخ طبری، ج۲ص ۱۳۵ : طبری (متوفی ۳۱۰ھ)

۵۔ بحار الانوار، ج۵ص ۲۲۰ : مرحوم مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۶۔ بحار الانوار، ج۱۶ص ۱۱۷، ۲۳۲، ۳۴۰ : مرحوم مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ)

ہو جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہیں موجودگی میں امت کے درمیان خونریزی شروع نہ ہو جائے، احترام جاتا رہے، جو کچھ جہاد کی قربانیوں اور شہادتوں سے حاصل ہوا تھا بھلا دیا جائے آیا یہ سب کچھ حضرت علی علیہ السلام سے دوستی کے اعلان کی وجہ سے تھا؟ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماضی میں آغاز بعثت سے لے کر غدیر کے موقع تک بارہا و بارہا فرمایا تھا کہ میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں۔

یہ تو کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں تھا کہ امت مسلمہ کی صفوں میں تزلزل اور دراڑ کا باعث ہو دوستی کا اعلان کوئی خاص اہمیت کا حامل مسئلہ نہ تھا کہ صاحب عزت وجلال خدا اپنے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان دلائے اور کہے کہ ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾

اور تم ڈرو نہیں خداوند عالم آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اگر ہدف صرف یہ تھا کہ ''دوستی کا ابلاغ'' ہو جائے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند کر کے انکی بیعت کیوں کی؟ اور تمام مسلمانوں کو بیعت کا حکم کیوں دیا کہ حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کریں!! اور حاضرین میں سے مرد آدھی رات تک اور خواتین اگلے دن کی صبح تک حکم بیعت کی بجا آوری میں مشغول رہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی دوستی یا اسکا ابلاغ تو اس بات کا متقاضی نہیں ہے کہ بیعت طلب کی جائے اور لوگ بھی امتثال حکم کرتے ہوئے مشغول ہو جائیں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف اسلامی ممالک سے آئے ہوئے ایک لاکھ بیس ہزار حجاج کو ایک دن اور رات کے لئے غدیر خم کے میدان میں روکے رہیں صرف یہ کہنے کے لئے کہ (اے لوگو! میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں) آیا یہ دعویٰ قابل قبول ہے؟

۴۔ تکمیلِ دین کا راز:

یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ آیا حضرت علی علیہ السلام کی دوستی کے اعلان کے ساتھ دین کامل ہو جائے گا؟ اگر پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز غدیر اپنے ساتھ علی علیہ السلام کی دوستی کا اعلان نہ کرتے

تو کیا دین ناقص تھا؟ اور چونکہ اُس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے کہا کہ (میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں) تو دین خدا کامل ہوگیا؟ اور خدا کی نعمتیں لوگوں پر تمام ہوگئیں؟ اور جیسا کہ بہت سارے شیعہ اور سُنّی علماء (۱) نے اس بات کا اعتراف کیا ہے

غدیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان ولایت اور لوگوں کے بیعت کر لینے کے بعد ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی!

﴿ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ ، فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ، اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً ﴾(۲)

(مسلمانوں) اب تو کفار تمہارے دین سے (پھر جانے سے) مایوس ہوگئے ہیں، لھذا تم ان سے تو ڈرو ہی نہیں بلکہ صرف مجھ سے ڈرو آج (غدیر کے دن) میں نے تمہارے دین کو مکمّل کر دیا اور تم لوگوں پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں، اور تمارے اس دین اسلام کو پسند کیا غدیر کے دن ایسا کونسا کام انجام پایا کہ فرشتۂ وحی مذکورہ آیت کو بشارت وخوشخبری کے ساتھ لیکر نازل ہوا؟

وہ عظیم واقعہ کیا تھا کہ جس کی وجہ سے

الف۔ کافر دین کی نابودی سے مایوس ہوگئے۔

۱۔ تمام مؤرخوں اور بہت سارے اہل سنت مفسّروں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سورۂ مبارکہ مائدہ کی آیت شمارہ ۳/ (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ) غدیر کے دن حضرت علی علیہ السلام کی اعلان ولایت اور لوگوں کی بیعت عموی کے بعد آنحضرتؐ پر نازل ہوئی۔ مورخوں اور مفسّروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں!

۱۔ تاریخ دمشق، ج ۲ ص ۷۵ و ۷۷: ابن عساکر شافعی (متوفّی ۵۷۱ھ)

۲۔ شواہد التنزیل، ج ۱ ص ۱۵۷: حسکانی حنفی (متوفّی ۵۰۲ھ) ھ

....

٭ ۳۔مناقب،ص۱۹:ابن مغازلی شافعی

۴۔تاریخ بغداد،ج۸،ص۲۹۰:خطیب بغدادی(متوفی ۴۶۳ھ)

۵۔تفسیر درالمنثور،ج۲،ص۲۵۹:سیوطی شافعی(متوفی ۹۱۱ھ)

۶۔الاتقان،ج۱،ص۳۱و۵۲:سیوطی شافعی(متوفی ۹۱۱ھ)

۷۔مناقب،ص۸۰:خوارزمی حنفی(متوفی ۹۹۳ھ)

۸۔تذکرۃ الخواص،ص۳۰و۱۸:ابن جوزی حنفی(متوفی ۶۵۴ھ)

۹۔تفسیر ابن کثیر،ج۲،ص۱۴:ابن کثیر شافعی(متوفی ۷۷۴ھ)

۱۰۔مقتل الحسین،ج۱،ص۴۷:خوارزمی حنفی(متوفی ۹۹۳ھ)

۱۱۔ینابیع المودۃ،ص۱۱۵:قندوزی حنفی

۱۲۔فرائد السمطین،ج۱،ص۷۲،۷۴و۳۱۵:حموینی(متوفی ۷۲۲ھ)

۱۳۔تاریخ یعقوبی،ج۲،ص۳۵:یعقوبی(متوفی ۲۹۲ھ)

۱۴۔الغدیر،ج۱،ص۲۳۰:علامہ امینی

۱۵۔کتاب الولایۃ:ابن جریر طبری(متوفی ۳۱۰ھ)

۱۶۔تاریخ ابن کثیر،ج۵،ص۲۱۰: ابن کثیر شافعی(متوفی ۷۷۴ھ)

۱۷۔مناقب،ص۱۰۶:عبداللہ شافعی

۱۸۔ارجح المطالب،ص۵۶۸:عبداللہ حنفی

۱۹۔تفسیر روح المعانی،ج۶ص۵۵:آلوسی

۲۰۔البدایۃ والنہایۃ،ج۵،ص۲۱۳وج۷ص۳۴۹:ابن کثیر شافعی(متوفی ۷۷۴ھ)

۲۱۔الکشف والبیان:ثعلبی(متوفی ۲۹۱ھ) ۲۲۔بحارالانوار،ج۳۷باب۵۲:علامہ مجلسی

اور بہت ساری تفاسیر اہل سنت،اور تمام شیعہ علماء کی تفاسیر جن کے ذکر کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔

(۲)مائدہ۵/۳

ب۔ جس کے بعد کافروں کی سازشوں سے نہ ڈرا جائے۔

ج۔ دین اسلام کامل ہوگیا۔

د۔ اللہ کی نعمتیں پوری ہوگئیں۔

ہ۔ اسلام کے پائندہ رہنے کی ضمانت دی گئی۔

کیا یہ سب کچھ صرف دوستی کا پیغام پہنچانے کے لئے تھا؟

آیا اس قسم کے دعوے تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے قابلِ قبول ہیں؟

ہم غدیر کے پرنور خورشید کے مقابلے میں جہل کی تاریکی اور کینہ پروری کی پناہ کیوں لیں؟

بلکہ غدیر کا واقعہ تو کوئی بہت بڑا واقعہ ہونا چاہیے کہ جس نے آیاتِ الٰہی کے (بہت سی بشارتوں اور پیغاموں کے ساتھ) نزول کی راہ ہموار کی۔

اُس واقعہ کو تو بہت اہم واقعہ ہونا چاہیے کہ جسکا نتیجہ ''اکمالِ دین'' اور ''اتمامِ نعمت ہو۔

ایسا واقعہ کہ جس نے راہ رسالت کو رنگ جاویدانی بخشا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغازِ بعثت سے لے کر ہجرت اور اسکے بعد کی زحمتوں کا پھل دیا۔

آیا یہ عظیم واقعہ ''عام مسلمانوں کا حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے'' کے علاوہ کچھ اور ہے؟ آیا یہ عظیم واقعہ ''حضرت علی علیہ السلام اور انکے گیارہ بیٹوں کی'' قیامت تک کے لئے بیعت عمومی کے علاوہ کچھ اور ہے؟

کیا یہ عظیم واقعہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے رہبر اور پیشوا معین ہونے کے علاوہ کچھ اور ہے؟

یہ اہل سنت مصنفین، تاریخ کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے کہ روزِ غدیر کے بعد کس قسم کے تلخ حوادث رونما ہوئے؟

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی ناکام سازش:

اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہدف غدیر کے دن صرف حضرت علی علیہ السلام کی دوستی کا پیغام پہنچانا تھا تو ایک گروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیوں کیا؟ اور مدینے کے راستے میں اپنے اس باغیانہ ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کیوں کی لیکن خداوند عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی؟ دوستی کا پیغام تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا سبب نہیں ہوسکتا؟

امیرُ المؤمنین علیہ السلام کی ولایت کے مخالفوں نے سوچا کہ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ کو قتل کر دیا جائے، اور اس قتل کو طبیعی موت ظاہر کرنے کے لئے ان لوگوں نے آپس میں سازش یہ کی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری ''عقبہ'' (جو کہ پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں بہت گہری گہری کھائیاں ہیں) کے قریب پہنچے تو پتھر اور لکڑیاں وغیرہ ان کھائیوں میں پھینکی جائیں جن سے مختلف قسم کی خوفناک آوازیں پیدا ہوں گی جن آوازوں سے ڈر کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کسی گہری کھائی میں جا گرے گی۔ اور ہم تاریکی شب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں سے فرار ہو جائیں گے پھر کل سب لوگوں میں یہ بات مشہور کر دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا سبب طبیعی حادثہ ہے۔

پھر یہ سارے مخالفین تیزی سے اس مقام پر جمع ہو کر گھات لگا کر بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کا انتظار کرنے لگے، لیکن خداوند عالم نے فرشتۂ وحی کو نازل کر کے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمن کی اس سازش سے آگاہ فرما دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری اس مقام کے نزدیک پہنچی تو آپ نے حذیفہؓ یمانی اور عمار یاسر سے کہا کہ اُن میں سے ایک اونٹ کی مہار تھامے اور ایک سواری کو ہنکائے، گھات لگائے ہوئے منافقوں نے جو کچھ بھی ہاتھ میں آیا کھائی کی طرف پھینکنا شروع کر دیا اور مختلف قسم کی خوفناک آوازوں سے اُونٹ کو ڈرانے کی کوشش کی، لیکن خدا کی مدد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شامل حال رہی اور اُونٹ پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اور اس طرح دشمن کی سازش ناکام ہوئی، مگر یہ منافقین اس سنہرے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے اور جب اس سازش کو ناکام ہوتے دیکھا تو تلواریں لے کر پیغمبر گرامیِ اسلامؐ پر حملہ آور ہو گئے لیکن ان کے سامنے حذیفہ یمانی اور عمار یاسر جیسے عاشقانِ ولایت تھے جن کے بے نظیر اور شجاعت سے بھرپور دفاع کے سبب اس سازش میں بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، اب اگر یہ منافقین تھوڑی سی دیر کرتے تو قافلے میں شامل عاشقانِ ولایت سر پر پہنچ جاتے اور منافقوں کا کام تمام کر دیتے۔

لہٰذا اب منافقین کے پاس فرار کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، حذیفہ یمانی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون لوگ تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خود ہی دیکھ لو، اُس وقت بجلی چمکی اور منافقوں کے چہرے تاریکی کے پردے سے بے نقاب ہوئے اور حذیفہ نے اُن افراد کو آسانی سے پہچان لیا! جن کی تعداد پندرہ (۱۵) ہے اور ان کے نام درج ذیل کتب میں درج ہیں۔ (۱)

۶۔ نفرین آمیز طومار کا انکشاف:

روزِ غدیر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہدف صرف حضرت علی علیہ السلام کی دوستی کا اعلان اور لوگوں سے حضرت علی علیہ السلام کی بعنوان امام اور رہبر بیعت لینا نہیں تھا تو ایک گروہ نے اس دن کے بعد اُمّتِ اسلامی کی امامت اور رہبری کے متعلق مخفیانہ تحریر کیوں لکھی کہ جسکے ذریعہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قدرت و حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں؟

جب یہ گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو انہوں نے احتیاط کا دامن تھاما اور تا حیاتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کی حرکتوں

---

(۱) کشف الیقین، ص ۱۳۷: علامہ حلّی ۲۔ ارشاد القلوب، ص ۱۱۲ و ۱۳۵: دیلمی ۳۔ بحار الانوار، ج ۲۸ ص ۸۶ و ۱۱۳: علامہ مجلسی

سے اجتناب کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن ایک دوسرے گروہ نے ولایتِ علی علیہ السلام کی کھلم کھلا مخالفت کی اور اس طرح ایک تحریر لکھی جس پر بہت سارے لوگوں کے دستخط لئے تا کہ یہ ظاہر کر سکیں کہ ہماری مخالفت بہت منظم اور مستحکم ہے۔

اس مقصد کے لئے ابوبکر کے گھر پر جمع ہوئے باہم گفتگو کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ ایک عہد نامہ لکھا جائے، چنانچہ سعید بن عاص نے ایک عہد نامہ لکھا، اس عہد نامے پر جن لوگوں نے دستخط کئے ان کے ناموں سے قریش اور امیرُ المؤمنین علیہ السلام کے مخالفوں کے سینوں میں کینے اور بغض کی شدت ثابت ہو جاتی ہے، ان ناموں میں سرِ فہرست ابوسفیان، فرزندِ ابی جہل اور صفوان بن اُمیہ جیسے نام دیکھنے میں آتے ہیں، یعنی مشرکوں اور کافروں کے سردار منافقوں (نام نہاد مسلمانوں) کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے ہوئے ہیں تا کہ خورشیدِ ولایت کا انکار کیا جا سکے۔

عہد نامہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ وہ عہد نامہ ہے کہ جس پر اصحابِ رسول میں سے انصار و مہاجرین پر مشتمل ایک گروہ نے اتفاق کیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی تعریف خداوندِ عالم نے اپنی آسمانی کتاب میں رسول کے ذریعہ اور بزبانِ رسالت کی ہے، اس گروہ نے ولایت و امامت کے مسئلے میں مختلف آراء اور مشوروں کی روشنی میں اجتہاد اور کوشش کرنے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ دین اور لوگوں کے لئے مناسب تھا اس عہد نامے میں تحریر کر دیا ہے تا کہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور اسکے دستور العمل کی پیروی کرتے ہوئے دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کر سکیں۔

اما بعد! خداوندِ منّان نے اپنے کرم اور مہربانی کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کی

طرف بھیجا تا کہ اسکے پسندیدہ دین کو لوگوں تک پہنچائیں، اور رسول اکرم نے اپنے اس تبلیغی وظیفے کو انجام دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی، جن جن امور کی تبلیغ پر مامور کیے گئے تھے ان کو بخیر وخوبی لوگوں تک پہنچایا، یہاں تک کہ دین کامل ہو گیا اور اسلامی معاشرے میں واجبات وسنن الٰہی رائج ہو گئے۔

اس کے بعد خداوندِ عالم نے اپنے رسول ﷺ کو اپنی طرف بلا لیا اور آنحضرت ﷺ مکمل عزت واحترام کے ساتھ دعوت حق کو لبیک کہا اور اپنی جانشینی کے لئے کسی شخص کی نشان دہی کیے بغیر اس دارِ فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے، بلکہ خلیفہ وجانشین چننے کا اختیار لوگوں کو سونپ گئے تا کہ جس کو بھی موردِ وثوق واطمنان پائیں اسے جانشین رسول اور ولایت امر المسلمین کے لئے منتخب کر لیں اور رسول خدا ﷺ کی اطاعت مسلمانوں کے لئے باعث افتخار ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

(جو بھی روزِ قیامت اپنے پروردگار سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ رسول کی اطاعت کرے) حقیقت میں رسول اکرم ﷺ نے اس لئے اپنا جانشین مقرر نہیں کیا کہ خلافتِ رسول ایک ہی خاندان میں منحصر نہ رہے بلکہ دوسرے خاندان بھی خلافت سے کچھ فائدہ حاصل کر سکیں میراث کی طرح ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل نہ ہوتی رہے، اور اس لیے کہ دولتمندوں کے ہاتھوں کا کھلونا نہ بن جائے اور کوئی خلیفہ بھی قیامت تک کے لئے اپنی نسل میں خلافت کا دعوے دار نہ ہو۔

ہر عہد اور زمانے میں تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد صاحبان حل وعقد مل کر بیٹھیں اور باہمی صلاح ومشورے سے جس کو بھی صالح اور خلافت کے لائق سمجھیں مسلمانوں کے تمام امور کی لگام اسکے سپرد کر دیں اور اسکو ولی امر مسلمین اور ان کے اموال ونفوس کا

مختار قرار دیں، کیونکہ اصحابِ حلّ وعقد ایسے امور کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں اس لئے یہ کبھی بھی خلافت کے لئے انتخاب سے قاصر نہیں ہوں گے، لہٰذا اگر کوئی اس بات کا دعوے دار ہو کہ رسول خداؐ نے ایک خاص شخص کو اپنی جانشینی کے لئے چن لیا تھا اور اسکے نام اور حسب ونسب سے سب کو آگاہ فرما دیا تھا، اسکی یہ بات بیہودہ اور اصحابِ رسول کی رای کے خلاف ہے، اور اس نے مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ڈالا ہے اور اگر کوئی دعوی کرے کہ رسول خدا ﷺ کی خلافت اور جانشینی وراثت ہے اور اسکے بعد دوسرے کو ملے گی تو اسکی یہ بات بے معنی ہے کیونکہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: (ہم انبیاء کسی کو وارث نہیں دیتے اور جو کچھ ہم سے باقی بچے صدقہ ہے۔)

اور اگر کوئی اس بات کا دعوے دار ہو کہ خلافتِ رسول خدا ﷺ ہر کسی کو زیب نہیں دیتی بلکہ مسلمانوں میں سے ایک معیّن شخص اس مقام کے لائق ہے، اور خلافت اسکا حق ہے کوئی دوسرا خلافت کا مستحق نہیں ہے کیونکہ خلافت نبوّت کے بعد بالکل ویسا ہی ایک سلسلہ ہے، یہ بات قابل قبول نہیں ہے اور اسکا کہنے والا جھوٹا ہے، اس لئے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! (میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔)

اور اگر کوئی کہے کہ وہ خلافت کا مستحق ہے وہ بھی اس لئے کہ حسب ونسب کے لحاظ سے پیغمبرؐ کے قریب ہے اور یہی معیار رہتی دنیا تک خلافت کا ملاک اور معیار ہے، اسکا یہ کلام بے جا ہے کیونکہ ملاک اور معیار تقوی ہے، نہ رسول ﷺ سے رشتہ داری،

جیسا کہ خداوندِ عالم نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾

تم میں سے خدا کے نزدیک صاحب عزت وہ ہے جس کا تقوی زیادہ ہو اور ایسے ہی رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (سارے مسلمان ایک ہیں اور مخالفوں کے سامنے ایک صف میں ہیں۔

لہٰذا جو بھی کتاب خدا پر ایمان لائے اور سنّتِ رسول کو قبول کرتے ہوئے اس پر عمل کرے

وہ حق کے راستے پر ہے اور اسکے نیک اور صالح ہونے میں کوئی شک نہیں اور جو بھی قرآن وسُنّت کے برخلاف عمل کرے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے اسے قتل کر دو کیونکہ اسکے قتل میں ہی اُمّت کی صلاح پوشیدہ ہے۔ کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی فرمایا:

(جو بھی میری اُمّت میں تفرقہ ڈالے، انکو ایک دوسرے سے جدا کرے اور انکی صفوں میں شگاف ڈالے تو اس کو قتل کر دو، چاہے وہ کوئی بھی ہو؛ کیونکہ اجتماع اُمّت رحمت ہے اور اُمّت کی جدائی عذاب ہے اور میری اُمّت ضلالت اور گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی، اور یہ سب دشمن کے مقابلے میں بہت زیادہ متحد اور یکدست ہیں معاندین کے گروہ کے علاوہ کوئی بھی مسلمانوں کی جماعت سے جدا نہیں ہوگا جو جدا ہو اس کا خون مباح ہے۔

تاریخ: محرّم الحرام ۱۰ھ (۱)

اس دستاویز کو سعید بن عاص نے لکھا اور تیرہ لوگوں (کہ جنہوں نے اس دستاویز پر دستخط کئے) کو اس کا گواہ بنایا جن کے اسماء ذیل کتب میں موجود ہیں (۲)

غدیر کے روز ایسا کونسا اہم کام انجام دیا کہ جس کی وجہ سے ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہنے والے نا اُمید ہو گئے، اُنکے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور تمام سازشوں پر پانی پھر گیا، مزید صبر نہ کر سکے اور جتنی مخالفت کر سکتے تھے کی اور کھل کر سامنے آ گئے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے عذاب طلب کیا۔

---

(۱) ا۔ بحارالانوار، ج ۲۸ ص ۱۰۵۔۱۰۳

(۲) ارشاد القلوب دیلمی، ص ۱۳۵۔۱۱۲، کشف الیقین، ص ۱۳۷، مسند احمد، ج ۱۔ ص ۱۰۹

۷۔ بعض حاضرین کی علی الاعلان مخالفت:

ایک شخص جسکا نام ''حارث بن نعمان فہری'' تھا اور امام علی علیہ السلام کے خلاف دل میں بغض لئے تھا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے کے سامنے آیا اور کہا!

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم نے ہمیں ایک خدا کی تعلیم دی ہم نے تسلیم کیا، اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہم نے لا الٰہَ الّا اللہ وَ محمّدٌ رسولُ اللہ کہا، ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے قبول کی اور اسلام لے آئے، تم نے کہا پانچ وقت نماز پڑھو ہم نے پڑھی، زکوۃ و روزہ و حج و جہاد کا حکم دیا ہم نے اطاعت کی، اب اپنے چچا زاد بھائی کو ہمارا امیر بنا دیا معلوم نہیں یہ حکم خدا کا ہے یا تمہارے ذاتی ارادے کی پیداوار ہے۔)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں، یہ حکم اس خدا ہی کی طرف سے ہے میرا کام فقط اس حکم کو تم لوگوں تک پہنچانا تھا) حارث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جواب سن کر غضبناک ہو گیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا!

(خدایا! اگر جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے تیری طرف سے ہے اور تیرے حکم سے ہے تو ایک پتھر آسمان سے مجھ پر گرے اور میں ہلاک ہو جاؤں)

ابھی حارث بن نعمان کے یہ جملے ختم نہیں ہوئے تھے کہ آسمان کی طرف سے ایک پتھر آیا اور اس کو ہلاک کر دیا، تو اس وقت سورہ معارج کی آیات نمبر ۱ و ۲ نازل ہوئی۔(۱)

---

(۱)۔ ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ﴾

۱۔غریب القرآن: ہروی

۲۔شفاء الصدور: موصلی

۳۔الکشف والبیان: ثعلبی

....

۴۔ رعاۃ الھداۃ: حسکانی
۵۔ الجامع لاحکام القرآن: قرطبی
۶۔ تذکرۃ الخواص، ص۱۹: سبط ابن جوزی
۷۔ الاکتفاء: وصابی شافعی
۸۔ فرائد السمطین، باب ۱۳: حموینی
۹۔ معارج الاصول: زرندی
۱۰۔ نظم درر السمطین: زرندی
۱۱۔ ہدایۃ السعداء: دولت آبادی
۱۲۔ الفصول المھمۃ، ص ۳۶: ابن صباغ
۱۳۔ جواہر العقدین: سمھودی
۱۴۔ تفسیر ابن سعود، ج ۸ ص ۲۹۲: عمادی
۱۵۔ السراج المنیر، ج ۴ ص ۳۶۴: شربینی
۱۶۔ الاربعین فی فضائل امیر المومنین علیہ السلام: جمال الدین شیرازی
۱۷۔ فیض القدیر، ج ۶ ص ۲۱۸: مناوی
۱۸۔ العقد النبوی والسر المصطفوی: عبدروس
۱۹۔ وسیلۃ المآل: باکثیر مکی
۲۰۔ نزہۃ المجالس، ج ۲ ص ۲۴۲: صفوری
۲۱۔ السیرۃ الحلبیۃ، ج ۳ ص ۳۰۲: حلبی
۲۲۔ الصراط السوی فی مناقب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قاری
۲۳۔ معارج العلی فی مناقب المصطفی: صدر عالم
۲۴۔ تفسیر شاہی: محبوب عالم
۲۵۔ ذخیرۃ المآل: حفظی شافعی
۲۶۔ الروضۃ الندیۃ: یمانی
۲۷۔ نور الابصار، ص ۷۸: شبلنجی
۲۸۔ تفسیر المنار، ج ۶ ص ۴۶۴: رشید رضا
۲۹۔ الغدیر، ج ۱ ص ۲۳۹: علامہ امینیؒ (اور سینکڑوں شیعہ اور سنی کتب تفسیر جنہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے)

(ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا کہ جو کافروں پر آتا ہے اور اسکو کوئی نہیں روک سکتا۔) دوسرے نے وہ شرمناک تحریر لکھی، اور ایک گروہ تو کھلے دشمن کی طرح برہنہ شمشیر لئے رسولِ اسلام ﷺ کے قتل کے درپے ہوگئے، اگر غدیر کے دن صرف علی علیہ السلام کی دوستی کا اعلان ہوا تھا اور کوئی بہت اہم کام انجام نہیں پایا تھا تو پھر سیاسی پارٹیوں کے سربراہ، موقع کی تلاش میں رہنے والے حکومت اور اقتدار کے بھوکے رسول خدا ﷺ کے قتل کی سازش میں ناکام ہونے کے بعد مسلمانوں کی منظم صفوں کو درہم برہم کرنے کی کوششیں کیوں کرتے رہے؟ اور مکہ سے مدینہ تک راستے بھر اس کوشش میں کیوں لگے رہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب پر کاری ضرب لگائیں؟

''غدیر خم'' میں ایسا کونسا اہم واقعہ رونما ہوا کہ ان سارے گروہوں نے جو سازش ممکن تھی کی اور شیطانی چالیں چلیں؟

۸۔ ناکام سازشیں:

تمام مسلمانوں کے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کر لینے کے بعد اور مخالفوں کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے یہ احتمال ہر آن بڑھتا جا رہا تھا کہ سرزمین غدیر خم سے مدینہ تک کے طویل راستے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن اس شیطانی سازش میں کامیاب ہو جائے اور ایسی جارحانہ حرکتوں کا مرتکب ہو جو دنیائے اسلام اور امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے خوش آیند نہ ہو، لہٰذا اس خطرے کے پیش نظر پیغمبر ﷺ نے حکم دیا کہ منادی یہ اعلان کر دے:

(رسول خدا کا حکم ہے کہ مدینہ پہنچنے تک راستے میں دو یا تین آدمی اس بات کا حق نہیں رکھتے کہ ایک ساتھ جمع ہوں اور ایک دوسرے کے کانوں میں باتیں کریں۔)

آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے شیطانی منصوبے خاک میں مل گئے، تمام سازش

آمیز اتحاد ٹوٹ گیا اور مخالفین اپنی ان شیطانی سازشوں اور حرکتوں کو عملی جامہ نہ پہنا سکے، اس قافلے کے مدینہ کی طرف سفر کے دوران حذیفہ کے غلام (جس کا نام سالم تھا) نے دیکھا کہ ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ جراح ایک جگہ جمع ہیں اور آپس میں گفتگو میں مشغول ہیں، اس نے کہا کہ اگر مجھے نہیں بتاؤ گے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دے دوں گا، انہوں نے وعدہ و وعید کے بعد سالم سے کہا کہ:

(ہم چاہتے ہیں کہ ولایت علی علیہ السلام کی اطاعت نہ کرنے پر اتحاد کر لیں تو بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جا۔) سالم نے کہا: کیونکہ میں بنی ہاشم اور علی علیہ السلام کا دشمن ہوں اس لئے مجھے منظور ہے۔ لیکن یہ چھوٹا سا جلسہ بھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا اور راستے میں اُن سے مخاطب ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (میں نے تم لوگوں کو جمع ہونے اور کانوں میں باتیں کرنے سے منع کیا تھا تم لوگوں نے اطاعت کیوں نہیں کی جان لو کہ خداوند عالم تمہارے ہر عمل سے واقف ہے اور کوئی شی اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔)

اگر غدیر کے دن کی تاریخی حقیقت کا کماحقہٗ مطالعہ اور تحقیق کی جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ روزِ غدیر صرف دوستی کے اعلان کے لئے نہیں تھا، اور لفظ ''مولیٰ'' اور ''ولی'' کے معنیٰ صرف ﴿امامت اور رہبری﴾ ہی کئے جا سکتے ہیں، گویا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر میں فرمایا: ﴿ہر اسکا کہ جسکا میں رہبر، امام اور مولیٰ ہوں علی علیہ السلام بھی رہبر، امام اور مولیٰ ہے﴾ اور کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت مسلمہ کی رہبری اور امامت کا واضح اور قطعی اعلان کیا اور حضرت علی علیہ السلام کے لئے بیعت لے لی تو منافقوں کی امیدوں، موقع کی تلاش میں رہنے والوں کے انتظار اور انکی حد درجہ مخالفانہ کوششوں پر پانی پھر گیا۔

۳۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کی دوستی:

امام علی علیہ السلام کا دوست رکھنا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ دوستی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی، علی علیہ السلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کی جان تھے آغاز بعثت کے وقت سے سب لوگ یہ دیکھتے رہے کہ علی علیہ السلام اور حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا حجر اسمٰعیل کے برابر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے ہیں یہ سب نے دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام پیغمبرؐ کے بستر پر سوئے اور اپنی جان کی پرواہ نہ کی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان بچا سکیں سب نے دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام بعثت و ھجرت میں ایک پروانے کی طرح شمع رسالت کے گرد چکر لگاتے رہے سب نے یہ بارہا سنا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اپنی دوستی کا اعلان کیا: جن میں سے چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں

ا۔جنگ اُحد میں دوستی کا اعلان:

ابن اثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ حملے کے لیے تیار ہے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس گروہ پر حملہ کریں، حضرت علی علیہ السلام نے حکم کی اطاعت کی اور ان لوگوں پر حملہ کر کے کافی کو قتل اور باقی کو فرار پر مجبور کر دیا بعد ایک اور گروہ کو دیکھا اور حضرت علی علیہ السلام کو حملہ کا حکم دیا علی علیہ السلام نے انکو بھی مار بھگایا اس وقت فرشتۂ وحی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یہ فدا کاری کی انتہا ہے جو حضرت علی علیہ السلام دکھا رہے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں) اس وقت آسمان سے یہ آواز آئی، **لَا فَتىٰ اِلّا عَلِیٌ ۔لَا سَیْفَ اِلّا ذُوالْفِقَار** (علی علیہ السلام جیسا شجاع جوان اور ذوالفقار جیسی تلوار وجود نہیں رکھتی)۔

ابن ابی الحدید بھی لکھتے ہیں: جب اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اکثریت فرار ہو رہی تھی تو

دشمن کے مختلف دستے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد گھیرا تنگ کرنے لگے قبیلہ بنی کنانہ کا ایک گروہ، اور ایک گروہ قبیلہ عبد مناۃ کا جس میں چار نامور جنگجو بھی؛ تھے جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھنے لگے تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: ان لوگوں کے حملے کو رفع دفع کرو علی علیہ السلام جو پا پیادہ جنگ میں مصروف تھے، پچاس افراد پر مشتمل اس گروہ پر حملہ کر کے انھیں پسپا کر دیا انھوں نے کئی بار جمع ہو کر حملہ کیا لیکن پسپائی انکا مقدر تھی ان حملوں میں چار مشہور جنگجو اور دس دوسرے افراد جنکا نام تاریخ میں نہیں ملتا علی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوئے جبرئیل نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: (حق یہ ہے کہ علی علیہ السلام فداکاری کر رہے ہیں، فرشتے انکی اس جاں فشانی سے تعجب میں مبتلا ہیں)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا کیوں نہ ہو حضرت علی علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں علی علیہ السلام سے ہوں، جبرئیل نے کہا: میں بھی آپ سے ہوں۔

اس وقت آسمان سے دوبارہ یہ آواز آئی ''لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَلَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیّ'' لیکن کہنے والا دکھائی نہیں دے رہا تھا، جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا یہ کس کی آواز ہے؟ تو آپ نے فرمایا جبرئیل کی آواز ہے۔(۱)

۲۔ جنگ خیبر میں دوستی کا اعلان:

جنگ احزاب میں کامیابی کے بعد جب یہودیوں نے خیانت کی اور عہد و پیمان کا پاس نہ کیا تو مسلمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں جنگ خیبر کے لئے تیار ہوئے اور حملے کے آغاز میں ہی یہودیوں کے بعض قلعوں کو فتح کر لیا حضرت علی علیہ السلام آشوب چشم میں مبتلا تھے۔

(۱)۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ، ج ۱۴ ص ۲۵۳ میں اور خوارزمی نے کتاب المناقب ص ۲۲۳ میں روایت کی ہے اپنی اس فداکاری (کہ جس کے نتیجے میں آسمان سے یہ ندا آئی) کو حضرت علی علیہ السلام نے شوریٰ کی تشکیل کے وقت اعضا کے سامنے دلیل کے طور پر پیش کیا۔

چھوٹے چھوٹے قلعوں کو فتح کرنے کے بعد مسلمان سپاہیوں نے بڑے قلعوں ''وطیع' اور ''سلالم'' کی طرف پیش قدمی کی لیکن قلعہ کے باہر ہی یہودیوں کی سخت مقاومت کا سامنا ہوا، یہی وجہ تھی کہ اسلام کے دلیر سپاہی اس تمام جاں نثاری، فداکاری اور سنگین نقصانات (جنکا ذکر اسلامی مورخ ابن ہشام نے مخصوص باب میں کیا ہے) کے باوجود کامیابی حاصل نہ کر سکے، لشکر اسلام کے سپاہی دس دن سے زیادہ نبرد آزمائی کرتے رہے۔

لیکن ہر روز بغیر کامیابی کے لوٹتے رہے ایک دن جلیل القدر صحابی رسول ﷺ، ابو بکر سفید پرچم لے کر قلعہ خیبر کو فتح کرنے کے لئے روانہ جنگ ہوئے مسلمانوں نے بھی ان کی سالاری میں حرکت کردی لیکن کچھ دیر بعد بغیر کسی نتیجہ کے واپس لشکر گاہ کی طرف پلٹ آئے سالار اور سپاہی سب ایک دوسرے کو قصوروار ٹھراتے ہوئے بزدلی اور فرار کا الزام لگا رہے تھے۔

ایک دن لشکر کی سالاری عمر کو دی گئی انہوں نے بھی اپنے دوست کی کہانی دہرائی اور جیسا کہ طبری (۱) نے نقل کیا ہے، میدانِ جنگ سے پلٹنے کے بعد قلعۂ خیبر کے سردار مرحب کی غیر معمولی دلاوری اور شجاعت کے ذکر سے پیغمبر ﷺ کے ساتھیوں کو ہراساں کرتے رہے اس صورت حال نے پیغمبر ﷺ اور مسلمان سرداروں کو سخت پریشانی میں مبتلا کردیا، ان حساس حالات میں پیغمبر اکرم ﷺ نے فوج اسلام کے سپاہیوں اور سرداروں کو جمع کیا اور یہ قیمتی کلمات ارشاد فرمائے:

''لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلاً يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ يَفْتَحُ اللهُ عَلىٰ يَدَيْهِ، لَيْسَ بِفَرَّارٍ.''(۲)

---

(۱)۔ تاریخ طبری، ج۲، ص۳۰۰

(۲)۔ مجمع البیان، ج ۹، ص۱۲۰۔ سیرۂ حلبی، ج۲، ص۴۳۔ سیرۂ ابن ہشام، ج۳، ص ۳۴۹

(یہ علم میں کل اس مرد کے ہاتھوں میں دونگا جو خدا اور اسکے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہوگا اور خدا اور پیغمبر ﷺ اس کو دوست رکھتے ہونگے ، اللہ اسکے ہاتھوں پر فتح (قلعہ پر غلبہ) دیگا وہ مرد ہرگز میدان جنگ سے دشمن کی طرف پشت کر کے بھا گنے والا نہ ہوگا۔)

طبری اور حلبی کی ایک روایت کے مطابق اس طرح فرمایا: "کَرّارٍ غَیرَ فَرّاد" (دشمن پر حملہ کرتا ہے اور ہرگز فرار نہیں ہوتا) (۱) یہ جملہ اس سردار کی فضیلت، معنوی برتری، شہامت اور شجاعت کی حکایت کرتا ہے کہ فتح و کامرانی جسکا مقدر ہے اور کامیابی جسکے ہاتھوں حاصل ہوگی؛ سپاہیوں اور سرداروں کے درمیان خوشی، اضطراب اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت ہے کہ کل یہ اعزاز کس کو ملنے والا ہے؟ ایک عجیب غوغا خیموں اور اطراف میں بلند تھا، ہر شخص کے دل میں یہ آرزو تھی کہ کل یہ اعزاز مجھے مل جائے۔(۲)

---

(۱)۔ ابن ابی الحدید نے ان دو سرداروں کے فرار سے سخت متاثر ہوتے ہوئے اپنے معروف قصیدہ میں اس طرح بیان کیا

وما انس لا انس اللّذینَ تقدما   و فر هما و الفر ، قد علما

(اگر ہر چیز کو بھول بھی جاؤں لیکن ان دو سرداروں کے فرار کو نہیں بھول سکتا کیونکہ وہ تلواریں ہاتھ میں لے کر دشمن کی طرف گئے اور یہ جاننے کے باوجود کہ جہاد سے فرار کرنا حرام ہے دشمن کی طرف پیٹھ کر کے فرار ہو گئے۔)

و للرایة العظمیٰ و قد ذهبابها   ملابس ذل فوقها و جلابیب

(وہ لوگ بڑا پرچم لے کر دشمن کی طرف گئے لیکن معنوی طور پر ذلّت اور خواری کے پردے میں لپٹا ہوا تھا۔)

یَشلّهمامن آل موسیٰ شمردل   طویل نجاد السّیف ،اجید یعبوب

فرزندانِ موسیٰ میں سے ایک تیز طرّار اور بلند قامت جوان انکو میدانِ جنگ سے دور کر رہا تھا وہ بہترین اور تندرو سوار تھا۔

(۲)۔ جب حضرت علی علیہ السلام نے خیمہ میں آپ ﷺ کے اس فرمان کو سنا تو بڑے شوق دل کے ساتھ فرمایا!

"اللّهُمّ لا معطی لما منعت و لا مانع لما أعطیت" سیرۂ حلبی، ج ۳، ص ۴۱

اے پروردگار، جس سے تو منع کیا اسے انجام نہیں دوں گا اور جس کا امر فرمایا اسے انجام دوں گا۔

رات کی تاریکی نے ہر جگہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا مسلمان سپاہی اپنے خیموں میں تھے سب جلد از جلد یہ جاننا چاہتے تھے کہ کل یہ اعزاز کس کو دیا جائے گا؟(۱)

ناگاہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! علی علیہ السلام کہاں ہیں؟ جواب دیا گیا کہ: وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں اور ایک گوشے میں آرام فرمارہے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انکو بلایا جائے لہٰذا امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ دوستی کا اعلان تو غدیرِ خم سے کئی سال پہلے ہو چکا تھا جب علی علیہ السلام دشمن کی صفوں کو توڑتے اور سردارانِ قریش کے سروں کو کچلتے؛ جب جنگِ اُحد میں قریش کے طاقتور علمداروں کو خاک میں ملایا جب جنگِ احزاب میں قریش کے دلیر پہلوان عمرو ابن عبدِود کو مغلوب کیا۔

جب جنگِ ذات السلاسل میں دشمن کی طاقت کو خاک میں ملایا مسلمانوں نے دیکھا اور سنا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل و جان سے علی علیہ السلام کو چاہتے ہیں اور انکے زخموں پر آنسو بہاتے ہیں اور ان کا تعارف اپنی جان کہکر کراتے ہیں، جب علی علیہ السلام میدان جنگ کی طرف جاتے تو اشک آلودہ آنکھوں کے ساتھ ہاتھ دعا کے لئے بلند کرتے اور علی علیہ السلام کی خدا سے سلامتی طلب کرتے ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ دوستی کوئی ایسی ڈھکی چھپی اور پوشیدہ بات نہیں تھی جو غدیر میں عام کی گئی ہوا میر المؤمنین علیہ السلام کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی اور محبت کی شدّت سے ہر خاص و عام واقف تھا اور مہاجرین و انصار میں سے بہت سارے بزرگ افراد اس دوستی اور محبت پر رشک کرتے تھے۔

سیاسی جماعتوں کے سربراہ اور منافقین اس موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ اعتراض کر سکیں اور حسد کی آگ بجھا سکیں، لہٰذا کوئی بھی دانشمند مورّخ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ''غدیر خم'' صرف دوستی کا اعلان تھا اور کوئی خاص بات رونما نہیں ہوئی۔

---

(۱)۔ تاریخ طبری کی عبارت اس بحث میں کچھ ایسی ہے: فتطاول ابو بکر و عمر

۳۔امام علیہ السلام کے دوستوں کی پہچان:

نہ صرف یہ کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ اپنی دوستی کا بارہا و بارہا اعلان کر چکے تھے بلکہ انکے دوستوں کو بھی پہچنوا چکے تھے اور انکے دشمنوں کے چہروں سے بھی پردے اُٹھا چکے تھے۔

۴۔حضرت علی علیہ السلام کی دوستی مؤمن اور منافق کی پہچان کا معیار:

غدیر خم سے کئی سال پہلے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی دوستی کو ''حق و باطل'' اور مؤمن و منافق'' کی پہچان کا معیار قرار دیا، اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ایمان اور کفر کا معیار ہیں۔صرف مؤمنین ہی آنحضرت علیہ السلام کے دوست ہو سکتے ہیں اور صرف منافقین ہی آپ علیہ السلام سے دشمنی کر سکتے ہیں۔

یہ حدیث شریف جس سے شیعہ اور سُنّی کتابیں بھری ہوئی ہیں حدتواتر سے گذر چکی ہے، اور امیرُ المؤمنین علیہ السلام کے لئے ایسی فضیلت کا درجہ رکھتی ہے کہ جو آپ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں۔

اس حدیث کو مختلف تعابیر کے ساتھ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:'' قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : يَا عَلِيُّ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ'' (۱) (یا علیؑ! سوائے مؤمن کے کوئی تمہارا محبّ اور چاہنے والا نہیں اور سوائے منافق کے کوئی تم سے بغض و کینہ نہیں رکھتا۔)

۱۔ارشاد مفید۔ص ۱۸ ، بحار الانوار۔ج ۳۹ص ۳۲۶ ۔۳۱۰ ، صحیح مسلم۔ج ۱ص ۴۸ (باب الدلیل علی حب الانصار) ، صواعق محرقہ۔ابن حجر ص ۱۲۰ ، حدیث۔(ہشتم از فضائل آنحضرت علیہ السلام) ، شرح ابن ابی الحدید ج ۱۸ ص ۱۷۳ حکمت ۴۲ کے ذیل میں کہتا ہے کہ (هذا الخبر مروىٌّ في الصّحاح)

حارث ہمدانی کہتے ہیں:

میں نے ایک دن حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ ممبر پر تشریف فرما ہیں اور پروردگار کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: " قَضاءٌ قَضاه اللهُ تعالىٰ علىٰ لِسانِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، إنَّهُ قالَ: لا يُحِبُّني إلّا مُؤمِنٌ وَ لا يُبغِضُني إلّا مُنافِقٌ وَ قَدْ خابَ مَنِ افْتَرىٰ"(۱)

(یہ منظورِ خدا تھا جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک پر یہ کلمات جاری ہوئے کہ مجھے دوست نہیں رکھے گا سوائے مؤمن کے اور مجھے دشمن نہیں جانے گا سوائے منافق کے جس نے باطل دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے۔)

۵۔ امام علیہ السلام کی دوستی نہج البلاغہ کی زبانی:

امیرُ المؤمنین علیہ السلام خود نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں!

"لَوْ ضَرَبْتُ خَيْشُومَ الْمُؤْمِنِ بِسَيْفِيْ هٰذا عَلىٰ أنْ يُبْغِضَني ما أبْغَضَنيْ ؛ وَ لَوْ صَبَبْتُ الدُّنْيا بِجَمّاتِها عَلَى المنافق علىٰ أنْ يُحِبَّنيْ ما أحَبَّنيْ وَذٰلِكَ أنَّهُ قُضِيَ فَانْقَضىٰ عَلىٰ لِسانِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؛ أنَّهُ قالَ: يا عَلِيُّ لا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ، وَ لا يُحِبُّكَ مُنافِقٌ."

(میں اگر اپنی شمشیر سے مؤمن کی ناک پر وار کروں تا کہ وہ میرا دشمن ہو جائے وہ کبھی بھی مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا اور اگر ساری دنیا منافق کو دے دوں تا کہ وہ میرا دوست ہو جائے، وہ کبھی

(۱) ارشاد مفید، ص ۱۸، بحار الانوار، ج ۳۹ ص ۳۱۰/۳۴۶، صحیح مسلم، ج ۱ ص ۴۸ (باب الدلیل علی حب الانصار) صواعق محرقہ، ابن حجر ص ۱۲۰، حدیث، (ہشتم از فضائل آنحضرت علیہ السلام)، شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۸ ص ۱۷۳ حکمت ۴۲ کے ذیل میں کہتا ہے کہ: (هذا الخبر مرويٌّ في الصحاح)

بھی میرا دوست نہیں ہوگا یہ خداوند عالم کی مرضی تھی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے جاری ہوئی، اے علیؑ! مومن تم سے دشمنی نہیں کرے گا اور منافق تمہارا دوست نہیں ہوگا۔)(۱)

---

(۱)۔وہ مصنفین جنھوں نے اس کلام امام کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔بشارۃ المصطفیٰ ، ص۱۳۰ و ۱۸۱ : مرحوم طبریؒ (متوفی ۵۵۳ھ)

۲۔کتاب امالی ، ج ۱ ،ص۲۰۹ : شیخ طوسیؒ (متوفی ۴۶۰ھ)

۳۔ربیع الابرار ، ج ۱، ص۱۳۸ : زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ)

۴۔روضۂ کافی ، ص۲۶۸ : مرحوم کلینیؒ (متوفی ۳۲۸ھ)

۵۔مشکاۃ الانوار ، ص۷۴ : مرحوم طبریؒ (متوفی ۵۴۸ھ)

۶۔مقتل امیر المومنین علیہ السلام ، ص۳ : ابن ابی الدنیا (متوفی ۲۸۱ھ)

۷۔تاریخ دمشق ، ج۲،ص۱۹۰ : ابن عساکر (متوفی ۶۷۳ھ)

۸۔علل الشرائع ، ص۵۹/۵۸ : شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۰ھ)

۹۔بحار الانوار ، ج۳۶،ص۲۱۶ : مرحوم مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۱۰۔کتاب احتجاج (بہ نقل بحار) : مرحوم طبریؒ (متوفی ۵۴۸ھ)

۱۱۔بحار الانوار ، ج۳۹،ص۲۵۲تا۲۵۶ : مرحوم مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۱۲۔کتاب محاسن ، ص۱۵۰ و ۱۵۱ : علامہ برقیؒ (متوفی ۲۷۴ھ)

۱۳۔کتاب ارشاد ، ص۳۵/۱۷ و ۱۸ : شیخ مفیدؒ (متوفی ۴۱۳ھ)

☆ مندرجہ ذیل منابع بحار الانوار (ج۳۹،ص۲۶۲تا۳۲۶) میں نقل کئے گئے ہیں۔

۱۴۔کتاب حلیۃ : سمعانی ۱۵۔ کتاب الفضائل ص۱۰۰ : سمعانی

۱۶۔مسند احمد : احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

۱۷۔ جامع ترمذی : ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)

۱۸۔کتاب مسند :موصلی

۱۹۔تاریخ بغداد :خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) ☜

....

۲۰۔ سنن ابن ماجہ : ابن ماجہ (متوفی ۲۷۵ھ)

۲۱۔ کتاب صحیح بخاری : بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)

۲۲۔ کتاب صحیح مسلم : مسلم (متوفی ۲۶۱ھ)

۲۳۔ کتاب الغارات : ابن ہلال ثقفی (متوفی ۲۸۳ھ)

۲۴۔ شرح الالکائی : الکائی

۲۵۔ احیان ، ج۲ص۲۶۹ : ابن عقدہ

۲۶۔ کتاب الغریبین : ہروی (متوفی ۴۰۱ھ)

۲۷۔ کتاب الولایۃ : طبری (متوفی ۳۶۰ھ)

۲۸۔ احتجاج : طبرسی (متوفی ۵۸۸ھ)

۲۹۔ کتاب امالی ، ص۳۸ و ۳۹ و ۱۷۳ : شیخ مفیدؒ (متوفی ۴۱۳ھ)

۳۰۔ تفسیر البرہان ، ج۳ ص۲۰۷ : بحرانی (متوفی ۱۱۰۷ھ)

۳۱۔ کشف الغمہ : مرحوم اربلیؒ (متوفی ۶۸۷ھ)

۳۲۔ کشف الیقین : علامہ حلی (متوفی ۷۵۷ھ)

۳۳۔ کتاب طرائف : ابن طاؤس .... ۳۴۔ الجمع بین الصحیحین : حمیدی

۳۵۔ کتاب صحیح ابی داؤد : ابی داؤد (متوفی ۲۵۷ھ)

۳۶۔ عیون اخبار الرضا ، ص۲۲۱ : شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۰ھ)

۳۷۔ کتاب العمدۃ : ابن البطریق (متوفی ۶۰۰ھ)

۳۸۔ کتاب الجمع بین صحاح الستۃ : عبدری

۳۹۔ کتاب الفردوس : ابن شیرویہ......۴۰۔ غرر الحکم ، ج۵ ص۱۰۹ : مرحوم آمدیؒ (متوفی ۵۸۸ھ)

۴۱۔ کشف الغمہ ، ج۱ ص۵۲۶ : مرحوم اربلیؒ (متوفی ۶۸۷ھ)

۴۔ خطبہ حجۃ الوداع پر ایک نظر :

غدیر خم کے اصلی پیغام کی شناخت کا ایک طریقہ اور ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دن کے خطبہ کا عمیق نظروں سے جائزہ لیا جائے جو اس تاریخ ساز دن بیان ہوا!

(آفتاب آمد دلیل آفتاب)

موجب اختلاف ابحاث اور کسی ایک فرقہ یا گروہ کے اظہار نظر پر بات کرنے سے پہلے اس بات پر غور وفکر کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن اپنے خطبہ میں کن اہم مسائل کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی ؟

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہدف ومقصد صرف یہ تھا کہ علی علیہ السلام کی دوستی کا اعلان فرمائیں تو سورۂ مائدہ کی آیۃ/ ۵۵ ﴿ بَلِّغ مَا اُنزِلَ اِلَیکَ ﴾ کا تعلق سے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت اور امامت سے کیوں ہے؟

جیسا کہ ارشاد فرمایا : ﴿ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم: یا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ! بَلِّغْ مَااُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ ﴾[فِی عَلِیٍّ ،یَعْنِی فِی الْخِلافَةِلِعَلِیِّ بْنِ اَبِی طالِب ۔] ﴿ وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَهُ وَاللهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النّاسِ ﴾

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کا کچھ حصہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو کچھ [حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں] تمہارے خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے اس کو لوگوں تک پہنچا دو، یعنی حضرت علی علیہ السلام کی خلافت اور امامت مسلمہ سے رہبری کے بارے میں مسلمانوں کو بتا دو ، اپنے خطبے میں حضرت علی علیہ السلام کی وصایت اور امامت کو واضح طور پر بیان کیوں فرمایا:

فَاَعْلِمَ کُلَّ اَبْیَضٍ وَاَسْوَدٍ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِب، اَخِیْ وَ وَصِیِّیْ وَ خَلِیْفَتِیْ

عَلیٰ اُمَّتِي وَالْإِمَامُ مِنْ بَعْدِي (۱)

(لہٰذا سارے! سیاہ وسفید یہ جان لیں کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام میرے بھائی، خلیفہ، وصی اور جانشین اور میرے بعد اُمت کے امام ورہبر ہیں۔)

کیا اس قسم کے جملے دوستی کا پیغام پہنچانے کے لئے تھے؟

اگر ہدف، دوستی کا اعلان تھا تو کیوں فرمایا:

"وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ قَدْ نَصَبَهُ لَكُمْ وَلِيّاً وَإِمَاماً، فَرَضَ طَاعَتَهُ عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، وَعَلَى التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَعَلَى الْبَادِي وَالْحَاضِرِ، وَعَلَى الْعَجَمِيِّ وَالْعَرَبِيِّ، وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ، وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ، وَعَلَى الْأَبْيَضِ وَالْأَسْوَدِ، وَعَلىٰ كُلِّ مُوَحِّدٍ، مَاضٍ حُكْمُهُ، جَازَ قَوْلُهُ، نَافِذٌ أَمْرُهُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ خَالَفَه، مَرْحُوْمٌ مَنْ تَبِعَهُ، وَصَدَّقَهُ، فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَه وَلِمَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَأَطَاعَ لَهُ."

اے لوگو! جان لو کہ خداوندِ عالم نے علی علیہ السلام کو تمہارا امام اور سرپرست بنایا ہے، انکی اطاعت تمام مہاجرین وانصار، اسلام کے نیک پیروکار، شہری ودیہاتی، عرب وعجم، غلام وآزاد، چھوٹے بڑے، کالے گورے اور ہر اس خدا پرست پر جو ایک خدا کی پرستش کرتا ہے واجب قرار دی ہے؛ انکے فرمان پر عمل، کلام کا سننا اور حکم کی بجا آوری واجب ہے؛ ملعون ہے وہ شخص جو انکی مخالفت کرے اور اس پر خدا کی رحمت جو انکی اطاعت کرے، انکی تصدیق کرنے والا مومن ہے جو بھی ان سے سنے اور ان کی اطاعت کرے خدا اس کو بخش دے گا۔) اگر روزِ غدیر صرف دوستی کے اعلان کے لئے تھا تو پھر حضرت علی علیہ السلام اور انکے فرزندوں کی امامت اور رہبری کی بات کیوں کر رہے ہیں؟

---

(۱) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ حجۃ الوداع کا کچھ حصہ

انکی اطاعت کو سب مسلمانوں پر واجب کیوں کر رہے ہیں؟ امامت اور رہبری کو تا روزِ قیامت علی علیہ السلام اور انکے فرزندوں میں کیوں قرار دے رہے ہیں؟

جیسا کہ فرمایا: " ثُمَّ مِنْ بَعْدِیْ عَلِیٌّ وَلِیُّکُمْ، وَإمَامُکُمْ بِأمْرِ اللهِ رَبِّکُمْ، ثُمَّ الامامَةُ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ مِنْ وُلْدِهٖ إلیٰ یَوْمِ الْقِیامَةِ،یَوْمَ تَلْقَوْنَ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ."

(خداوندِ عالم کے حکم سے میرے بعد علی علیہ السلام تمہارے امام اور ولی ہونگے اور انکے بعد امامت میری ذرّیت میں ہے کہ جو علی علیہ السلام سے ہوگی اور تا روزِ قیامت برقرار رہے گی وہ دن کہ جس دن تم لوگ خدا اور اسکے رسول سے ملاقات کروگے۔)

اگر غدیر کا دن صرف دوستی کے اعلان کے لیے تھا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کیوں کی؟ اور تمام مسلمانوں کو بیعت کا حکم کیوں دیا؟ دوستی کا اعلان تو بیعت کا تقاضا نہیں کرتا۔

" ألا وَإنِّیْ عِنْدَ انْقِضاءِ خُطْبَتِیْ أدْعُوْکُمْ إلیٰ مُصافَقَتِی عَلی بَیْعَتِهٖ وَالْإقْرارِ بِهٖ ثُمَّ مُصافَقَتِهٖ مَنْ بَعْدِیْ؛؛؛ألا وَ إنِّی قَدْ بایَعْتُ اللهَ،وَ عَلِیٌّ قَدْ بایَعَنِیْ وَ أنا آخِذُکُمْ بِالْبَیْعَةِ لَهٗ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَل ﴿إنَّ الَّذِیْنَ یُبایِعُوْنَکَ إنَّما یُبایِعُوْنَ اللهَ یَدُاللهِ فَوْقَ أیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَکَثَ فَإنَّما یَنْکُثُ عَلیٰ نَفْسِهٖ وَمَنْ أوْفیٰ بِما عاهَدَعَلَیْهِ اللهَ فَسَیُؤْتِیْهِ أجْراً عَظِیْماً﴾ (سورۃ الفتح/ ۱۰)

تم سب آگاہ ہو جاؤ کہ میں اپنے خطبے کے اختتام پر تم لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کے لئے بلاؤں گا تو تم سب انکی بیعت کرنا اور انکی امامت کا اعتراف کرنا، اور پھر انکے بعد آنے والے اماموں کی بھی بیعت کرنا۔

آگاہ ہو جاؤ اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں نے خدا کی بیعت کی اور علی علیہ السلام نے میری بیعت کی میں خداوندِ عالم کی طرف سے تم لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے کے لئے دعوت دیتا ہوں،

آیہ/۱۰ سورۂ الفتح : (بتحقیق جولوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ خدا کی ہی بیعت کرتے ہیں خدا کی قوّت اور قدرت تو سب کی قوّت پر غالب ہے، جو عہد شکنی کرے گا اسکو نقصان ہوگا، اور جو عہد و پیمان کو وفا کرے گا خداوندِ منان اس کو عنقریب اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔)

جو شخص بھی عہد کو توڑے گا اسنے اپنے نقصان میں کام کیا، خداوند عالم کی جانب سے مجھے یہ کام سونپا گیا ہے کہ تم لوگوں سے علی علیہ السلام کے لئے بیعت لوں، لہٰذا جو کچھ خداوند عالم کی طرف سے ولایت علی علیہ السلام کے سلسلے میں نازل ہوا ہے اسکا اعتراف کرو اور ان کو امیرُ المؤمنین جانو، اور علی علیہ السلام کے بعد آنے والے میرے خاندان میں سے اور علی علیہ السلام کے فرزندوں کی امامت کو قبول کرو، اور انکے قائم حضرت مہدی علیہ السلام ہونگے جو تا روزِ قیامت حق سے قضاوت کریں گے۔)

اگر سارے اسلامی فرقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کو ہر قسم کے تعصب سے ہٹ کر دیکھیں اور اس میں غور و فکر کریں تو حقیقت کو نورِ خورشید کے مانند پائیں گے، اور حق کے مزے سے آشنا ہو جائیں گے۔

دوسری فصل

آیا واقعۂ غدیر ولایت کے اعلان کے لئے تھا؟

پہلی بحث: سطحی طرز تفکر اور پیام غدیر

دوسری بحث: ولایت کا اعلان غدیر سے پہلے

تیسری بحث: اثبات امامت تا رجعت وقیامت

بعض لوگوں نے اپنی تقاریر اور تحریروں میں بغیر کسی تحقیق اور تدبّر کے واقعۂ غدیر کے بارے میں لکھا اور کہا کہ (غدیر کا دن اعلان ولایت کا دن ہے۔)

اور اس بات کی اتنی تکرار کی گئی کہ قارئین اور سامعین کے نزدیک یہ بات ایک حقیقت بن گئی اور سب نے اس کو عقیدے کے طور پر قبول کرلیا۔

سطحی طرز تفکّر اور پیام غدیر:

واقعاً کیا غدیر کے دن صرف اعلان ولایت کیا گیا؟

مشہور اہل قلم و بیان کے قلم و بیان سے یہی بات ثابت ہوتی ہے جو غلط فہمی کا سبب بنی جسکے نتیجے میں لوگوں کو واقعۂ غدیر سے صحیح اور حقیقی آ گاہی حاصل نہ ہوسکی درست ہے کہ عید غدیر کے دن (ولایت عترت) کا اعلان بھی کیا گیا، لیکن روز غدیر کو صرف ولایت کے اعلان سے ہی مخصوص نہیں کیا جاسکتا۔

اگر کسی نے کم علمی، عدم آ گاہی یا اپنی سطحی سوچ کی وجہ سے اس قسم کا دعویٰ کیا ہے اور اخباروں رسالوں اور مختلف جرائد میں ایسا لکھا گیا ہے تو کوئی بات نہیں، لیکن اس کے برطرف کرنے کی ضرورت

کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا غدیر کی حقیقت کو شائستہ اور دلنشین انداز میں بیان کر کے امت مسلمہ کی جان و دل کو پاک کیا جائے۔

ا۔ ولایت کا اعلان غدیر سے پہلے:

روز غدیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہم کاموں میں سے ایک کام اعلان ولایت تھا نہ صرف روز غدیر بلکہ آغاز بعثت سے غدیر تک ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کی (ولایت) اور (وصایت) کے بارے میں لوگوں کو بتاتے رہے۔

اگر غدیر کا دن صرف اعلان ولایت کے لئے تھا تو فرصت طلب منافقین اتنا ہاتھ پاؤں نہ مارتے اور پیامبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا منصوبہ نہ بناتے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہا مدینہ میں، اُحد میں، خیبر میں، بیعت عقبہ میں، بعثت کے آغاز پر، ہجرت کے دوران، غزوہ تبوک کے موقع پر اور کئی حساس موقعوں پر علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کر چکے تھے۔

اپنے بعد کے امام اور حضرت علی علیہ السلام کے فرزندوں میں سے آنے والے دوسرے اماموں کا تعارف ناموں کے ساتھ کروا چکے تھے، مگر کسی کو دکھ نہ ہوا، کچھ منافق چہرے بھی وہاں موجود تھے لیکن انھوں نے کسی قسم کی سازش نہیں کی، کوئی قتل کا منصوبہ نہیں بنایا کیوں؟ اس لئے کہ صرف اعلان ولایت انکے پوشیدہ مقاصد کے لئے کوئی خطرے والی بات نہیں تھی، غدیر سے پہلے اعلان ولایت کے چند نمونے پیش خدمت ہیں:

ا۔ ولایتِ علی علیہ السلام کا اعلان آغاز بعثت میں:

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت کا اعلان غدیر کے دن پر منحصر نہیں بلکہ آغاز بعثت کے موقع پر ہو چکا تھا، سیرۂ ابن ہشام میں ہے کہ بعثت کو ابھی تین سال بھی نہ گذرے تھے کہ خداوند عالم

نے اپنے حبیب سے فرمایا:

﴿أَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ سورۂ شعراء / ۲۱۴

(اے رسول تم اپنے قرابت داروں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ)

اس آیت کے نازل ہوتے ہی پیغمبر ﷺ کی اسلام کے لئے مخفیانہ دعوت تمام ہوگئی اور وہ وقت آگیا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور قرابت داروں کو اسلام کی دعوت دیں تمام مفسرین اور مؤرخین تقریباً بالاتفاق یہ لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دینے کا بیڑہ اٹھالیا، اور یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو گوشت اور شیر (دودھ) سے غذا بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ بنی ہاشم کے بڑے لوگوں میں سے چالیس یا پینتالیس لوگوں کو کھانے پر دعوت دیں (۱)

دعوت کی تیاریاں ہوگئیں، سب مہمان مقررہ وقت پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے، لیکن کھانے کے بعد (ابولہب) کی بیہودہ اور سبک باتوں کی وجہ سے مجلس درہم برہم ہو گئی اور کوئی خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہ ہوسکا، تمام مدعوئین کھانا کھا کر اور دودھ پی کر واپس چلے گئے۔

حضور اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اسکے دوسرے دن ایک اور ضیافت کا انتظام کیا جائے اور ایک بار پھر ان سب لوگوں کو دعوت دی جائے، رسولِ خدا ﷺ کے حکم سے حضرت علی علیہ السلام نے ان لوگوں کو دوبارہ کھانے اور آنحضرت ﷺ کے کلمات سننے کی دعوت دی سارے مہمان ایک مرتبہ پھر مقررہ وقت پر حاضر ہوگئے، کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

---

(۱)۔ مجمع البیان ج ۷، ص ۲۰۶، و کامل ابن اثیر ج ۲، ص ۶۱، و تفسیر کشاف ج ۳، ص ۳۴۱، و تفسیر کبیر امام فخر رازی ج ۲۴، ص ۱۷۳، و تاریخ دمشق ج ۱ ص ۸۷، و الدر المنثور ج ۵، ص ۹۷، کفایۃ الطالب ص ۲۰۵،

(جو اپنی اُمت کا حقیقی اور واقعی راہنما ہوتا ہے وہ کبھی ان سے جھوٹ نہیں بولتا اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں، میں اسکی طرف سے تمہارے لئے اور سارے جہان والوں کے لئے بھیجا گیا ہوں ہاں اس بات سے آگاہ ہو جاؤ کہ جس طرح سوتے ہو اس ہی طرح مر جاؤ گے، اور جس طرح بیدار؛ ہوتے ہو اس ہی طرح قیامت کے دن زندہ ہو جاؤ گے اعمال نیک بجالانے والوں کو جزائے خیر اور بُرے اعمال والوں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، نیک اعمال والوں کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنت اور بدکاروں کے لئے؛ ہمیشہ کے لئے جہنم تیار ہے میں پورے عرب میں کسی بھی شخص کو نہیں جانتا کہ جو کچھ میں اپنی امت کے لئے لایا ہوں اس سے بہتر اپنی قوم کے لئے لایا ہو؛ جس میں بھی دنیا وآخرت کی خیر اور بھلائی تھی میں تمہارے لئے لے کر آیا ہوں میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کو اسکی وحدانیت اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دوں۔)

اسکے بعد فرمایا:

﴿وَاِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيّاً إِلَّا جَعَلَ لَهُ مِنْ أَهْلِهِ أَخاً وَ وَزِيْراً وَ وَارِثاً وَوَصِيّاً خَلِيْفَةً فِي أَهْلِهِ فَأَيُّكُمْ يَقُوْمُ فَيُبَايِعُنِي عَلَىٰ أَنَّهُ أَخِي وَوَارِثِي وَ وَزِيْرِي وَ وَصِيِّ وَيَكُوْنُ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي﴾

تحقیق خداوند عالم نے کوئی نبی نہیں بھیجا کہ جسکے قریبی رشتہ داروں میں سے اس کے لئے بھائی، وارث، جانشین، اور خلیفہ مقرر نہ کیا ہو پس تم میں سے کون ہے جو سب سے پہلے کھڑا ہو اور اس امر میں میری بیعت کرے اور میرا بھائی، وارث، وصی اور وزیر بنے تو اسکا مقام اور منزلت میری نسبت وہی ہے جو موسیٰ کی نسبت ہارون کی تھی فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیامبر نہیں آئے گا۔)(۱)

(۱)۔مجمع البیان، ج ۷، ص ۲۰۶/تفسیر المیزان، ج ۱۵، ص ۳۳۵/تاریخ دمشق ابن عساکر، ج ۱۹، ص ۶۸ المناقب فی ذریۃ اطائب۔

آپ ﷺ نے اس جملے کو تین بار تکرار فرمایا: ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا:

﴿فَأَيُّكُمْ يُوَازِرُنِي عَلَىٰ هٰذَا الْأَمْرِ؟ وَأَنْ يَكُوْنَ أَخِي وَوَصِيِّي وَخَلِيْفَتِي فِيْكُمْ؟﴾(1)

(پس تم میں سے کون ہے جو اس کام میں میری مدد کرے اور یہ کہ وہ تمہارے درمیان میرا بھائی، وصی اور خلیفہ ہوگا؟) آنحضرت ﷺ نے یہ جملہ ارشاد فرمانے کے بعد کچھ دیر توقف کیا تاکہ دیکھ سکیں کہ ان لوگوں میں سے کس نے انکی دعوت پر لبیک کہا اور مثبت جواب دیا؟ سب لوگ سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا (جنکا سن اس وقت ۱۵ سال سے زیادہ نہ تھا۔) کہ وہ کھڑے ہوئے اور سکوت کو توڑتے ہوئے

پیغمبر ﷺ کی طرف رخ کر کے فرمایا: (اے خدا کے رسول ﷺ! میں اس راہ میں آپکی مدد کروں گا۔)

اسکے بعد وفاداری کی علامت کے طور پر اپنے ہاتھ کو جناب ختمی مرتبت ﷺ کی طرف بڑھا دیا، رسولِ خدا ﷺ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا؛ اور ایک بار آپ ﷺ نے اپنی بات دہرائی، پھر حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنی آمادگی کا اظہار کیا، اس بار بھی آپ ﷺ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا؛ تیسری دفعہ بھی حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی کھڑا نہ ہوا، اس جماعت میں صرف حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام تھے جو کھڑے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے اس مقدس ہدف کی حمایت اور پشت پناہی کا کھلا اظہار کیا اور فرمایا:

---

(1)۔ حیات محمد ﷺ، ڈاکٹر هیکل ص ۱۰۴/ کامل ابن اثیر، ج ۲ ص ۶۳ کفایۃ الطالب، ص ۲۵۰ و تاریخ مشق ج ۱ ص ۸۹/ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۳ ص ۲۱۱۔

(یارسول اللہ ﷺ میں اس راہ میں آپکا مددگار و معاون رہونگا۔)

آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک پر رکھا اور فرمایا:

"إِنَّ هٰذَا أَخِي وَ وَصِيِّ وَ خَلِيفَتِي عَلَيْكُمْ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَأَطِيْعُوْهُ ."

بے شک یہ علی علیہ السلام تمہارے درمیان میرا بھائی، وصی اور جانشین ہے اسکی بات سنواور اسکی اطاعت کرو، پیغمبر ﷺ کے اپنوں نے اس موضوع کو بہت سادہ اور عام سمجھا اور یہاں تک کہ بعض نے تو مذاق اڑایا اور جناب ابوطالب علیہ السلام سے کہا آج کے بعد اپنے بیٹے علی علیہ السلام کی بات غور سے سنواور اسکی اطاعت کرو۔) لہٰذا ولایت کا اعلان، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے ۳ سال بعد اور اسلام رائج ہوتے وقت ہی ہو گیا تھا اور غدیر خُم سے پہلے ہی آنحضرت ﷺ کے قرابت داروں اور بزرگانِ قریش کے کانوں تک پہنچ گیا تھا۔

۲۔ جنگ تبوک کے موقع پر اعلان ولایت: (حدیثِ منزلت)

۹ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے تبوک کی طرف لشکر کشی فرمائی، چونکہ یہ لشکر کشی بہت طولانی تھی اور آپ ﷺ کو اسلامی حکومت کے دارالخلافہ سے بہت دور شام کی سرحدوں تک جانا تھا، اس امر کی ضرورت تھی کہ ایک قدرت منداور بہادر مرد مدینہ میں آپ ﷺ کا جانشین ہو؛ تا کہ حکومت کے مرکز اور صدر مقام پر امن وامان کی فضا بحال رہے اس لئے حضور اکرم ﷺ نے بہتر یہ سمجھا کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کریں۔

آپ ﷺ کی تبوک کی طرف روانگی کے فوراً بعد ہی منافقوں نے شہر مدینہ میں چرچا شروع کردیا کہ (نعوذ باللہ) رسولِ خدا ﷺ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ناراض ہیں اور اب ان سے محبت نہیں کرتے، اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اپنے ساتھ لے کر نہیں جارہے، یہ بات حضرت علی علیہ السلام پر گراں گذری اور آپ علیہ السلام اس کو برداشت نہ کرسکے اس لئے تبوک کے راستے میں

پیغمبر ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ ایسی ایسی بات کررہے ہیں حضرت ختمی مرتبت ﷺ نے فرمایا:

﴿ أَنتَ مِنِّيْ بِمَنزِلَةِ هَارُوْنَ مِن مُوْسیٰ ، إِلَّا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِيْ ﴾

اے علی علیہ السلام! تمہاری نسبت میرے ساتھ ایسی ہی ہے جیسے ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (۱)

یعنی: تمہیں اس لئے مدینہ میں رہنا ہے کہ جب بھی موسیٰ اپنے پروردگار کے امر کی بجا آوری کے لئے جاتے تھے، تو اپنے بھائی کو اپنی جگہ پر بٹھا کر جاتے تھے۔

﴿ وَ قَالَ مُوسیٰ لِأَخِيهِ هَارُوْنَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَ أَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ (۲)

---

(۱) ۱۔ معانی الاخبار، ص ۷۴، جابر ابن عبد اللہ اور سعد ابن ابی وقاص سے نقل کیا ہے۔

۲۔ مناقب آل ابن طالب علیہ السلام، ج ۳، ص ۱۶

۳۔ صحیح بخاری، ج ۵، ص ۲۴، (باب مناقب علی)

۴۔ صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۶۰، (باب فضائل علی علیہ السلام)

۵۔ الغدیر، ج ۱، ص ۱۹۷، ج ۳، ص ۱۹۹

۶۔ کتاب احقاق الحق، ج ۲۱، ص ۲۶ و ۲۷

۷۔ الغدیر، ج ۱، ص ۱۹۷، ج ۳، ص ۱۹

۸۔ أسنی المطالب فی مناقب علی بن ابیطالب علیہ السلام: شمس الدین ابو الخیر جزری

۹۔ الضوء اللامع، ج ۹، ص ۲۵۶

۱۰۔ البدر الطالع، ج ۲، ص ۲۹۷

(۲) سورۂ اعراف/۱۴۲

اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا: میری اُمّت میں میرے جانشین رہو، اور انکی اصلاح کرنا اور مفسدین کی راہ پر مت چلنا، مذکورہ حدیث میں بھی واقعۂ غدیر سے پہلے حضرت امیرُ المؤمنین علیہ السلام کی وصایت وولایت کا اعلان ہو چکا تو پھر کیا ضرورت تھی کہ اتنے تپتے ہوئے صحرا میں صرف ولایت کے اعلان کے لیے لوگوں کو روکا جائے۔

۳۔ حضرت علی علیہ السلام کے رہبر ہونے کا اعلان غدیر سے پہلے:

لفظِ (یعسوب) کے معنیٰ رئیس، بزرگ اور اسلام کے سرپرست کے ہیں۔(۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کچھ اس طرح ارشاد فرمایا!

﴿ يا عَلِيُّ إِنَّكَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْسُوْبُ الْمُؤمِنِيْنَ وَإِمامُ الْمُتَّقِيْنَ وَ قائِدُالغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ ﴾(۲)

اے علی علیہ السلام! تم مومنین کے بزرگ اور رہبر ہو اور پرہیز گاروں کے امام ہو اور باایمان عورتوں کے رہبر ہو) جنابِ امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا: ﴿ أَنا يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمالُ يَعْسُوْبُ الْفُجّارِ ﴾ ابنِ ابی الحدید امیر المؤمنین کے کلام کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے! یہ کلمہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام علی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: ایک بار " أَنْتَ يَعْسُوْبُ الدِّيْنِ" کے لفظوں کے ساتھ اور دوسری بار "أَنْتَ يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ" کے لفظوں کے ساتھ، اور ان دونوں کے ایک ہی معنیٰ ہیں گویا امیر المؤمنین علیہ السلام کو مؤمنین کا رئیس اور سیّد و سردار قرار دیا ہے(۳) نیز

---

(۱)۔ لغت میں ہے کہ (اليعسوب : الرّئيس الكبير ، يقال هو يعسوب قومه) اصل میں شہد کی مکھیوں کے امیر اور نر کو (یعسوب) کہتے ہیں، جیسا کہ اہل لغت کہتے ہیں (اليعسوب : ذَكَرُ النّحْلِ وأميرها)۔

(۲)۔ بحار الانوار، ج ۳۸ ص ۱۲۶ تا ۱۹۶ تقریباً ۱۰/ روایتیں شیعہ اور سنّی سے اس سلسلے میں نقل ہوئی ہیں۔

(۳)۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۹، ص ۲۲۴ حکمت ۳۲۲ کے ذیل میں

اپنی شرح کے مقدمہ میں لکھتا ہے: اہل حدیث کی روایت میں ایک کلام نقل ہوا ہے جسکے معنیٰ امیر المؤمنین کے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ فرمایا:

" أَنتَ يَعْسُوبُ الدِّيْنِ وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الظُّلْمَةِ ." اے علی علیہ السلام! تم دین کے رہبر اور مال گمراہوں کا رہبر ہے) ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا:

هٰذا يَعْسُوبُ الدين (یہ علی علیہ السلام دین کے رہبر ہیں) ان دونوں روایتوں کو احمد بن حنبل نے اپنی کتاب (مسند) میں اور ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے (۱)

یاد رہے کہ یہ فضائل اور مناقب امام علی علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہیں اور منحصر بہ فرد ہیں، انکی خلافت کے دلائل میں سے ہیں اور واقعۂ غدیر سے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

۴۔ حضرت علی علیہ السلام کی امامت کا اعلان:

حدیث اعلان ولایت حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ایک ایسی فضیلت ہے کہ جو آپ علیہ السلام کی ذات سے مخصوص، منحصر بہ فرد اور آپ علیہ السلام کی خلافت اور امامت کے دلائل میں سے ہے، ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: یا علی علیہ السلام "أَنتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ وَمُؤْمِنَةٍ ."(۲)

---

(۱)۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۱ص۱۲ : مقدمہ کنز العمال، حاشیہ مسند احمد

(۲)۔ تلخیص مستدرک ، ج۳،ص۱۳۴ : ذہبی مسندِ حنبل، ج۱ص۳۳۱: احمد ابن حنبل

۳۔ صحیح ترمذی ، ج۵ص۶۳۲ (باب مناقب علی بن ابی طالب علیہ السلام) : ترمذی

۴۔ کنز العمال حاشیہ مسند احمد

۵۔ الغدیر، ج۳ص۲۱۵ تا ۲۱۷ :علامہ امینی

۶۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج۳ص۳۶ تا ۵۲

۷۔ مستدرک حاکم ، ج۳ص۱۳۴

آپ میرے بعد ہر مؤمن مرد و زن کے ولی اور رہبر ہیں) یہ حدیث بھی غدیر خم کے اہم واقعہ سے پہلے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے صادر ہوئی سب لوگوں نے اسکو سنا بھی تھا اور حفظ بھی کرلیا تھا۔

۵۔ پرہیزگاروں کے امام حضرت علی علیہ السلام:

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ

﴿أُوحِيَ إِلَيَّ فِي ثَلَاثٍ، أَنَّه سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامُ الْمُتَّقِينَ وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ﴾ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تین بار حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں مجھ پر وحی نازل ہوئی: علی علیہ السلام مسلمانوں کے سردار، پرہیزگاروں کے امام اور باایمان خواتین کے رہبر ہیں(۱) اس طرح واضح اور روشن انداز میں ولایت کا اظہار بھی واقعۂ غدیر سے پہلے ہو چکا تھا اور کسی سے پوشیدہ نہ تھا۔

۶۔ علی علیہ السلام امیرُ المؤمنین:

ایک اور بہت واضح اور روشن حقیقت یہ ہے کہ رسولِ گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعۂ غدیر سے پہلے حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کو ﴿امیرُ المؤمنین﴾ کا لقب دیا جو کہ حضرت علی علیہ السلام کی امامت اور خلافت کی حکایت کرتا ہے اور یہ لقب آپ علیہ السلام کی ذات اقدس کے ساتھ مخصوص ہے۔

انس بن مالک: انس بن مالک نے نقل کیا ہے کہ میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم تھا؛ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امّ حبیبہ کے گھر میں شب بسر کرنا تھی، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

---

(۱)۔ مستدرک صحیحین، ج ۳، ص ۱۳۶ و صحیح بخاری مختصر کنز العمال حاشیۂ مسند احمد، ص ۳۴ و المراجعات، ص ۱۵۰

لئے وضوء کا پانی لے کر آیا تو آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ''یا أنس یدخل علیک الساعة من هذا الباب امیر المؤمنین وخیر الوصیین، أقدم الناس سلماً و أکثرهم علماً و أرجحهم حلماً''

اے انس! ابھی اس دروازے سے امیر المؤمنین و خیر الوصیین داخل ہونگے؛ جو سب سے پہلے اسلام لائے جنکا علم سب انسانوں سے زیادہ ہے؛ جو حلم اور بردباری میں سب لوگوں سے بڑھ کر ہیں)(۱) انس کہتے ہیں کہ! میں نے کہا کہ خدایا کیا وہ شخص میری قوم میں سے ہے؟ ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ میں نے دیکھا علی بن ابیطالب علیہ السلام دروازے سے داخل ہوئے جبکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرنے میں مشغول تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کے پانی میں سے کچھ پانی حضرت علی علیہ السلام کے چہرۂ مبارک پر ڈالا۔

نقل شیخ مفید: ایک اور روایت میں شیخ مفید بہ سند خود ابن عباس سے نقل کرتے ہیں: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ سلمٰی سے فرمایا:

﴿إسمعي و اشهدي هذا، عليٌّ أميرُ المؤمنين و سيّدُ الوصيّين﴾

(اے امّ سلمٰی میری بات سنو اور اسکی گواہ رہنا کہ یہ علی [بن ابیطالب علیہ السلام] مؤمنوں کا امیر اور وصیوں کا سردار ہے۔)

نقل ابن ثعلبہ: شیخ مفید تیسری روایت میں بہ سند خود معاویۃ بن ثعلبہ سے نقل کرتے ہیں کہ (ابوذر سے کہا گیا کہ وصیّت کرو۔

۱۔ ارشاد، ص۲۰: شیخ مفید ابن مالک سے نقل کرتے ہیں۔

ابوذر نے کہا: میں نے وصیت کر دی ہے۔

انہوں نے کہا: کس شخص کو؟

ابوذر نے کہا: امیر المؤمنین علیہ السلام کو،؟

انہوں نے کہا: کیا عثمان بن عفان کو؟

ابوذر نے کہا: نہیں امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو جنکے دم سے زمین ہے اور جو اُمّت کی تربیت کرنے والے ہیں۔)

نقل بریدۃ بن اسلمی: بریدہ بن خضیب اسلمی کی خبر جو علماء کے درمیان مشہور ہے بہت سی اسناد کے ساتھ (کہ جنکا ذکر کلام کو طولانی کرے گا) بُریدہ کہتا ہے کہ: جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور میرے ساتھ ایک جماعت (ہم لوگ سات افراد تھے ان میں سے منجملہ ابوبکر، عمر، طلحہ، زبیر تھے کو حکم دیا کہ: ''سَلِّمُوا عَلیٰ عَلِیٍّ بِاَمْرَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ ''علی علیہ السلام کو امیر المؤمنین کے کلمہ کے ساتھ سلام کیا کرو) ہم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات اور ان کی موجودگی میں ان کو یا امیر المومنین کہکر سلام کیا۔(۱)

نقل عیاشی: عیاشی اپنی تفسیر میں نقل کرتا ہے کہ ایک شخص امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ﴿اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یا أَمیرَ الْمُؤمِنِیْن﴾ امام صادق علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور فرمایا: یہ نام امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کے لئے مناسب نہیں ہے اور یہ نام خداوند عالم کا رکھا ہوا ہے اس نے کہا کہ آپکے امامِ قائم کو کس نام سے پکارا جاتا ہے؟

(۱)۔ارشاد شیخ مفیدؒ، ص ۲۰: شیخ مفیدؒ و بحارالانوار، ج ۳۷، ص ۲۹۰ تا ۳۴۰ :علامہ مجلسیؒ ،الغدیر ج ۸، ص ۸۷۔ج ۶، ص ۰ ۸: علامہ امینیؒ وحلیۃ الاولیاء ، ج ۱، ص ۶۳: ابونعیم

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

﴿السَّلامُ عَلَيْكَ يا بَقِيَّةَ اللهِ، السَّلامُ عَلَيْكَ يَابنَ رَسُوْلِ اللهِ﴾(۱)

اور امام باقر علیہ السلام نے فُضیل بن یسار سے فرمایا:

﴿يَا فُضَيْلُ لَمْ يُسَمْ بِهَا وَاللهِ بَعْدَ عَلِيٍّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلا مُفْتَرٍ كَذَّابٌ إِلىٰ يَوْمَ النَّاسِ هٰذَا﴾(۲)

اے فضیل! خدا کی قسم علی علیہ السلام کے علاوہ کسی کو بھی اس نام (امیر المومنین) سے نہیں پکارا گیا اور اگر کسی کو پکارا گیا تو وہ خائن اور جھوٹا ہے۔)

واقعۂ غدیر سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی فراوان اور وسیع روایات واحادیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ روز غدیر (ولایت) کے اعلان کے لئے مخصوص نہیں تھا، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور اہم چیز حقیقت کے روپ میں سامنے آئی اور وہ حقیقت حضرت علی علیہ السلام کیلئے لوگوں کی بیعت عمومی تھی، کیونکہ اگر لوگوں کی عمومی بیعت نہ ہوتو امام علیہ السلام کی قیادت وراہنمائی قابل اجرا اور قابل عمل نہ رہے گی۔

۷۔ اعلان ولایت بوقت نزول وحی:

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت علی علیہ السلام کی امامت اور وصایت کا بھی اعلان ہوا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: جب وحی نازل ہو رہی تھی تو میں نے شیطان کی گریہ وزاری کی آواز سنی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی وجہ

(۱)۔ تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۲۸۶ (سورۂ نساء کی آیت ۱۱۷ کے ذیل میں)

(۲)۔ بحار الانوار، ج ۳۷، ص ۳۱۸

پوچھی؛ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سوال کے مناسب جواب کے ساتھ میری وصایت اور ولایت کو بھی بیان فرمایا۔)

﴿ وَلَقَدْ كُنْتُ أَتَّبِعُهُ اتِّبَاعَ الْفَصِيلِ أَثَرَ أُمِّهِ ☆ يَرْفَعُ لِي فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ إِخْلَاقِهِ عَلَماً وَ يَأْمُرُنِي بِالْإِقْتِدَاءِ بِهِ وَ لَقَدْ كَانَ يُجَاوِرُ فِي كُلِّ سَنَةٍ بِحِرَاءَ فَأَرَاهُ، وَلَا يَرَاهُ غَيْرِي؛ وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْتٌ وَاحِدٌ يَوْمَئِذٍ فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَخَدِيْجَةَ وَ أَنَا ثَالِثُهُمَا أَرَىٰ نُوْرَ الْوَحْيِ وَ الرِّسَالَةِ، وَ أَشُمُّ رِيْحَ النُّبُوَّةِ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّةَ الشَّيْطَانِ حِيْنَ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ؛ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا هٰذِهِ الرَّنَّةُ؟ فَقَالَ! (هٰذَا الشَّيْطَانُ قَدْ أَيِسَ مِنْ عِبَادَتِهِ إِنَّكَ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ، وَتَرَىٰ مَا أَرَىٰ، إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ، وَلٰكِنَّكَ لَوَزِيْرٌ وَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ خَيْرٍ.) ﴾ (۱)

میں ہمیشہ؛ پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کے ساتھ ہوتا ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز اپنے پسندیدہ اخلاق میں سے ایک نمونہ مجھے دکھاتے اور مجھے اپنی اقتدا کا حکم دیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال کے کچھ مہینے غار حرا میں بسر کرتے تھے صرف میں ہی ان سے ملاقات کرتا تھا ،اور میرے علاوہ کوئی بھی ان سے نہیں ملتا ان دنوں کسی مسلمان کے گھر میں راہ نہ تھی؛ سوائے خانہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنابِ خدیجہ علیہا سلام بھی وہاں ہوتیں اور میں تیسرا شخص ہوتا تھا ، میں نورِ وحی اور رسالت کو دیکھتا اور بوئے نبوت کو محسوس کرتا تھا۔

---

(۱)۔ خطبہ ۱۹۲، ۱۱۹/ نہج البلاغہ

☆ (اونٹنی کا بچہ ہمیشہ اسکے ساتھ ہے) یہ ایک ضرب المثل ہے، جب یہ بتانا چاہتے تھے کہ وہ دو لوگ ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں تو ،اسطرح کہتے تھے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی تو میں نے شیطان رجیم کی آہ وزاری کی آواز سنی، جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ کس کی آہ وزاری کی آواز ہے؟ پیغمبر گرامیؐ نے ارشاد فرمایا:

یہ شیطان ہے جو اپنی عبادت سے نا اُمید ہو گیا ہے، اور ارشاد فرمایا: یا علی علیہ السلام! جو کچھ میں سنتا ہوں آپ سنتے ہیں اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں آپ دیکھتے ہیں لیکن فرق اتنا ہے کہ آپ نبی نہیں بلکہ آپ میرے وزیر ہیں اور راہ خیر پر ہیں (۱)

(۱)۔اس خطبے کے اسناد و مدارک اور (معجم المفہرس) مؤلف درج ذیل ہے:
۱۔کتاب الیقین، ص۱۹۶: سیّد ابن طاؤس (متوفی ۶۶۴ھ)
۲۔فروع کافی، ج۴،ص۱۹۸و۱۹۸ / ج۱،ص۲۱۹: مرحوم کلینیؒ (متوفی ۳۲۸ھ)
۳۔من لا یحضرہ الفقیہ، ج۱،ص۱۵۲: شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۰ھ)
۴۔ربیع الابرار، ج۱،ص۱۱۳: زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ)
۵۔اعلام النبوۃ، ص۹۷: ماوردی (متوفی ۴۵۰ھ)
۶۔بحار الانوار، ج۱۳،ص۱۳۱ / ج۶۰،ص۲۱۴: مرحوم مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)
۷۔منہاج البراعۃ، ج۲،ص۲۰۶: ابن راوندی (متوفی ۵۷۳ھ)
۸۔نسخہ خطی نہج البلاغہ، ص۱۸۰: لکھی گئی ۴۲۱ھ
۹۔نسخہ خطی نہج البلاغہ، ص۲۱۶: ابن مؤدّب: لکھی گئی ۴۹۹ھ
۱۰۔دلائل النبوۃ: بیہقی (متوفی ۵۶۹ھ)
۱۱۔کتاب السیرۃ والمغازی: ابن یسار
۱۲۔کتاب خصال، ج۱،ص۱۹۳ حدیث ۱۷۱ / ص۶۵۵و ۵۰۰: شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۰ھ)
۱۳۔غرر الحکم، ج۱،ص۲۹۴ / ج۲،ص۱۱۰: مرحوم آمدیؒ (متوفی ۵۸۸ھ)
۱۴۔بحار الانوار، ج۶۳،ص۲۱۴ / ج۱۱۳،ص۱۴۱: مرحوم مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)
۱۵۔بحار الانوار، ج۱۴،ص۴۷۷: مرحوم مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)
۱۶۔غرر الحکم، ج۴،ص۴۳۵/۴۳۸/۴۷۷: مرحوم آمدیؒ مرحوم مجلسیؒ (متوفی ۵۸۸ھ) ☜

۸ ۔حدیث ثقلین :

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر سے بہت پہلے معروف حدیث (ثقلین) میں بھی حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے ائمہ معصومین علیہم السلام کی امامت کا واضح اعلان کر چکے تھے، ارشاد فرمایا: "اِنّی تارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتابَ اللهِ وَ عِتْرَتِی"(۱) میں تمہارے درمیان "دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں؛ ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت۔)

۱۷۔غرر الحکم ، ج۳ص۲۰/۳۹/۳۰۰/۳۱۱/۳۷۳ : مرحوم آمدی" مرحوم مجلسی" (متوفی ۵۸۸ھ)

۱۸۔غرر الحکم ، ج۶ص۲۷۶/۲۷۹/۴۳۱ : مرحوم آمدی" مرحوم مجلسی" (متوفی ۵۸۸ھ)

۱۹۔غرر الحکم ، ج۲ص۲۶۲/۳۴۲: مرحوم آمدی" مرحوم مجلسی" (متوفی ۵۸۸ھ)

۲۰۔غرر الحکم ، ج۵ص۱۱۹/۱۵۶ : مرحوم آمدی" مرحوم مجلسی" (متوفی ۵۸۸ھ)

۲۱۔ارشاد ، ج۱ص۳۱۵ : شیخ مفید" (متوفی ۴۱۳ھ)

۲۲۔احتجاج ، ج ۱ص۱۴۱ : مرحوم طبرسی" (متوفی ۵۸۸ھ)

(۱)۔حدیث ثقلین کے اسناد و مدارک :

۱۔بحار الانوار ، ج۲۳ص۴۷۲ : علامہ مجلسی" (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۲۔کتاب مجالس : شیخ مفید" (متوفی ۴۱۳ھ)

۳۔صحیح ترمذی ، ج۵ص۳۲۸ / ج۱۳ص۱۹۹ : محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)

۴۔نظم درر السمطین ، ص۲۳۲ : زرندی حنفی

۵۔ینابیع المودۃ ، ص۳۳/۴۵ : قندوزی حنفی

۶۔کنز العمال ، ج ۱ص۱۵۳ : متقی ہندی

۷۔تفسیر ابن کثیر ، ج۴ص۱۱۳ : اسماعیل بن عمر (متوفی ۷۷۴ھ)

۸۔مصابیح السنۃ ، ج ۱ص۲۰۶ / ج۲ص۲۷۹

۹۔جامع الاصول ، ج ۱ص۱۸۷ : ابن اثیر (متوفی ۶۰۶ھ)

۱۰۔معجم الکبیر ، ص۱۳۷ : طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)

۱۱۔فتح الکبیر ، ج۱ص۵۰۳ / ج۳ص۳۸۵

۱۲۔عبقات الانوار ، ج۱ص۹۳/۱۱۲/۱۱۴/۱۵۱ :

۱۳۔احقاق الحق ، ج ۹ : علامہ قاضی نوراللہ شوشتری
۱۴۔ارجح المطالب ، ص ۳۳۶ :
۱۵۔رفع اللبس والشبہات ، ص ۱۱/۱۵ : ادریسی
۱۶۔الدرالمنثور ، ج ۲،ص ۷/۳۰۶ : سیوطی (متوفی ۹۱۱ ھ)
۱۷۔ذخائرالعقبیٰ ، ص ۱۶ : محب الدین طبری (متوفی ۶۹۴ ھ)
۱۸۔صواعق المحرقۃ ، ص ۱۴۷/۲۲۶ : ابن حجر (متوفی ۸۵۲ ھ)
۱۹۔اسدالغابۃ ، ج ۲،ص ۱۲ : ابن اثیر شافعی (متوفی ۶۳۰ ھ)
۲۰۔تفسیر الخازن، ج ۱ ،ص ۴ : ۲۱۔الجمع بین الصحاح (نسخہ خطی)
۲۲۔علم الکتاب ، ص ۲۶۴ : سید خواجہ حنفی
۲۳۔مشکاۃ المصابیح ، ج ۳،ص ۲۵۸ :
۲۴۔تیسیر الوصول ، ج ۱،ص ۱۶ : ابن الدیبع
۲۵۔مجمع الزوائد ، ج ۹،ص ۱۶۴ : ہیثمی (متوفی ۸۰۷ ھ)
۲۶۔جامع الصغیر ، ج ۱،ص ۳۵۳ :سیوطی (متوفی ۹۱۱ ھ)
۲۷۔مفتاح النجاۃ ، ص ۹ (نسخہ خطی)
۲۸۔مناقب علی بن ابی طالب علیہ السلام ، ص ۲۳۴/۲۸۱ : ابن المغازلی
۲۹۔فرائد السمطین ، ج ۲،ص ۱۴۳ : حموینی (متوفی ۷۲۲ ھ)
۳۰۔مقتل الحسین علیہ السلام ، ج ۱،ص ۱۰۴ :خوارزمی (متوفی ۹۹۳ ھ)
۳۱۔طبقات الکبریٰ ، ج ۲،ص ۱۹۴ : ابن سعد (متوفی ۲۳۰ ھ)
۳۲۔خصائص امیر المومنین علیہ السلام ، ص ۲۱ : نسائی (متوفی ۳۰۳ ھ)
۳۳۔مسند احمد ، ج ۵،ص ۱۲۲/۱۸۲ : احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ ھ)
۳۴۔الغدیر، ج ۱،ص ۳۰ : علامہ امینی"

۔اثبات امامت تا رجعت و قیامت

روز غدیر کے دن کی عظیم تبدیلیوں اور تحولات کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ:

۱۔ غدیر کے دن؛ حضرت علی علیہ السلام کی امامت و ولایت کے مکرر اعلان کے بعد سارے مسلمانوں کی امیر المؤمنین علیہ السلام کے ہاتھوں پر بیعت نے حقیقت کا روپ دھارا۔

۲۔اس وسیع بیعت کا آغاز حکم خداوندی، نزول فرشتۂ وحی اور خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیعت کرنے سے ہوا؛ اور یہ سلسلہ اختتام شب تک جاری رہا۔

۳۔اگر لوگوں کی بیعت عمومی نہ ہوتی اور صرف (اعلان ولایت) پہ اکتفا کیا جاتا (جیسا کہ اس سے پہلے آغاز بعثت سے حجۃ الوداع تک بارہا اس حقیقت کو بیان کیا گیا اور منافقوں نے کسی قسم کے خطرے کا احساس نہیں کیا اور نہ ہی کوئی خطرناک سازش کی) تو موقع کی تلاش میں رہنے والے منافقین خطرے کا احساس نہ کرتے اور خطرناک سازشوں کے جال نہ بنتے کیونکہ امام علیہ السلام کی امامت کے اجراء کی پشت پناہ لوگوں کی آراء اور انکی عمومی بیعت ہوتی ہے۔

لیکن غدیر کے دن انتہائی تعجب اور بے یقینی کی کیفیت کے ساتھ انہوں نے دیکھا کہ:

(الف) سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کیا اور ارشاد فرمایا: "ثُمَّ مِنْ بَعْدِیْ عَلِیٌّ وَلِیُّکُمْ وَ اِمامُکُمْ بِاَمْرِ اللهِ رَبِّکُمْ ثُمَّ الْاِمامَةُ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ مِنْ وُلْدِهٖ اِلیٰ یَوْمِ تَلْقَوْنَ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ" اب میرے بعد تمہارے امام علی علیہ السلام ہیں وہ امام جو خدا کے حکم سے معیّن ہوا ہے اور اسکے بعد امامت؛ میرے خاندان میں علی علیہ السلام کی اولاد کے ذریعہ تا قیامت جاری رہے گی اس دن تک کہ جس دن تم لوگ خدا اور اسکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرو گے۔

(بؔ) پھر سلسلۂ امامت کی دوسری گیارہ کڑیوں یعنی خاندان رسالت اور اولادِ علی علیہ السلام کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: "مَعاشِرَ النّاسِ؛ اِنَّهٗ اٰخِرُ مَقامٍ اَقُوْمُهٗ فِیْ هٰذَا الْمَشْهَدِ؛

فَاسْمَعُوْا وَ أَطِيْعُوْا وَ انْقَادُوْا لِأَمْرِ اللهِ رَبِّكُمْ؛ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ رَبُّكُمْ وَ وَلِيُّكُمْ وَ إِلٰهُكُمْ؛ ثُمَّ مِنْ دُوْنِهِ رَسُوْلُهُ مُحَمَّدٌ وَلِيُّكُمْ ،القَائِمُ الْمُخَاطِبُ لَكُمْ ؛ ثُمَّ مِنْ بَعْدِيْ عَلِيٌّ وَلِيُّكُمْ وَ إِمَامُكُمْ بِأَمْرِ اللهِ رَبِّكُمْ ؛ ثُمَّ الْإِمَامَةُ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ مِنْ وُلْدِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ؛يَوْمَ تَلْقَوْنَ اللهَ وَ رَسُوْلَهُ."

اے لوگو! یہ آخری مقام ہے جہاں میں تمہارے درمیان کھڑے ہوکر بات کر رہا ہوں: تو میری بات سنو؛ فرمانبرداری کرو اور اپنے پروردگار کے سامنے سر تسلیم خم کرو حق یہ ہے کہ خداوند بزرگ و برتر تمہارا پروردگار، تمہارا سرپرست اور تمہارا معبود ہے اس کے علاوہ اس کا رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کھڑا تم سے خطاب کر رہا ہے تمہارا سرپرست ہے اور پھر میرے بعد علی علیہ السلام خدا کے حکم سے تمہارے سرپرست اور امام ہیں اور اس کے بعد امامت؛ میری ذریت میں علی علیہ السلام کی اولاد سے تا قیامت جاری رہے گی اس دن تک کہ جس دن تم لوگ خدا اور اسکے رسول سے ملاقات کرو گے۔

(ج) اسکے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک کے لئے اسلامی حکومت اور امامت کی نشاندہی کی۔ (د) آخری زمانے کے امام؛ امام مہدی (عَجَّلَ اللہُ تَعَالٰی فَرَجَہُ الشَّرِیْف) کی حکومت اور امامت کو بیان کیا۔

(ھ) امامت کے ہر مدعی اور خاندان رسالت کے علاوہ کسی اور خلافت کے دعوے دار غاصب اور باطل کی پہچان کروائی گئی ﴿ مَلْعُوْنٌ مَلْعُوْنٌ،مَغضُوْبٌ مَغْضُوْبٌ،مَنْ رَدَّ عَلَيَّ قَوْلِيْ هٰذَا وَلَمْ يُوَافِقْهُ أَ لَا إِنَّ جَبْرَئِيْلَ خَبَّرَنِيْ عَنِ اللهِ تَعَالىٰ بِذٰلِكَ وَيَقُوْلُ(مَنْ عَادىٰ عَلِيّاً وَلَمْ يَتَوَلَّهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِيْ)(فَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللهَ أَنْ تُخَالِفُوْهُ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا إِنَّ اللهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ) ﴾

ملعون ہے؛ ملعون ہے؛ مغضوب ہے مغضوب ہے؛ وہ شخص جو میری بات کا اس لئے انکار

کرے کہ اس کی خواہش کے مطابق نہیں ہے آگاہ ہو جاؤ! کہ جبرئیل نے مجھے خدا کی طرف سے خبر دی ہے وہ فرماتا ہے: ﴿جو شخص علی علیہ السلام سے دشمنی کرے اور انکی ولایت کو قبول نہ کرے اس پر میری لعنت وغضب ہو﴾ (پس ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ وہ قیامت کے لئے کیا لے کر جارہا ہے؟) لوگو! خدا سے ڈرو مبادا تم اسکی مخالفت کر بیٹھو یا تمہارے قدم ایمان کی راہ سے ڈگمگا جائیں جو کبھی ایمان کی راہ پر استوار اور ثابت تھے؛ حق یہ ہے کہ جو کچھ تم انجام دیتے ہو خدا جانتا ہے۔)

(و) پھر امام علی علیہ السلام کی بیعت اور دوسرے اماموں پر اعتقاد، یقین اور اعتراف کرنے کے لئے فرمان جاری کیا:

مَعٰاشِرَ النّٰاسِ! إِنَّكُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُصَافِقُوْنِی بِكَفٍّ واحِدٍ فِی وَقْتٍ وَاحِدٍ قَدْ أَمَرَنِیَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ اٰخُذَ مِنْ أَلْسِنَتِكُم الْإِقْرارَ بِمٰا عَقَّدْتُ لِعَلِیًّا اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ وَلِمَنْ جٰاءَ بَعْدَهُ؛ مِنَ الْأَئِمَةِ مِنِّیْ وَ مِنْهُ عَلیٰ ماأَعْلَمْتُكُمْ أَنَّ ذُرِّیَّتِی مِنْ صُلْبِهِ فَقُوْلُوْا بِأَجْمَعِكُمْ: إِنّٰا سامِعُونَ مُطِیْعُوْنَ راضُوْنَ مُنْقادُوْنَ لِمٰا بَلَّغْتَ عَنْ رَبِّنٰا ، وَرَبِّكَ فِی أَمْرِ إِمٰامِنٰا عَلِیٍّ أَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام وَمَنْ وُلِدَتْ مِنْ صُلْبِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ نُبٰایِعُكَ عَلیٰ ذٰلِكَ بِقُلُوْبِنٰا، وَ أَنْفُسِنٰا و أَلْسِنَتِنٰا، وَ أَیْدِیْنٰا، عَلیٰ ذٰلِكَ نَحْییٰ، وَعَلَیْهِ نَمُوْتُ، وَعَلَیْهِ نَبْعَثُ، وَلاٰ نُغَیِّرُ، وَلاٰ نُبَدِّلُ، ولاٰ نَشُكُّ وَلاٰ نَجْحَدُ وَلاٰ نَرْتابُ وَلاٰ نَرْجِعُ عَنِ الْعَهْدِ، و لاٰ نَنْقُضُ الْمِیْثاقَ وَعَظْتَنٰا بِوَعْظِ اللهِ فِیْ عَلِیٍّ أَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ، وَالْأَئِمَةِ الَّذِیْنَ ذَكَرْتَ مِنْ ذُرِّیَّتِكَ مِنْ وُلْدِهِ، بَعْدَهُ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَمَنْ نَصَبَهُ اللهُ بَعْدَهُمٰا فَالْعَهْدُ وَالْمِیْثاقُ لَهُمْ مَأْخُوْذٌ مِنّٰا، مِنْ قُلُوْبِنٰا وَأَنْفُسِنٰا وَأَلْسِنَتِنٰا وَضَمٰایِرِنٰا وَ أَیْدِیْنٰا مَنْ أَدْرَكَهٰا بِیَدِهِ وَ إِلّاٰ فَقَدْ أَقَرَّ بِلِسانِهِ وَلاٰ نَبْتَغِی بِذٰلِكَ بَدَلاً وَلاٰ یَرَی اللهُ مِنْ أَنْفُسِنٰا حِوَلاً نَحْنُ نُؤَدِّی ذٰلِكَ عَنْكَ الدّٰانِیْ وَالْقٰاصِی مِنْ أَوْلاٰدِنٰا و أَهٰالِیْنٰا وَ نَشْهَدُ اللهَ

بِذٰلِكَ وَكَفٰى بِاللهِ شَهِيْداً وَاَنْتَ عَلَيْنَا بِهِ شَهِيْدٌ. ﴾

(اے مسلمانوں! تمہاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اس تپتے ہوئے صحراء میں میرے ہاتھ پر بیعت کرسکو پس خداوند عالم کی جانب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں سے ولایت علی علیہ السلام اور انکے بعد آنے والے اماموں کی امامت [جو کہ میری اور علی علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں] کے بارے میں اقرار لے لوں اور میں تم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر چکا ہوں میرے فرزند علی علیہ السلام کے صلب سے ہیں۔

پھر تم سب لوگ کہو کہ: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپکا فرمان سن رہے ہیں اور اس کو تسلیم کرتے ہیں، اس پر راضی ہیں، اور آپکے اس حکم کی اطاعت کرتے ہیں جو کہ خداوند عالم کی طرف سے آپ نے ہم تک پہنچایا جو ہمارا رب ہے، ہم اس پیمان پر جو کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور ان کے بیٹوں کی ولایت کے سلسلے میں ہے اپنے جان و دل کے ساتھ اپنی زبان اور ہاتھوں کے ذریعہ آپکی بیعت کرتے ہیں اس بیعت پر زندہ رہیں گے، مرجائیں گے اور اٹھائے جائیں گے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کریں گے، اس میں کسی قسم کا شک و تردید نہیں کرتے، اور اس سے روگردانی نہیں کریں گے ،اور اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے۔

خداوند عالم اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور علی؛ امیر المومنین علیہ السلام اور انکے بیٹوں کی اطاعت کریں گے کہ یہ سب امت کے امام ہیں وہ امام جن کا آپ نے تذکرہ کیا ہے آپکی اولاد میں سے ہیں حضرت علی علیہ السلام کے صلب سے اور امام حسن علیہ السلام او امام حسین علیہ السلام کے بعد آنے والے ہیں، حسن و حسین علیہما السلام کے میرے نزدیک مقام کے بارے میں پہلے تمہیں آگاہ کر چکا ہوں، خداوند عالم کے نزدیک انکی قدر و منزلت کا تذکرہ کر چکا ہوں اور امانت تم لوگوں کو دے دی یعنی کہہ دیا کہ یہ دو بزرگ ہستیاں جوانان جنت کی سردار ہیں میرے اور علی علیہ السلام کے بعد امت مسلمہ کے امام ہیں۔

تم سب مل کر کہو! کہ ہم اس حکم میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی، حضرت علی علیہ السلام کی، حسنین علیہما السلام کی اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں کہ جن کی امامت کا آپ نے تذکرہ کیا اور ہم سے عہد و پیمان لیا ہمارے دل وجان، زبان اور ہاتھ سے بیعت لی جو کہ آپکے قریب تھے یا زبان سے اقرار لیا اس عہد و پیمان میں تبدیلی نہ کریں گے اور خداوند عالم کو اس پر گواہ بناتے ہیں جو گواہی کے لئے کافی ہے اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمارے اس پیمان پر گواہ ہیں ہر مؤمن پیروکار ظاہری یا مخفی، فرشتگان خدا، خدا کے بندے اور خدا ان سب لوگوں کا گواہ ہے، پھر رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس اہم خطبے کے دوران تمام حاضرین کو علی الاعلان اور واضح طور پر ہوشیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

﴿مَعَاشِرَ النَّاسِ اِمَاتَقُوْلُوْنَ فَاِنَّ اللهَ يَعْلَمُ كُلَّ صَوْتٍ وَخَافِيَةَ كُلِّ نَفْس فَمَن اهْتَدىٰ فَلِنَفْسِهِ، وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا) وَ مَن بَايَعَ فَاِنَّمَا يُبَايِعُ اللهَ يَدُاللهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ)مَعَاشِرَ النَّاس فَبَايِعُوْااللهَ وَبَايِعُوْنِى وَ بَايِعُوْا عَلِيًّا أَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ ،وَالْحَسَن وَالْحُسَيْنَ وَ الْاَئِمَّةَ مِنْهُمْ فِىْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ كَلِمَةً طَيِّبَةً بَاقِيَةً يُهْلِكُ اللهُ مَنْ غَدَرَ وَ يَرْحَمُ اللهُ مَنْ وَفىٰ،(فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ اَوْفىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْراً عَظِيْماً)

مَعَاشِرَ النَّاس! قُوْلُوْا الَّذِى قُلْتُ لَكُمْ ، وَ سَلِّمُوْا عَلىٰ عَلِيٍّ بِاِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَقُوْلُوْا! ﴿ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴾ (۱)

وَقُوْلُوْا﴿أَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰينَا لِهٰذَاوَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَاأَنْ هَدٰانَا اللهُ﴾(۲)

---

(۱)۔بقرہ ۲/ ۲۸۵

(۲)۔اعراف ۴۳/ ۷

مَعَا شِرَ النَّاسِ اِنَّ فَضَائِلَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عِنْدَاللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ قَدْ أَنْزَلَهَا فِيْ الْقُرْآنِ أَكْثَرُ مِنْ أُحْصِيَهَا فِيْ مَقَامٍ وَاحِدٍ ، فَمَنْ أَنْبَأَكُمْ بِهَا وَ عَرَفَهَا فَصَدِّقُوْهُ مَعَا شِرَ النَّاسِ ! مَنْ يُطِعِ اللهَ وَ رَسُوْلَهُ وَعَلِيّاً وَالْأَئِمَّةَ الَّذِينَ ذَكَرْتُهُمْ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً مَعَا شِرَ النَّاسِ ! السَّابِقُوْنَ إِلَىٰ مُبَايَعَتِهِ و مُوَالَاتِهِ وَالتَّسْلِيْمِ عَلَيْهِ بِإِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ أُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ .

(و) (اے لوگو! تم کیا کہتے ہو؟ حق یہ ہے کہ جو آواز بھی تم زبان سے جاری کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں جو نیت بھی ہو خداوند عالم اس سے آگاہ ہے؛ بس جس نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا؛ اس نے اپنے ساتھ نیکی کی اور جو گمراہ ہو گیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا، اور جو اپنے امام کی بیعت کرے گا اسنے اپنے خداوند برتر کی بیعت کی؛ کہ اسکی قدرت ساری قدرتوں سے بالا ہے۔

اے لوگو! خداوند عالم کی بیعت کرو میری بیعت کرو اور علی علیہ السلام امیر المؤمنین کی بیعت کرو، حسن وحسین علیہما السّلام کی بیعت اور انکے بعد آنے والے ائمہ علیہم السّلام کی بیعت کرو جو کہ زندہ وجاوید کلمۂ طیّبہ ہیں، خدا دغاباز کو ہلاک کرتا ہے اور جو ایفائے عہد کرے گا رحمت خداوندی اسکے شامل حال ہوگی، اور جو بھی پیمان شکنی کرے گا، تو وہ اپنے نقصان میں یہ عمل انجام دیگا، اور جس نے وفا کی اسکے لئے اجر عظیم ہے۔

اے لوگو! جو کچھ میں نے تمہارے لئے کہا ہے اس کو دہراؤ اور علی علیہ السلام کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا کرو اور کہو: ہم نے سن لیا ہے اور اس امر میں آپکی اطاعت کرتے ہیں، خداوندا تجھ سے مغفرت کے طلبگار ہیں اور ہمیں تیری طرف لوٹنا ہے۔

اور کہو: [حمد ہو خدا کی کہ اسنے ولایت علی علیہ السلام کی طرف ہماری ہدایت کی، اگر خدا ہماری

رہنمائی نہ فرماتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔]

اے لوگو! درحقیقت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل خداوند منان کی نظر میں جو اس نے قرآن مجید میں نازل فرمائے ہیں اتنے زیادہ ہیں کہ جنکا ذکر کرنا کسی ایک تقریر میں ممکن نہیں، لہٰذا اگر کوئی علی علیہ السلام کے فضائل اور انکی قدر و منزلت تمہارے لئے بیان کرے تو اس کی تصدیق کرو اور شک نہ کرو۔

اے لوگو! جس نے خدا، رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم، علی علیہ السلام اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کی کہ جن کا ذکر میں نے کیا تو درحقیقت وہ ایمان کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو گیا۔

اے لوگو! وہ لوگ جنہوں نے علی علیہ السلام کی بیعت، ان سے دوستی، اور امیر المومنین کے عنوان سے انکو سلام کرنے میں سبقت حاصل کی تو وہ لوگ؛ بہشت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(ز) اس مقام پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت کی اور عمومی بیعت کا فرمان اس طرح صادر فرمایا: ' اَلاَ وَاِنِّیْ عِنْدَانْقِضَاءِ خُطْبَتِیْ اَدْعُوْکُمْ اِلٰی مُصَافَقَتِیْ عَلٰی بَیْعَتِہٖ وَالْاِقْرَارِ بِہٖ ثُمَّ مُصَافَقَتِہٖ مِنْ بَعْدِیْ اَلاَ وَ اِنِّیْ قَدْ بَایَعْتُ اللہَ وَعَلِیٌّ قَدْ بَایَعَنِیْ وَاَنَا آخِذُکُمْ بِالْبَیْعَةِ لَہٗ؛ عَنِ اللہِ عَزَّ وَ جَلَّ! (اِنَّ الَّذِیْنَ! یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ یَدُاللہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہِ اللہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا)

(آگاہ ہو جاؤ خطبہ کے بعد؛ میں تمہیں علی علیہ السلام کی بیعت کرنے کی دعوت دونگا؛ تو انکی بیعت کرو، انکی امامت کا اعتراف کرو اور انکے بعد آنے والی اماموں کی؛ بیعت کرو۔

آگاہ ہو جاؤ حق یہ ہے کہ میں نے خدا کی بیعت کی ہے اور علی نے میری بیعت کی ہے۔ اور میں خداوند عالم کی طرف سے تم لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے کی دعوت دے رہا ہوں لھذا تم

میں جو عہد و پیمان کو توڑے گا تو وہ اپنے نقصان میں پیمان شکنی کرے گا مجھے خداوند عالم کی طرف سے حکم ہے کہ میں آپ سے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت لوں اور جو کچھ خداوند عالم کی طرف سے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوا ہے اس کا اعتراف کرو۔

(ح) اس کے بعد تمام مسلمانوں (مرد و زن) نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی اور سب نے ایک ساتھ خاندان رسالت کے بارہ اماموں کی تا قیامت رہنے والی امامت کا اعتراف کیا، اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنِّیْ اَدَعُهَا اِمَامَةً ،وَ وِرَاثَةً فِیْ عَقِبِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ؛ وَ قَدْ بَلَّغْتُ مَا اُمِرْتُ بِتَبْلِیْغِهِ،حُجَّةً عَلٰی کُلِّ حَاضِرٍ وَ غَائِبٍ وَ عَلٰی کُلِّ اَحَدٍ مِمَّنْ شَهِدَ اَوْ لَمْ یَشْهَدْ ، وُلِدَ اَوْ لَمْ یُوْلَدْ؛ فَلْیُبَلِّغِ الْحَاضِرُ الْغَائِبَ ، وَالْوَالِدُ الْوَلَدَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ،و سَیَجْعَلُوْنَ الْاِمَامَةَ بَعْدِیْ مُلْکًا وَ اغْتِصَاباً ،اَلَا لَعَنَ اللهُ الْغَاصِبِیْنَ وَالْمُغْتَصِبِیْنَ ،وَعِنْدَهَا سَیَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّهَا الثَّقَلَانِ مَنْ یَفْرُغُ وَ یُرْسِلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ :

(اے لوگو! میں علی علیہ السلام کی اور ان کے بیٹوں کی امامت تمہارے درمیان قیامت تک کے لئے باقی چھوڑ کر جا رہا ہوں، میں نے وہ چیز کہ جسکی تبلیغ پر ماٴمور تھا تم تک پہنچا دی ہے، میری حجت ہر انسان کے لئے تمام ہو چکی ہے چاہے وہ حاضر ہو یا غائب، شاہد ہو یا غیر شاہد، جو، اب تک متولّد ہو گیا ہو یا ابھی تک اس دنیا میں نہ آیا ہو۔

لہٰذا حاضرین کو چاہیے کہ غائبین کے لئے، والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کے لیے تا قیامت علی علیہ السلام اور انکے بیٹوں کی امامت کے مسئلے کو بیان کریں کیونکہ کچھ لوگ بہت جلد خلافتِ الٰہی کو بادشاہی میں تبدیل کر کے اسے غصب کر لیں گے۔

آگاہ ہو جاؤ! خدا خلافت کے غاصبوں اور انکے طرفداروں پر لعنت کرتا ہے، بہت جلد جن

وانس سے حساب کتاب لے گا اور ان میں سے گنہگاروں پر آگ کے شعلے برسائے گا، اور اس وقت تم لوگ کوئی یار و مددگار نہ پاؤ گے۔) پھر آخر میں ہر اس شخص پر کہ جو امامت عترت کو نظر انداز کرے، یا خلافت کو غصب کرے، یا پیغمبر ﷺ کی عترت کو امت کی قیادت سے دور رکھے سب پر لعنت کی۔ ان سارے اقدامات کے بعد حکومت کے پیاسے منافقوں کے لئے قدرت طلبی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ گئی تھی۔

وہ لوگ جو اس بات کے منتظر تھے کہ پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد سیاسی طاقت و قدرت اپنے ہاتھ میں لے لیں گے؛ واقعہ غدیر (مذکورہ خصوصیات کے ساتھ) کے بعد کیا کر سکتے تھے؟ یہ درست ہے کہ مسلحانہ بغاوت کے ذریعے ہر کام ممکن تھا۔

لیکن دوسروں کے دلوں میں انکا کوئی نفوذ نہیں تھا اور اپنے سیاسی حربوں کو اسلام کا رنگ دے کر پیش نہیں کر سکتے تھے، منافقوں کی خواہش یہ تھی کہ دین، خلافت رسول ﷺ اور اس کے اندر موجود معنوی کشش کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کریں، اور ہر قسم کی مخالفانہ تحریک کی سرکوبی کرتے ہوئے ہر اعتراض کا گلا گھونٹ دیں۔

لیکن واقعۂ غدیر کے تحقق پانے کے بعد یہ لوگ اپنے خفیہ اور ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ دنیا کے دوسرے مغرور اور ظالم حکمرانوں کی طرح عمل کریں، تاریخ کے فرعونوں اور ظالم بادشاہوں کی طرح قتل و غارت گری، قید و دھمکیوں کے ذریعے لوگوں کو خاموش ہونے پر مجبور کریں اور اپنے مخالفوں کو راستے سے ہٹا دیں غدیر کے دن ''امامت عترت'' جیسی حقیقت کے آشکار ہونے کے بعد منافقوں کے بڑے بڑے دعوے ریزہ ریزہ ہو گئے اور ان کے چہروں کے جھوٹے نقاب تار تار ہو گئے اور انہیں مجبوراً صفِ اوّل میں یا لوگوں کے اس جم غفیر کے ساتھ آگے بڑھ کر اور اپنے عقیدوں اور خواہشات کے برخلاف حضرت علی علیہ السلام کے

ہاتھ میں ہاتھ دے کر آپ علیہ السلام کی بیعت اور مبارکباد پیش کرنا پڑی۔(۱)

---

(۱)۔ بہت سارے مصنفوں نے لکھا کہ ابو بکر اور عمر آگے بڑھے اور امام علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرتے ہوئے کہا

بَخٍ بَخٍ لَکَ یا أبَا الْحَسَن؛ لَقَدْ أصْبَحْتَ مَوْلایَ وَ مَوْلیٰ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ

(آپ پر درود اور سلام ہوا ے ابوالحسن علیہ السلام، آپ نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میرے امام اور ہر مسلمان مرد اور عورت کے امام ہیں۔)

اسناد و مدارک مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ تاریخ دمشق، ج ۲، ص ۵۴۸/۵۵۰: ابن عساکر شافعی (متوفی ۵۷۱ھ)

۲۔ مناقب خوارزمی، ص ۹۴: خوارزمی (متوفی ۹۹۳ھ)

۳۔ مسند احمد، ج ۴، ص ۲۸۱: احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

۴۔ فصول المہمۃ، ص ۲۴: شیخ حر عاملیؒ

۵۔ الحاوی الفتاوی، ج ۱، ص ۱۲۲: سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ)

۶۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۶۷: طبری (متوفی ۶۹۴ھ)

۷۔ فضائل الخمسہ، ج ۱، ص ۳۵۰: فیروز آبادی

۸۔ فضائل الصحابہ (مخطوط): نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)

۹۔ تاریخ اسلام، ج ۲، ص ۱۹۷: ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)

۱۰۔ علم الکتاب، ص ۱۶۱: خواجہ حنفی

۱۱۔ درر السمطین، ص ۱۰۹: زرندی

۱۲۔ ینابیع المودۃ، ص ۳۰/۳۱/۲۴۹: قندوزی حنفی (متوفی ۱۲۷ھ)

۱۳۔ تفسیر فخر رازی، ج ۳، ص ۶۳/ ج ۱۲، ص ۵۰: فخر رازی (متوفی ۳۱۹ھ)

۱۴۔ تذکرۃ الخواص، ص ۲۹: ابن جوزی (متوفی ۶۵۴ھ)

۱۵۔ مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۴۶ ☜

....

۱۶۔ عبقات الانوار ، ج ۱، ص ۲۸۵ : سید جزائری"

۱۷۔ فرائد السمطین ، ج ۱ ،ص ۷۷ باب ۱۳ : حموینی (متوفی ۷۲۳ ھ)

۱۸۔ الغدیر ، ج ۱، ص ۲۷۲ : علامہ امینی"

۱۹۔ ریاض النضرۃ ، ج ۲،ص ۱۶۹ : طبری (متوفی ۶۹۴ ھ)

۲۰۔ کفایۃ المطالب ، ص ۲۸

۲۱۔ مناقب ابن جوزی : ابن جوزی (متوفی ۵۱۷ ھ)

۲۲۔ البدایۃ والنہایۃ ، ج ۵، ص ۲۱۲ : ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ ھ)

۲۳۔ کتاب الخطط ، ص ۲۲۳ : مقریزی

۲۴۔ بدیع المعانی ، ص ۷۵

۲۵۔ کنز العمال ، ج ۶ ،ص ۳۹۷ : متقی ہندی

۲۶۔ وفاء الوفاء ، ج ۲ ،ص ۱۷۳ : سمہودی (متوفی ۹۱۱ ھ)E

۲۷۔ مناقب ابن مغازلی ، ص ۱۸/۲۴ : مغازلی شافعی (متوفی ۴۸۳ ھ)

۲۸۔ تاریخ بغداد ، ج ۸ ،ص ۲۹۰ : خطیب بغدادی (متوفی ۴۸۳ ھ

۲۹۔ شواہد التنزیل ، ج ۱ ،ص ۱۵۸ : حسکانی حنفی (متوفی ۵۱۴ ھ)

۳۰۔ سر العالمین ، ص ۲۱ : غزالی (متوفی ۵۰۵ ھ)

۳۱۔ احقاق الحق ، ج ۶ ،ص ۲۵۶ : قاضی نوراللہ شوشتری

۳۲۔ الصواعق المحرقۃ ، ص ۲۶ : ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ ھ)

۳۳۔ فیض الغدیر ، ج ۶، ص ۲۱۸ : حاج شیخ عباس قمی

۳۴۔ شرح المواہب ، ج ۷، ص ۱۳ : زرقانی مالکی

۳۵۔ الفتوحات الاسلامیہ ، ج ۲، ص ۳۱۸

پس غدیر کے دن صرف ولایت و امامت کا اعلان نہیں ہوا بلکہ حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے فرزندوں میں سے گیارہ دیگر ائمہ علیہم السلام کی امامت اور رہبری کے لئے مسلمانوں کی ''عمومی بیعت نے ایک تاریخی حقیقت کا روپ اختیار کیا، یہ عمومی بیعت ولایت کے اعلان کے لئے اور ولایت کو مستحکم کرنے کے لیے مدد و معاون، اور پشت پناہ بنی، اب اسکے بعد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام خدا کی طرف سے بھی منصب امامت پر فائز ہو گئے تھے۔

اور لوگوں کی حمایت بھی حاصل ہو گئی تھی، خدا نے بھی انکو چن لیا تھا اور لوگوں نے بھی منتخب کر لیا تھا، فرصت طلب منافقوں اور چالبازوں کے لئے کسی عذر اور بہانے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ جنگی ہتکنڈوں اور مسلحانہ کاروائیوں کے ذریعے اپنے ناپاک اہداف تک پہنچنے کی کوششیں شروع کی اور آخر کار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فوجی بغاوت کے ذریعے اپنے ناپاک اہداف تک پہنچ گئے، اگر غدیر کا دن صرف ولایت کے اعلان کے لئے تھا تو پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کیوں کی؟ اور فرمایا:

﴿أَنَا آخِذٌ بِيَدِهِ وَمُصْعِدُهُ إِلَيَّ وَشَائِلٌ بِعَضُدِهِ وَرَافِعُهُ بِيَدِي وَ مُعَلِّمُكُم أَنْ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ، وَهُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ أَخِي وَ وَصِيِّيْ وَ مُوَالَاتُهُ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْزَلَهَا عَلَيَّ﴾

اس وقت جسکا ہاتھ پکڑ کر بلند کر رہا ہوں (حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا) اور تم لوگوں کو آگاہ کر رہا ہوں، حق یہ ہے کہ جس جس کا میں مولیٰ اور سرپرست ہوں اس کا یہ علی علیہ السلام بھی مولیٰ اور سرپرست ہیں اور وہ علی علیہ السلام جو ابو طالبؑ کا بیٹا میرا بھائی اور جانشین ہے، اور جسکی سرپرستی کے اعلان کے لئے خداوند عالم کی طرف سے مجھ پر حکم نازل ہوا ہے، پھر سب مسلمانوں کو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کا حکم دیا جسکا سلسلہ اسکے دوسرے دن تک جاری رہا اگر ہدف فقط ولایت کا اعلان تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی تا قیامت جاری رہنے والی امامت کا تذکرہ کیوں کیا؟ اور حضرت علی علیہ السلام انکی اولاد اور حضرت مہدی علیہ السلام کی بیعت کا حکم کیوں صادر فرمایا:؟!

فَاُمِرْتُ اَنْ اٰخُذَ الْبَيْعَةَ مِنْكُمْ وَ الصَّفْقَةَ لَكُمْ بِقَبُوْلِ مَاجِئْتُ بِهِ عَنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِيْ "عَلِيٍّ" اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْاَوْصِيَاءِ مِنْ بَعْدِهِ الَّذِيْنَ هُمْ مِنِّيْ وَ مِنْهُ اِمَامَةً؛ فِيْهِمِ الْمَهْدِيُّ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَى اللهَ الَّذِيْ يُقَدِّرُ وَ يَقْضِيْ﴾

پس خداوند بزرگ و برتر کی طرف سے مجھے حکم ملا کہ علی امیر المومنین علیہ السلام کے لئے تم لوگوں سے بیعت لوں اور انکے بعد آنے والے اماموں کے لئے بھی بیعت کرالوں وہ ائمہ جو سارے مجھ سے اور علی علیہ السلام سے ہیں اور انھیں میں قائم مہدی علیہ السلام بھی ہیں جو تا روز قیامت حق سے قضاوت کریں گے۔)

تیسری فصل

آیا غدیر کا ہدف امام کا تعین تھا ؟

غدیر کے مختلف پہلوؤں پر لوگوں کی جانب سے تنگ نظری

پہلی بحث: پہلے سے تعیین شدہ امامت

دوسری بحث: لوگ اور انتخاب

تیسری بحث: تحقق امامت کے مراحل

واقعۂ غدیر کے مقاصد کے اذہان سے پوشیدہ رہنے کی ایک اور افسوسناک وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے قصیدوں یا تقاریر میں یہ کہتے ہیں کہ روز غدیر اسلامی امت کے لئے امامت کی تعیین کا دن ہے، روز غدیر "حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام" کی ولایت کا دن ہے۔

یہ تنگ نظری اور محدود فکر اس قدر مکرر بیان ہوئیں کہ بہت سے لوگ غدیر جیسے عظیم واقعہ کے دیگر نکات کی طرف توجہ دینے سے قاصر رہے۔

کوته نظر ببین که سخن مختصر گرفت:

غدیر کے مختلف پہلوؤں پر لوگوں کی جانب سے تنگ نظری :

افسوس کہ آج بھی اگر مشاہدہ کیا جائے تو جب بھی روز غدیر کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہمارے لوگ اس دن کو صرف 'امام علی علیہ السلام کی ولایت' کی نسبت سے یاد کرتے ہیں اور غدیر کے دیگر اہم اور تاریخ ساز پہلوؤں سے غافل نظر آتے ہیں۔

غدیر کے اصلی اہداف، نہ ہونے کے برابر تصانیف اور کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں اور جس

طرح غدیر کے وسیع اور با مقصد جہتوں کو منابر کے ذریعے اور نماز جمعہ کے خطبوں میں بیان کیا جانا چاہیے بیان نہیں کیے جاتے، مجلسوں اور اخباروں میں بھی صرف ''ولایت امام علیہ السلام کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ روز غدیر لوگوں کے درمیان فقط ولایت علی علیہ السلام کے ساتھ خاص ہو کر رہ گیا ہے۔

ا۔ پہلے سے تعیین شدہ امامت:

شیعہ نظریہ، یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور انکے گیارہ بیٹوں کی امامت غدیر سے پہلے ہی معیّن ہو چکی تھی اس دن کہ جب موجودات اور ہماری اس کائنات کی خلقت کی کوئی خبر نہ تھی اس دن کہ جب ابھی تک پیغمبران الٰہی کی ارواح بھی خلق نہ ہوئی تھیں۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پنجتن آلِ عباء علیہم السلام کی ارواح خلق ہو چکی تھیں، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے وجود کے انوار اس وقت خلق کیے جا چکے تھے کہ جب بھی آدمؑ خلق نہ ہوئے تھے۔

سارے پیغمبران خدا اپنے خدائی انقلاب کی ابتدا میں پنجتن آلِ عباء علیہم السلام کے اسمائے مبارک کی قسم کھاتے تھے، اور سخت مشکلات کے وقت خداوند عالم کو محمّد، علی فاطمہ، حسن اور حسین صلوٰۃُ اللہِ علیہِم اَجمعین کے ناموں کا واسطہ قسم دیتے اور انکی برکت سے توبہ کرتے اور خداوند منّان کی بارگاہ میں عفو اور بخشش طلب کرتے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے ان اسمائے مبارک کو جب عرش معلّیٰ پر دیکھا؛ انکی نورانیت کیوجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور خداوند عالم سے ان ناموں کے ذریعے بات کی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے انھیں مبارک اسماء کو اپنی کشتی کے تختے پر لکھا اور جب شدید اور سخت طوفان میں گھر گئے تو ان ہی ناموں کا واسطہ دے کر خداوند عالم سے مدد طلب کی، تمام پیغمبران خدا جانتے تھے کہ ایک پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئیں گے اور انکے اس راستے کو کمال کے درجہ تک پہنچائیں گے

،اور اس بات سے بھی واقف تھے کہ آپ ﷺ کے بعد آنے والے امام کون ہونگے اور دین و بشریت کو کمال تک پہنچانے میں اُن ائمہ کو کن کن ناگوار حوادث کا سامنا کرنا پڑے گا۔

انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی مظلومیت پر گریہ وزاری کی اور امام حُسین علیہ السلام کی کربلا کو یاد کر کے اشک بہائے ،ان کے نام اور پیش آنے والے حوادث کو اپنی امتوں کے لئے بیان کیے؛ اسی لئے جب یہودی عالم نے امام حُسین علیہ السلام کو گہوارہ میں دیکھا تو اس کو وہ تمام نشانیاں یاد آ گئیں جو ذکر کی گئیں تھیں؛ وہ اسلام لے آیا اور امام حُسین علیہ السلام کے بوسے لینے لگا۔

تو معلوم ہوا کہ روز غدیر صرف ''تعیین امامت'' کا دن نہیں تھا؛ بلکہ آغاز بعثت میں ہی پیغمبر گرامی ﷺ نے امام کو معیّن کر دیا تھا، جس وقت عالم شیر خواری میں حضرت علی علیہ السلام کو پیغمبر ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں دیا گیا تو حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر گرامی ﷺ پر درود وسلام بھیجا اور قرآن مجید کی کچھ آیات کی تلاوت فرمائی جب کہ بظاہر ابھی قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔

آپ ﷺ نے جب بھی اور جہاں بھی ضرورت محسوس کی بارہ ائمہ علیہم السلام کے اسمائے مبارک ایک ایک کر کے بیان فرمائے ،اور اپنے بعد آنے والے امام علیہ السلام کو مختلف شکلوں اور عبارتوں کے ذریعے بیان فرمایا، ائمہ علیہم السلام کے ادوار میں رونما ہونے والی سیاسی تبدیلیوں کو آشکار کیا ؛مدینہ کے منبر سے بار بار ائمہ علیہم السلام کے اسماء مبارک انکی تعداد، حالات زندگی ،انکے زمانے کے ظالم حکمرانوں اور انکے نابکار قاتلوں کا تعارف کروایا۔

حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے زمانۂ غیبت کے بارے میں بار بار بات کی اور غیبت کے دوران انکی راہنمائی کے بارے میں سننے والوں کے اعتراضات کے جواب دئے: حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ساری دنیا پر حکومت کے بارے میں اتنا بیان کیا کہ اُموی و عبّاسی دور میں بعض لوگوں نے اس خیال سے کہ وہ اُمّت کے مہدی ہو سکتے ہیں قیام کیا تا کہ جو لوگ

حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انتظار میں ہیں اُن کو آسانی سے گمراہ کیا جاسکے۔ لہٰذا امامت کا عہدہ خداوند عالم کی جانب سے مقرر کردہ ہے جو ہمیشہ سے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کرتا رہا ہے اور تا قیام قیامت انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کرتا رہے گا، اگر انسان کی ہدایت ضروری ہے تو امام کا وجود بھی ضروری ہے؛ اور صرف خداوند عالم کی پاک اور بابرکت ذات ہی پیغمبروں اور ائمہ علیہم السلام کا تعین اور انتخاب کرسکتی ہے۔ ﴿اللہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾

خداوند عالم سب سے زیادہ آگاہ ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے) کیونکہ ایک انسان کے لئے دوسرے انسان کی شناخت مشکل ہے اور وہ ایک دوسرے کے باطن سے آگاہی حاصل نہیں کرسکتے، لہٰذا اسی دلیل کے تحت کہ جس کے تحت خدا کے پیغمبروں کا انتخاب اور چناؤ خدا کی طرف سے ہوتا ہے ائمہ معصومین علیہم السلام کا تعین اور انتخاب بھی خداوند عالم کی جانب سے ہے اور فرشتۂ وحی کے توسط سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابلاغ حکم ہوا۔

واقعیت یہ ہے کہ اس حقیقت (تعیین امامت) کا غدیر کے دن سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ آغاز بعثت ہی میں اس کو ذکر کیا جاچکا تھا، ہجرت کے دوران اور مختلف جنگوں کے درمیان رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت کا تعین اور تعارف کروادیا تھا جب حضرت زہرا علیہا سلام کے یہاں امام حسین علیہ السلام کی ولادت کا وقت نزدیک آیا تو جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زہرا علیہا سلام کو خبر دی کہ تمہارے یہاں بیٹے کی ولادت ہوگی اور اسکا نام حُسین علیہ السلام ہوگا جس کا ذکر گذشتہ آسمانی کتابوں میں آچکا ہے جناب زہرا علیہا سلام کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوے اور جب آپ ؐ نے امام حُسین علیہ السلام کی کربلا میں شہادت کی خبر دی تو جناب زہرا علیہا سلام نے فرمایا:

"یا اَبَتاهُ مَنْ یَقْتُلُ وَلَدِیْ وَ قُرَّةَ عَیْنِیْ وَثَمَرَةَ فُؤَادِیْ ؟ قالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! شَرُّ اُمَّةٍ مِنْ اُمَّتِیْ . قالَتْ ! یا اَبَتاهُ اِقْرَأْ جِبْرَئِیْلَ عَنِّیَ السَّلامَ وَقُلْ لَهُ فِی اَیِّ مَوْضِعٍ یُقْتَلُ ؟ (۱)

قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ مَوْضِعٍ یُقَالُ لَهٗ کَرْبَلَا!! ﴾

اے باباجان! میری آنکھوں کے قرار اور دل کے ثمر بیٹے کو کون قتل کریگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے سب سے زیادہ بدترین اور بڑے لوگ، دوبارہ پوچھا؛ اے باباجان: جبرئیل کو میرا سلام کہیے اور پوچھیے کہ میرے بیٹے حسین علیہ السلام کو کس جگہ شہید کیا جائے گا؟ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سرزمین پر جس کو کربلا کہا جاتا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زہرا علیہا سلام نے فرمایا:

"یا أَبَةَ سَلَّمْتُ وَ رَضِیْتُ وَ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ"[۱] ے باباجان: میں خواستہ خدا پر تسلیم اور راضی ہوں اور خداوند عالم کی ذات پر توکل کرتی ہوں (۲) جب جناب زہرا علیہا السلام کے یہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہونے والی تھی خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کو اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ: (حضرت جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہارا بیٹا کربلا میں شہید کر دیا جائے گا۔)

جناب فاطمہ علیہا سلام نے انتہائی غم واندوہ کے عالم میں ارشاد فرمایا:

﴿ لَیْسَ لِیْ فِیْهِ حَاجَةٌ یَا أَبَةَ ﴾ اے باباجان! مجھے ایسے بیٹے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (میری بیٹی تمہارا یہ بیٹا حسین علیہ السلام ہے اور نو معصوم امام اسکے وجود سے پیدا ہونگے جو دین خدا کی بقا کا سبب ہونگے۔)

---

(۱)۔ جعفر بن محمد القراری معنعنا عن ابی عبداللہ علیہ السلام

(۲)۔ (الف) تظلم الزہراء علیہا سلام، ص ۹۵

(ب) بحار الانوار، ج ۴۴ ص ۲۶۴: علامہ مجلسی" (متوفی ۱۱۱۰ھ)

(ج) تفسیر فرات الکوفی، ص ۵۵: فرات الکوفی (متوفی ۳۰۰ھ)

جناب زہرا علیہا سلام نے فرمایا: "یَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ رَضِیْتُ عَنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ" (اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں خداوند بزرگ و برتر سے راضی ہوں)(۱) اس قسم کے اظہارات بہت سطحی فکر اور کوتاہ نظری ہیں کہ یہ کہا جائے:

غدیر خم کے دن لوگوں کی امامت مشخص ہوئی، غدیر کا دن امامت کے تعین کا دن ہے۔ غدیر کا دن ولایت کے تعین کا دن ہے، کیونکہ امامت، رسالت ہی کی طرح الٰہی اصولوں میں سے ایک اصل ہے جو خلقت کے آغاز میں ہی معین ہوگئی تھی اور گذشتہ پیغمبروں کی لائی ہوئی آسمانی کتابوں میں اس کو بیان کر دیا گیا تھا، اور بعثت سے غدیر تک سینکڑوں بار بے شمار احادیث و روایات میں پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہان والوں کی رہنمائی کرتے ہوئے امامت کا تعارف کروا دیا تھا۔

۲۔ لوگ اور انتخاب:

یہ درست ہے کہ شیعوں کے امام خداوند عالم کی طرف سے پہلے سے ہی منتخب ہو گئے تھے اور بعثت کے بعد سے ہر اہم مقام اور موقع پر خود رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی انکا تعارف ہو چکا تھا لیکن ابھی بھی یہ کام مکمل نہیں ہوا کہیں لوگ خود امام کا انتخاب نہ کرلیں، اور اپنی کج فکری اور گمراہی کے سبب ائمہ معصومین علیہم السّلام کی امامت کو قبول نہ کریں نیز اسلام کی اصلی ثقافت اور امامت کے درمیان فاصلہ ڈال دیں اور حضرت علی علیہ السلام اور باقی اماموں کی بیعت نہ کریں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

(۱)۔(الف) بحار الانوار، ج ۲۵ ص ۴۴/۲۲۱/۳۳۳ اور ج ۲۳ ص ۲۷۲ اور ج ۳۶ ص ۱۵۸: علامہ مجلسیؒ

(ب) علل الشرایع، ص ۷۹: شیخ صدوقؒ (متوفّی ۳۸۱ ھ)

(ج) کمال الدین، ج ۲ ص ۸۷: شیخ صدوقؒ (متوفّی ۳۸۱ ھ)

(د) تفسیر البرہان، ج ۴ ص ۱۷۳: علامہ بحرانی اصفہانی (متوفّی ۱۱۰۷ ھ)

بتایا ہوا راستہ خطرے میں پڑ جایگا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ان تمام زحمتوں اور قربانیوں کے باوجود نامکمل رہے، چنانچہ خداوند عالم نے بھی ہوشیار کرنے والے کلمات کے ساتھ فرمایا:

﴿وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَكَ﴾

اور اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو میری رسالت کا کوی کام نہیں کیا اگر لوگ امام برحق کی بیعت نہ کریں اور امام کو لوگوں کی حمایت حاصل نہ ہو تو امام سیاسی طاقت اور قدرت اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا، بعنوان امام اور حاکم دستور نہیں دے سکتا؛ امر و نہی نہیں کر سکتا حکومتی کام انجام دینے والے افراد کا تعین نہیں کر سکتا۔

یہ جو سیاسی جماعتوں کے سربراہوں، جاہ طلب منافقوں اور سقیفہ کے مکاروں نے غدیر کے دن تک سکوت اختیار کیا اور کوئی خطرناک اقدام نہیں کیا صرف اس وجہ سے تھا کہ ابھی تک امت کی رہنمائی و رہبری کا مسئلہ تحریر و تقریر تک محدود تھا، صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقاریر میں ولایت امیر المؤمنین علیہ السلام کا ذکر ہوا تھا اور وہ لوگ بھی تحمل کر رہے تھے۔

لیکن غدیر کے دن، اس عظیم اور کم نظیر اجتماع کے درمیان اور چونکا دینے والی خصوصیات کے ساتھ؛ سب نے دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف خطبہ اور بیان پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عملاً سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند کر کے خود بیعت کی اور اسکے بعد سب لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے کا دستور دیا اور آخر کار ایک زیبا اور شاندار بیعت وجود میں آئی، مخالفین اور منافقین بھی ایسے حالات اور شرائط سے دُچار ہو گئے تھے کہ اب انکے پاس سوائے بیعت کرنے کے اور کوئی چارہ باقی نہ رہ گیا تھا، یہاں انکی خواہشات کو ٹھیس پہنچی اور انہوں نے اپنی تمام سیاسی آرزوؤں اور شیطانی امیدوں پر پانی پھرتا محسوس کیا، وہ یہ بات صاف طور پر محسوس کر رہے تھے کہ اب انکے لیے اور حکومت کے پیاسے سیاستدانوں کی لئے کوئی مقام نہیں ہے اور یہ کہہ رہے تھے کہ!

علی علیہ السلام خدا کی طرف سے بھی معین ہوئے ہیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انکی بیعت کی ہے اور سارے مسلمانوں نے بھی انکی بیعت کی ہے، عقلی اور عقیدتی حمایت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی سیاسی حمایت بھی ہے، اور پھر فرشتۂ وحی نے بھی انہی کو معین کیا ہے اور اس طرح حضرت علی علیہ السلام کے لیے عمومی بیعت نے حقیقت کا روپ بھی دھارا ہے۔ لہٰذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیاسی طاقت اور حکومت حاصل کرنے کے تمام راستے اور طریقے بند ہیں، اب اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیا جائے اور (سازشی اور قابل نفرین) تحریر لکھی جائے، اسکے علاوہ کوئی چارہ باقی نہیں رہ گیا کہ ایک فوجی بغاوت کی جائے اور مخالفوں کا قتل عام کیا جائے، اگر غدیر کے دن عمومی بیعت نہ ہوئی ہوتی تو منافق اور سیاسی جماعتوں کے سربراہ اتنے غضب ناک نہ ہوتے اور رسول خداؐ کے مسلحانہ قتل کا منصوبہ نہ بناتے، لہٰذا غدیر کا دن صرف تعیین امامت کا دن نہیں تھا بلکہ: روز غدیر ''امام اور عترت کی ولایت' کے تحقق کا دن تھا، غدیر کا دن مسلمانوں کی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اور دوسرے ائمہ کے ساتھ تا قیامت عمومی بیعت کا دن تھا۔

غدیر کا دن وہ دن ہے! جس دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی رہبری اور امامت کا مسئلہ روشن ہوا؛ خاندان علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے گیارہ ائمہ کی تا قیامت جاری رہنے والی امامت کا اعلان ہوا اور اس سلسلے میں عمومی بیعت لی گئی، ولایت کے غاصبوں پر لعنت ملامت ہوئی اور امامت و رہبری کے تعین اور مسلمانوں کی قیامت تک کے لئے بیعت عام نے راہ رسالت کو دوام بخشا۔

۳۔ تحقق امامت کے مراحل:

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں چونکہ خداوند عالم نے امام کو چنا اور معین فرمایا تھا اور رسول اسلامؐ نے بھی اس امر کی تبلیغ کر دی تھی تو بس یہ کافی ہے، ائمہ معصومین علیہم السلام (حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام

سے لے کر حضرت مہدی عجل فرجہ الشریف تک) انسانوں کے امام، رہبر اور پیشوا خدا کی طرف سے منصوب کیے گئے ہیں۔ اُمت مسلمہ کے حقیقی اور واقعی رہبر تو ائمہ ہیں؛ چاہے لوگ انکو منتخب کریں یا نہ کریں، چاہے ظاہری امامت کے حامل ہوں یا نہ ہوں سیاسی قدرت کو اسلامی معاشرے میں اسلامی آئین وقوانین کا اجرا کریں یا نہ کریں یہ نظریہ اور طرز تفکر "شخصی اعتقاد" کے لحاظ سے تو صحیح ہے حضرت علی علیہ السلام اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام جہان کی خلقت کے شروع ہونے سے بھی پہلے منتخب ہو چکے تھے اور انکے بابرکت اور نورانی اسماء دیگر آسمانی کتابوں بھی ذکر کیے گئے ہیں چاہے لوگ ان بزرگوں اور رہبران حق کو پہچانے یا نہ پہچانے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جب حضرت علی علیہ السلام کو غربت وفقر کی ہی زندگی گزارنی ہے اور سیاسی طاقت اپنے ہاتھ میں نہیں لینی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ لوگ انکو پہچانے یا نہ اور ان کے مقام ومنزلت سے واقف ہوں یا نہ؟ کیونکہ امام علی علیہ السلام کو خداوند عالم نے منتخب کیا ہے اور وہ تمام لیاقتیں اور اوصاف جو ایک امام برحق میں ہونا ضروری ہیں ان سب کے حامل ہیں، اس بات پر یقین اور اعتقاد بھی محکم ترین عقائد میں سے ایک ہے، لیکن اس عقیدے کا اجتماعی فائدہ کیا ہے؟ مقام اجراء میں اس کی کیا حیثیت ہے؟

اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے ایک ماہر طبیب اور قابل ولائق ڈاکٹر ایک شہر میں گوشہ نشینی اختیار کرلے اور غریبانہ، تنہا اور گمنام زندگی گزارے جبکہ مختلف امراض میں مبتلا ہزاروں مریض اس طبیب کے علاج ودرمان سے محروم رہیں معالجے کے لئے اس کا انتخاب نہ کریں، اس کے پاس نہ جائیں اور اس کے علم ودانش سے استفادہ نہ کریں۔

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ امام اسلامی حکومت کی سیاست میں عمل دخل رکھتا ہو سیاسی قدرت اس کے ہاتھ میں ہو اور احکام دین کا اجرا ہو، اجتماعی عدالت کا تحقق اور اس میں توسیع ہو، وہ کون ہے جسے احکام الٰہی کی تفسیر کرنی چاہیے،

وہ کون ہے جسے اسلامی اقتدار کو اسلامی معاشرے پر حاکم بنانا چاہیے،

وہ کون ہے جسے حدود الٰہی کا پاس رکھتے ہوئے اسلامی معاشرے پر قانون لاگو کرنا چاہیے وہ کون ہے جو قصاص کرے، شرعی حد جاری کرے، وجوہات شرعی کی جمع آوری کرے اور صلح و جنگ میں رہنمائی کرے، خدا اور اسکے فرشتے تو مسلمانوں کی سیاسی اور اجرائی قدرت کو عملاً اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے، لہذا خدا کے منتخب بندوں کو ہونا چاہیے جو معاشرے میں یہ سارے امور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیں لیکن کون اور کیسے؟۔

یہیں پر لوگوں کا انتخاب اپنا کردار ادا کرتا ہے لوگوں کا قبول کرنا امام کی سیاسی اور اجرائی قدرت کیے لئے موثر ہوتا ہے لھذا اس بنا پر امامت کا تحقق پانا چند مراحل میں بہت اہم اور ضروری ہے جیسے۔

اوّل۔ انتخاب الٰہی:

کیونکہ لوگ انسان شناس نہیں ہیں اور دوسروں کے باطنی رموز و اسرار سے واقفیت نہیں رکھتے، لہذا امام برحق کا انتخاب خداوند عالم کو کرنا چاہیے جو کہ خالق انسان بھی ہے اور اسکی باطنی کیفیت سے بھی آگاہ ہے۔﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ﴾

(خداوند عالم بہتر جانتا ہے کہ رسالت و امامت کو کس خاندان میں قرار دے، خداوند عالم نے ہی تمام قوموں کے لئے پیغمبروں اور اماموں کا انتخاب کیا ہے اور انکا تعارف کرایا ہے۔

دوّم۔ پیغمبران خدا کا اعلان :

خداوند عالم کے انتخاب کر لینے کے بعد آسمانی رہنماؤں اور ائمہ معصومین علیہم السّلام کا تعارف خدا کے پیغمبروں کے توسّط سے ہونا چاہیے، انکی اخلاقی خصوصیات کا ذکر ہونا چاہیے، انکی

اجرائی اور سربراہی طاقت کو لوگوں کے درمیان بیان ہونا چاہیے، تاکہ یہ برگزیدہ ہستیاں پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے تا قیام قیامت امت کی رہنمائی کر سکیں اور احکام خداوند عالم کو معاشرے میں عام کر سکیں۔

چنانچہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" وَخَلَّفَ فِيكُمْ مَاخَلَّفَتِ الْأَنْبِيَاءُ فِيْ أُمَمِهَا، إِذْلَمْ يَتْرُكُوْهُم هَمَلاً، بِغَيْرِ طَرِيْقٍ وَاضِحٍ وَلاَ عَلَمٍ قَائِمٍ. " رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے درمیان ایسے ہی جانشین مقرر کئے جیسے کے گذشتہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امت کے لئے مقرر کئے کیونکہ وہ اپنی امت کو سرگردان اور لاوارث چھوڑ کر نہیں گئے، واضح و روشن راستہ نیز محکم نشانیاں بتائے بغیر لوگوں کے درمیان سے نہیں گئے۔(۱)

---

(۱)۔ خطبہ ۱/۴۴: نہج البلاغہ معجم المفہرس مؤلف۔ اسنادومدارک

۱۔ عیون المواعظ والحکم: واسطی (۴۵۷ھ میں لکھی گئی)

۲۔ بحارالانوار، ج ۷۷، ص ۳۰۰/۴۲۳: مرحوم علامہ مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۳۔ ربیع الابرار (باب السماء والکواکب): زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ)

۴۔ شرح نہج البلاغہ، ج ۱ ص ۲۲: قطب راوندی (متوفی ۵۷۳ھ)

۵۔ تحف العقول: ابن شعبہ حرانی (متوفی ۳۸۰ھ)

۶۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۱۴۰/۱۳۸: مرحوم کلینیؒ (متوفی ۳۲۸ھ)

۷۔ الاحتجاج، ج ۱ ص ۱۵۰/۱۹۸/۲۰۹: مرحوم طبرسیؒ (متوفی ۵۸۸ھ)

۸۔ مطالب السؤول: محمد بن طلحہ شافعی (متوفی ۶۵۲ھ)

۹۔ دستور معالم الحکم، ص ۱۵۳: قاضی قضاعی (متوفی ۴۵۴ھ)

۱۰۔ تفسیر فخر رازی، ج ۲، ص ۱۶۴: فخر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)

....

۱۱۔ الحکمۃ والمواعظ : ابن شاکر واسطی (۳۵۲ھ میں تدوین ہوئی)

۱۲۔ ارشاد ، ج ۱، ص ۱۰۵/۲۱۶/۲۱۷ : شیخ مفیدؒ (متوفی ۴۱۳ھ)

۱۳۔ توحید ، ص ۲۴ : شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۰ھ)

۱۴۔ عیون الاخبار : شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۰ھ)

۱۵۔ امالی ، ج ۱ ،ص ۲۲ : شیخ طوسیؒ (متوفی ۴۶۰ھ)

۱۶۔ کتاب امالی ، ص ۲۰۵ : شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۰ھ)

۱۷۔ اختصاص ، ص ۲۳۶ : شیخ مفیدؒ (متوفی ۴۱۳ھ)

۱۹۔ تذکرۃ الخواص ، ص ۱۵۷ : ابن جوزی (متوفی ۶۵۴ھ)

۲۰۔ کتاب البدء والتاریخ ، ج ۱، ص ۷۴ : مقدسی (متوفی ۳۵۵ھ)

۲۱۔ بحارالانوار ، ج ۴، ص ۳۲/۴۴/۵۳/۵۴ : علامہ مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۲۲۔ کتاب محاسن : علامہ برقی (متوفی ۲۷۴ھ)

۲۳۔ بحارالانوار ،ج ۴،ص ۲۲۷/۲۸۵/۳۰۴/۳۲/۴۴/۵۲/۵۳/۵۴:علامہ مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۲۴۔ بحارالانوار ، ج ۱۰ ،ص ۱۱۸/ ج ۱۱ ،ص ۶۰/۱۲۲ : علامہ مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۲۵۔ بحارالانوار ، ج ۱۶، ص ۲۸۴/ ج ۵۴،ص ۱۷۶ : علامہ مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۲۶۔ بحارالانوار ، ج ۶۰ ،ص ۳۱۲ : علامہ مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۲۷۔ غررالحکم ، ج ۳، ص ۳۰۱/ ج ۴ ،ص ۳۸۹ : مرحوم آمدیؒ (متوفی ۵۸۸ھ)

۲۸۔ غررالحکم ، ج ۵ ،ص ۹۹/۱۰۲/ ج ۶ ،ص ۴۲۱ : مرحوم آمدیؒ (متوفی ۵۸۸ھ)

۲۹۔ بحارالانوار،ج ۴،ص ۲۴۸/ج ۵۷،ص ۱۷۸ : علامہ مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۳۰۔ بحارالانوار ، ج ۱۸،ص ۲۱۷/ ج ۱۱،ص ۱۲۳/۶۱ طبع جدید : علامہ مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۳۱۔ اصول کافی ، ج ۱، ص ۱۳۵/۱۳۹/۱۴۱ : مرحوم کلینیؒ (متوفی ۳۲۸ھ)

۳۲۔ روضہ کافی ، ج ۸، ص ۳۱ : مرحوم کلینیؒ (متوفی ۳۲۸ھ)

لیکن اب بھی منتخب ائمہ کی ولایت عمل واجرا کے لحاظ سے نامکمل ہے کیونکہ اگر خداوند عالم معصوم رہنماؤں کا انتخاب بھی کرلے اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکا ابلاغ بھی کردے لیکن مقام عمل اور میدان زندگی میں لوگ انکو قبول نہ کرتے ہوں تو ولایت کا وقوع معاشرے میں ناتمام ونامکمل ہے۔ اس لئے ایک تیسرے عامل (لوگوں کا انتخاب) کا وجود لازمی وضروری ہے۔

سوم۔لوگوں کی بیعت عام:

اگر لوگ انتخاب الٰہی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابلاغ کے بعد راستے کو پہچان لیں، اپنے امام برحق کو چن لیں، کارہائے امامت میں مدد ومعاون ہوں، اپنے امام کا دل وجان سے انتخاب کریں، اسلامی اقدار کے تحقق کے لئے سردھڑ کی بازی لگادیں اور شہادت کی آرزو کے ساتھ امام کے حکم جہاد کو بجالانے میں دریغ نہ کریں، عقیدے ویقین میں بھی اور زندگی کے میدان عمل میں بھی امام پر ایمان رکھتے ہوں تب ہی امامت کا تحقق اور ایک واقعی وجود قائم ہوتا ہے، امام کو احکام الٰہی کے اجراء کی قدرت وطاقت ملتی ہے اور انسانوں کی میدان زندگی میں دین خدا کو وجود ملتا ہے۔

جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا!

" أمَا وَالَّذِی فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، لَوْلَا حُضُوْرُ الحاضِرِ وَقِيامُ الْحُجَّةِ بِوُجُوْدِ النَّاصِرِ، وَمَا أَخَذَاللهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ ألاّ يُقَارُّوا عَلىٰ كِظَّةِ ظَالِمٍ، وَلاَ سَغَبِ مَظْلُوْمٍ، لَأَلْقَيْتُ حَبْلَهَا عَلىٰ غَارِبِهَا، وَلَسَقَيْتُ آخِرَهَا بِكَأْسِ أَوَّلِهَا، وَلَأَلْفَيْتُمْ دُنْيَاكُمْ هٰذِهِ أَزْهَدَعِنْدِیْ مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ!. "(۱)

اس خدا کی قسم! کہ جس نے دانے میں شگاف ڈالا اور جان کو خلق کیا، اگر بیعت کرنے

(۱) نہج البلاغہ خطبہ ۳/ ۱۶

والوں کی بڑی تعداد حاضر نہ ہوتی اور چاہنے والے مجھ پر حجت تمام نہ کرتے اور خداوند عالم نے علماء سے عہد و پیمان نہ لیا ہوتا کہ وہ ظالموں کی ہوس اور شکم پری، اور مظلوموں کی گرسنگی پر خاموشی اختیار نہ کریں تو میں آج بھی خلافت کی رسّی انکے گلے میں ڈال کر ہانک دیتا اور خلافت کے آخر کو اول ہی کے کاسہ سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری دنیا میری نظر میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے۔(۱)

---

(۱)۔ اسناد و مدارک خطبہ ۳/

۱۔ کتاب الجمل ، ص ۶۲/۹۲ : شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ھ)

۲۔ الفہرست ، ص ۹۲ : نجاشی (متوفی ۴۵۰ھ)

۳۔ الفہرست ، ص ۲۲۴ : ابن ندیم (متوفی ۴۳۸ھ)

۴۔ الانصاف فی الامامۃ : ابی جعفر ابن قبہ رازی (متوفی ۳۱۹ھ)

۵۔ معانی الاخبار ، ص ۳۴۳ : شیخ صدوق (متوفی ۳۸۰ھ)

۶۔ علل الشرایع ، ص ۱۴۴ : شیخ صدوق (متوفی ۳۸۰ھ)

۷۔ العقد الفرید ، ج ۴ : ابن عبدربہ (متوفی ۳۲۸ھ)

۸۔ بحار الانوار ، ج ۸ ص ۱۲۰ (کمپانی؛ متوفی ۱۰۳۷ھ) : مرحوم مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ)

۹ شرح نہج البلاغہ : قطب راوندی (متوفی ۵۷۳ھ)

۱۰۔ المناقب : ابن جوزی (متوفی ۶۵۴ھ)

۱۱۔ الغارات : ابن ہلال ثقفی (متوفی ۲۸۳ھ)

۱۲۔ الفرقۃ الناجیۃ : قطیفی (متوفی ۹۴۵ھ)

۱۳۔ ارشاد ، ج ۱ ص ۱۳۵/۲۸۴/۲۸۶ : شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ھ)

۱۴۔ المغنی : قاضی عبدالجبار (متوفی ۴۱۵ھ)

۱۵۔ نثر الدرر : وزیر ابوسعید آبی (متوفی ۴۲۲ھ)

....

☜ ۱۶۔ نزہۃ الادیب : وزیر ابوسعید آبادی (متوفی ۴۲۲ ھ)

۱۷۔ الشافی ، ص ۲۰۳ : سیّد مرتضیٰ (متوفی ۴۳۶ ھ)

۱۸۔ الامالی : ہلال بن محمد بن الحفار (متوفی ۴۱۷ ھ)

۱۹۔ الامالی : شیخ الطائفہ طوسیؒ (متوفی ۴۶۰ ھ)

۲۰۔ تذکرۃ الخواص ، ص ۱۳۳ : سبط ابن الجوزی (متوفی ۶۵۴ ھ)

۲۱۔ تحف العقول ، ص ۳۱۳ : ابن شعبہ حرانی (متوفی ۳۸۰ ھ)

۲۲۔ شرح الخطبۃ الشقشقیۃ : سیّد مرتضیٰ (متوفی ۴۳۶ ھ)

۲۳۔ الافصاح فی الامامۃ ، ص ۱۷ : شیخ مفیدؒ (متوفی ۴۱۳ ھ)

۲۴۔ الاحتجاج ، ج ۱، ص ۲۸۱/۱۹۱ : طبرسی (متوفی ۵۸۸ ھ)

۲۵۔ المحاسن والادب : علامہ برقی (متوفی ۲۸۰ ھ)

۲۶۔ المستقصی ، ج ۱ ص ۳۹۳ : زمخشری (متوفی ۵۳۸ ھ)

۲۷۔ مجمع الامثال ، ج ۱، ص ۱۹۷ : میدانی (متوفی ۵۱۸ ھ)

۲۸۔ المجلی ، ص ۳۹۳ : ابن ابی جمہور احسائی (متوفی ۹۰۹ ھ)

۲۹۔ المواعظ والزواجر (کتاب الغدیر، ج ۷، ص ۸۲ سے نقل) : ابن سعید عسکری (متوفی ۲۹۱ ھ)

۳۰۔ ابن خشاب کہتا ہے! خدا کی قسم میں نے اس خطبے کو ان کتابوں میں پڑھا ہے جو سیّد رضی کی پیدائش سے ۲۰۰/سال پہلے تدوین ہوئی ہیں : ماھو نہج البلاغہ ، ص ۹۸ : شہرستانی

۳۱۔ کتاب الانصاف : ابن کعبی بلخی (متوفی ۳۱۹ ھ)

۳۲۔ الاوائل : ابن ہلال عسکری (متوفی ۳۹۵ ھ)

۳۳۔ غرر الحکم ، ج ۳ ص ۴۶ : مرحوم آمدی (متوفی ۵۸۸ ھ)

۳۴۔ غرر الحکم ، ج ۶ ص ۲۵۶/۲۳۲ : مرحوم آمدی (متوفی ۵۸۸ ھ)

۳۵۔ رسائل العشر ، ص ۱۲۳ : شیخ طوسیؒ (متوفی ۴۶۰ ھ)

اگر انتخاب الٰھی وابلاغ رسالت کے بعد لوگ ائمہ معصومین کو قبول نہ کریں اور امام برحق کو تنہا چھوڑ دیں یا قتل کر دیں تو اس صورت میں امامت اور ولایت کا تحقق نہیں ہوگا اور امام سیاسی طور پر لوگوں میں حاضر نہیں ہو سکتے اور کوئی بھی ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل نہیں کرے گا اور اگر فرمان صادر فرمائیں گے تو کوئی اطاعت نہیں کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :

دَعُونِي وَالتَمِسُوا غَيرِی ،فَإِنَّا مُستَقبِلُون امراً لَهُ وُجُوهُ وَالوَانُ، لاتَقُومُ له القُلُوبُ،وَلاتَثبُتُ عَلَيهِ العُقُولُ وَإن الافَاقَ قَد اَغَامَت،وَالمحجَّة قَدتنَكَّرَت وَاعلَمُوا اَنّي اِن اَجبتُكُم رَكِبتُ بِكُم مَااَعلَمُ وَلَم اُصغِ اِلَی قَولِ القَائِل وَعَتبِ العَاتِب وَإن تَرَكتُمُونِي فَاَنَا كَاَحَدِكُم،وَلَعَلّي اَسمَعُكُم وَاَطوَعُكُم لِمَن وَلَّيتُمُوهُ اَمرَكُم،وَ اَنَا لَكُم وَزِيراً ،خَيرٌلَكُم مِنّي اَمِيراً :(۱)

جب لوگوں نے قتل عثمان کے بعد آپ کی بیعت کا ارداہ کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو جاؤ کسی اور کو تلاش کرلو(۲) ہمارے سامنے وہ معاملہ ہے جس کے بہت سے رنگ اور رخ ہیں جن کی نہ دلوں میں تاب ہے اور نہ عقلیں انہیں برداشت کر سکتی ہیں دیکھو افق کس قدر ابر آلود ہے اور راستے کس قدر انجانے ہیں، یاد رکھو اگر میں نے تمہاری بیعت کی دعوت کو قبول کر لیا تو تمہیں اپنے علم ہی کے

(۱)۔خطبہ ۹۲، نہج البلاغہ معجم المفہرس

(۲)۔اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام خداوند عالم کی طرف سے امامت پر منصوب ہوئے اور اسلامی ممالک سے آئے ہوئے ایک لاکھ بیس ہزار حاجیوں نے غدیر خم کے میدان میں خداوند عالم کے حکم سے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابلاغ کے بعد امام کے ساتھ بیعت کی، لیکن ۲۵ سال بعد، ان تینوں کی خلافت کے دور میں لوگوں کے سیاسی انحراف اور اقدار میں تغیر کے سبب اس وقت اتمام حجت کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ '' مجھے چھوڑ دو یعنی تم لوگ عدل کی حکومت کا تحمل نہیں کر سکتے۔

راستے پر چلاؤں گا اور کسی کی کوئی بات اور سرزنش نہیں سنوں گا لیکن اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو تمہارے ہی ایک فرد کی طرح زندگی گزاروں گا بلکہ شاید تم سب سے زیادہ تمہارے حاکم کے احکام کا خیال رکھوں میں تمہارے لئے وزیر کی حیثیت سے امیر کی بہ نسبت زیادہ بہتر رہوں گا (۱) ناپختہ اور سست عقائد کے مالک کوفیوں کی سرزنش کرتے ہوئے ایک تقریر میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے واضح طور پر اساسی اور بنیادی اصل کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر لوگ امام کی اطاعت نہ کریں تو امام عملاً ایک اسلامی معاشرہ میں معاشرہ ساز فعالیت نہیں انجام دے سکتا۔

---

(۱)۔ خطبہ / ۹۲ کے اسناد و مدارک :

۱۔ تاریخ طبری ، ج ۶ ص ۳۰۶ : طبری (متوفی ۳۱۰ ھ)

۲۔ النہایۃ (۳۵ ھ کے حوادث سی مربوط) : ابن اثیر (متوفی ۶۰۶ ھ)

۳۔ کتاب جمل ، ص ۴۸ : شیخ مفید" (متوفی ۴۱۳ ھ)

۴۔ تذکرۃ الخواص ، ص ۵۷ : ابن جوزی (متوفی ۵۶۷ ھ)

۵۔ شرح قطب راوندی ، ج ۱ ص ۴۱۸ : ابن راوندی (متوفی ۵۷۳ ھ)

۶۔ نسخہ خطی ۴۹۹ ھ ، ص ۷۳ : مؤلف ابن مؤدب ، پانچویں صدی کے عالم دین

۷۔ نسخہ خطی نہج البلاغہ ، ص ۷۰ : مؤلفہ ۴۲۱ ھ

۸۔ تجارب الامم ، ج ۱ ص ۵۰۸ : ابن مسکویہ (متوفی ۴۲۱ ھ)

۹۔ بحار الانوار ، ج ۳۲ ص ۳۵۔ مرحوم مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ ھ)

☆: امیر المؤمنین علیہ السلام کے اس ارشاد سے تین باتوں کی مکمل وضاحت ہوتی ہے۔ (خطبہ ۹۲ نہج البلاغہ)

۱۔ آپ علیہ السلام کو خلافت کے سلسلے میں کوئی حرص اور طمع نہیں تھی اور نہ ہی آپ علیہ السلام اس سلسلے میں کسی قسم کی تگ و دو کرنے کے قائل تھے۔ الٰہی عہدہ عہدیدار کے پاس آتا ہے عہدیدار خود اسکی تلاش میں نہیں جاتا۔

۲۔ آپ علیہ السلام کسی قیمت پر اسلام کی تباہی برداشت نہیں کر سکتے تھے آپ کی نظر میں خلافت کا لفظ اپنے اندر مشکلات اور مصائب لئے تھا اور قوم کی طرف سے بغاوت کا خطرہ نگاہ کے سامنے تھا لیکن اسکے باوجود اگر ملت کی اصلاح اور اسلام کی بقاء کا دارومدار اس خلافت کو قبول کرنے میں ہے تو آپ اس راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے آمادہ و تیار ہیں۔

۳۔ آپ علیہ السلام کی نگاہ میں امت کے لئے ایک درمیانی راستہ وہی تھا جس پر آج تک چل رہی تھی کہ اپنی مرضی سے ایک امیر چن لے اور وقتاً فوقتاً ضرورت پڑنے پر آپ علیہ السلام سے مشورہ کرتی رہے آپ علیہ السلام مشورہ دینے سے بہر حال گریز نہیں کرتے ہیں جس کا مسلسل تجربہ ہو چکا ہے، اور اس مشاورت کو آپ نے وزارت سے تعبیر کیا ہے، وزارت فقط اسلامی مفاد تک بوجھ بانٹنے کے لیے حسین ترین تعبیر ہے، ورنہ جس حکومت کی امارت قابل قبول نہیں اسکی وزارت بھی قابل قبول نہ ہوگی۔ (مترجم)

"یااَشْبَاهَ الرِّجالِ وَلاَرِجالَ اَحْلُوْمُ الْاَطْفالِ، وَعُقُوْلُ رَبّاتِ الْحِجالِ لَوَدِدْتُ اَنّیْ لَمْ اَرَکُمْ وَلَمْ اَعْرِفْکُمْ مَعْرِفَۃً وَاللهِ جَرَّتْ نَدَماً وَاَعْقَبَتْ سَدَماً قاتَلَکُمُ اللهُ! لَقَدْ مَلَأْتُمْ قَلْبِی قَیْحاً وَشَحَنْتُمْ صَدْرِی غَیْظاً وَجَرَّعْتُمُوْنِی نُغَبَ التَّهْمامِ اَنْفاساً وَاَفْسَدْتُمْ عَلَیَّ رَأْیِیْ بِالْعِصْیانِ وَالْخِذْلانِ حَتّیٰ لَقَد قالَتْ قُرَیْش اِنَّ ابْنَ اَبِیْ طالِبٍ رَجُلٌ شُجاعٌ، وَلٰکِنْ لاعِلْمَ لَہُ بِالْحَرْبِ لِلّٰہِ اَبُوْھُمْ وَھَلْ اَحَدٌ مِنْھُمْ اَشَدُّ لَھامِراساً وَاَقْدَمُ فِیْھامَقاماً مِنّیْ لَقَدْنَھَضْتُ فِیْھاوَمابَلَغْتُ الْعِشْرِیْنَ وَھااَنَذا قَدْذَرَّفْتُ عَلَی السِّتِّیْنَ وَلٰکِنْ لا رَأْیَ لِمَنْ لا یُطاعُ." (۱)

ترجمہ (اے مردوں کی شکل وصورت والو! اور واقعاً نامردو، تمہاری فکریں بچوں جیسی اور تمہاری عقلیں حجلہ نشین دلہنوں جیسی ہیں میری خواہش تھی کاش میں تمہیں نہ دیکھتا اور تم سے متعارف نہ ہوتا، جس کا نتیجہ صرف ندامت اور رنج وافسوس ہے اللہ تمہیں غارت کرے تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا، اور میرے سینہ کو رنج وغم سے چھلکا دیا ہے، تم نے ہر سانس میں ہم وغم کے گھونٹ پلائے، اور اپنی نافرمانی اور سرکشی سے میری رائے کو بھی بیکار و بے اثر بنا دیا ہے، یہاں تک کہ اب قریش والے یہ کہنے لگے ہیں کہ فرزند ابو طالب علیہ السلام بہادر تو ہیں لیکن انھیں فنون جنگ کا علم نہیں ہے،

(۱) ۔اسناد ومدارک خطبہ / ۲۷

۱۔ البیان والتبیین، ج ۱ ص ۱۷۰ : جاحظ (متوفی ۲۵۵ ھ)

۲۔ البیان والتبیین، ج ۲ ص ۶۶ : جاحظ (متوفی ۲۵۵ ھ)

۳۔ عیون الاخبار، ج ۲ ص ۲۳۶ : ابن قتیبہ (متوفی ۲۷۶ ھ)

۴۔ اخبار الطوال، ص ۲۱۱ : دینوری (متوفی ۲۹۰ ھ)

۵۔ الغارات، ج ۲ ص ۴۹۴/۳۵۲ : ابن ہلال ثقفی (متوفی ۲۸۳ ھ)

۶۔ الکامل، ج ۱ ص ۱۳ : مبرد (متوفی ۲۸۵ ھ)

اللہ ان کا بھلا کرے، کیا ان میں کوئی بھی ایسا ہے، جو مجھ سے زیادہ جنگ کا تجربہ رکھتا ہو، اور مجھ سے پہلے سے کوئی مقام رکھتا ہو، میں نے جہاد کے لئے اس وقت قیام کیا ہے جب میری عمر ۲۰ سال بھی نہیں تھی اور اب تو (۶۰) سال ہو چکی ہے لیکن کیا کیا جائے جس کی اطاعت نہیں کی جاتی اس کی رائے بھی کوئی رائے نہیں ہوتی۔

اب اس مقام پر یعنی انتخاب الٰہی اور ابلاغ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں کی عمومی بیعت اور ملت کا انتخاب احکام الٰہی کے اجرا میں اپنا اہم کردار ادا کرتا ہے اور حکومت امام کے لئے عملی راہ فراہم کرتی ہے، غدیر خم کے روز یہ تینوں مراحل بخوبی اور تمام تر زیبائیوں کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچے یہاں تک کہ حکومت کے پیاسوں کے دلوں میں دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی انہوں نے جو کچھ بھی چاہا انجام دیا، اور تاریخ میں ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو بدنام کرلیا کیونکہ:

الف: خداوند عالم کے انتخاب کا تحقق فرشتہ وحی کے توسّط سے آیات کی صورت میں ﴿**بلّغ ما اُنزِل اِلیك**﴾ اور ﴿**الیوم اکملت لکم دینکم**﴾ کے نزول کے ساتھ ہوا۔

۷۔ اغانی، ج ۱۵، ص ۴۵: ابوالفرج اصفہانی (متوفی ۳۵۶ ھ)

۸۔ مقاتل الطالبین، ص ۲۷: ابوالفرج اصفہانی (متوفی ۳۵۶ ھ)

۹۔ معانی الاخبار، ص ۳۰۹: شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۰ ھ)

۱۰۔ انساب الاشراف، ج ۲ ص ۴۴۲: بلاذری (متوفی ۲۷۹ ھ)

۱۱۔ مروج الذہب، ج ۲ ص ۴۰۳: مسعودی (متوفی ۳۴۶ ھ)

۱۲۔ عقد الفرید، ج ۲ ص ۱۶۳: ابن عبد ربہ (متوفی ۳۲۸ ھ)

۱۳۔ فروغ کافی، ج ۵ ص ۵۴/۵۳/۶/۴: مرحوم کلینیؒ (متوفی ۳۲۹ ھ)

۱۴۔ دعائم الاسلام، ج ۱ ص ۴۵۵: قاضی نعمان (متوفی ۳۶۳ ھ)

۱۵۔ احتجاج، ج ۱ ص ۱۷۴/۲۵۱: مرحوم طبرسیؒ (متوفی ۵۸۸ ھ)

۱۶۔ تہذیب، ج ۶ ص ۱۲۳: شیخ طوسیؒ (متوفی ۴۶۰ ھ)

ب: وحی الٰہی کا ابلاغ اس عظیم وکم نظیر اجتماع میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے انجام پایا:
ج: مردوں اور عورتوں پر مشتمل عمومی بیعت تا دم صبح جاری رہی اور بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی کیونکہ امامت کو اس کا صحیح وارث اور مقام مل گیا اور لوگوں کی عمومی بیعت بھی انتخاب الٰہی کے لئے حامی واقع ہوئی؛ لوگوں کا انتخاب، انتخاب الٰہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابلاغ واعلان نے ایک ساتھ مل کر امامت کو پائدار اور زندہ وجاوید کیا؛ تو اس وجہ سے منافقین اور حاسدین غضبناک ہو گئے، یہاں تک کہ ایک شخص نے موت کی آرزو کی اور آسمان سے ایک پتھر نے آ کر اس کو نیست ونابود کر دیا۔

بعض گروہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے درپے ہو گئے لیکن خدائی امداد نے انہیں ناکام اور رسوا کر دیا اور بعض دوسروں نے وہ شرمناک اور قابل مذمت تحریر لکھی کہ جس کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے تھے؛ لیکن آخر کار ان کے پاس سکوت اختیار کرنے، بغض ونفاق اور شیطانی انتظار کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا یہاں تک کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تمام بغض اور کینہ توزیوں کو یکجا کر کے جو بھی چاہا ایک مسلّحانہ بغاوت (فوجی بغاوت) کی صورت میں انجام دیا۔

لہٰذا یہ غدیر کا دن صرف ''امام کے تعیّن'' کا دن نہ تھا کیونکہ مسلمانوں کا امام غدیر کے عظیم واقعہ سے پہلے ہی معیّن ہو چکا تھا اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے بعد آنے والے ائمہ علیہم السلام کا ناموں کے ساتھ تعارف کروایا جا چکا تھا؛ کسی کو امامت اور ائمہ علیہم السلام کے ناموں میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا، غدیر کے دن (مسلمانوں کی عمومی بیعت) اور خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت نے حقیقت کا روپ اختیار کیا اور منکرین ولایت کے لئے تمام راستے بند کر دئے تا کہ آفتاب ولایت کا انکار نہ کر سکیں۔

چوتھی فصل

کیا غدیر کا دن صرف پیغام ولایت پہنچانے کے لئے تھا؟

ظواہر آیات غدیر کی طرف توجّہ

پہلی بحث: آیات غدیر کی صحیح تحقیق

دوسری بحث : تاریخ غدیر کی صحیح تحقیق

تیسری بحث : مخالفتوں کی طرف توجّہ

ظواہر آیات غدیر کی طرف توجّہ :

بعض لوگوں نے سورہ مبارکہ مائدہ کی آیت ٦٧ ﴿ یا أیّها الرّسولُ بلّغ ما أنزِلَ إلیك ﴾

کے ظاہر پر توجہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ غدیر کا دن صرف ''پیغام ولایت'' پہنچانے کا دن ہے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مبارک دن ''حضرت علی علیہ السلام'' کی ولایت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔

اور بس اتنے ہی کو کافی سمجھتے ہوئے خوش حال ہو جاتے ہیں، یا تو غدیر کے دوسرے تمام زاویوں کو درک کرنے سے انکی عقلیں قاصر ہیں یا کتب کے مطالعہ کے ذریعہ حقیقت تک پہنچنے کی زحمت نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ: لفظ ﴿بلّغ﴾ یعنی ابلاغ کردو لوگوں تک پہنچا دو، اور ﴿ما انزِلَ الیكَ﴾ یعنی ولایت اور امامت حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام لہٰذا غدیر کا دن صرف ''اعلان ولایت'' کا دن ہے، اس گروہ کا جواب بھی مختلف طریقوں سے دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ:

ا۔ آیات غدیر کی صحیح تحقیق :

یہ صحیح ہے کہ لفظ ''بلّغ'' کے معنی ہیں (پہنچا دو)؛ لوگوں میں ابلاغ کر دو اور لوگوں کو آگاہ کر دو لیکن کس چیز کے پہنچانے کا حکم دیا جا رہا ہے؛ اس حکم کا متعلق کیا ہے؟ یہ بات اس آیہ مبارکہ میں ذکر نہیں ہوئی ہے کس چیز کو پہنچانا ہے؟ ظاہر آیت سے واضح نہیں ہے، اور اس آیت کا باقی حصہ یعنی (ما أنزِلَ إلَیْکَ) جو کچھ تم پر نازل کیا گیا یہ عام ہے؛ جو کچھ تم پر نازل کیا گیا یہ کیا چیز ہے؟

آیا مقصود صرف ''اعلان ولایت'' ہے؟

آیا مقصود ''امام کا تعارف'' ہے؟

آیا مراد ''قیامت اور رجعت تک آنے والے اماموں کا تعارف'' ہے؟

آیا مراد ''اسلام کی رہبریت کا تعیّن'' ہے؟

یا ﴿ما أنزِلَ إلَیْکَ﴾ کا متعلقہ موضوع ''تھیوری اور پریکٹیکل'' یعنی عملی و نظری پر مشتمل ہے یعنی ائمہ معصومین علیہم السلام کا تعارف بھی کرواؤ اور ان ہستیوں کے لئے بیعت بھی طلب کرو؟ تا کہ ''بیعت عمومی'' کے بعد کوئی بھی شکوک وشبہات کا سہارا لیتے ہوئے مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل نہ کر سکے۔

چنانچہ یہ سمجھنا اور جاننا ضروری ہے کہ ﴿ما انزِلَ إلَیْكَ﴾ کیا ہے؟ جو کچھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہو چکا تھا وہ کیا تھا؟ سورۂ مبارکہ مائدہ کی آیت ۶۷ میں موجودہ پیغامات اور مسلسل احتیاط اس حقیقت کو ثابت کرتی ہیں کہ پہلا نظریہ (صرف اعلان ولایت) صحیح نہیں ہے بلکہ دوسرے نظریے (وسیع اہداف) کو ثابت کر رہے ہیں۔

اس آیہ مبارکہ میں مزید آیا ہے: ﴿وَ إن لَمْ تَفعَلْ فَما بَلَّغتَ رِسالَتَهُ﴾

(اگر تم نے یہ کام انجام نہ دیا تو گویا اس کی رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔)

﴿ما اُنزِلَ﴾ کا متعلق کیا اہم چیز ہے کہ جسکو انجام نہ دیا گیا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ناقص و نامکمل رہ جائے گی؟ ادھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسکو انجام دینے سے گھبرا رہے ہیں کہ شاید اسکو قبول نہ کیا جائے اور رخنہ ڈال دیا جائے، اگر صرف ''اعلان ولایت'' تھا تو اس میں کس بات کا ڈر اور ہچکچاہٹ؟ کیونکہ اس سے پہلے بھی بارہا، محراب میں، منبر پر، مدینہ اور دوسرے شہروں میں، جنگ کے میدان میں، اور جنگوں میں کامیابیوں کے بعد حضرت امام علی علیہ السلام کی ولایت اور وصایت کا اعلان کر چکے تھے، لوگوں تک اس بات کو پہنچا چکے تھے، کسی کا خوف نہ تھا اور کسی سے اس امر کی بجا آوری میں اجازت طلب نہ کی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک اور جنگ خیبر کے موقع پر حدیث ''منزلت'' میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا تعارف بعنوان وزیر اور خلیفہ کروایا اور کسی بھی طاغوتی طاقت اور قدرت کی پروا نہ کی، غدیر کے دن ایسا کیا ہونے والا تھا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوفزدہ کیے ہوئے تھا اور فرشتۂ وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے اس آیت کو لے کر نازل ہوا ﴿و اللہ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ﴾ (اللہ تمہیں انسانوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔)

جملۂ ﴿ما انزِلَ﴾ کا متعلق کونسی ایسی اہم چیز ہے کہ جسکے وجود میں آنے کے بعد

اکمال دین: ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾

اتمام نعمات الٰہی: ﴿وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾

بقاء اور جاویدانی اسلام: ﴿وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً﴾

کفار کی نا امیدی: ﴿اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾

جیسے اہم فوائد حاصل ہونگے؟

چنانچہ یقیناً پہلا نظریہ صحیح نہیں ہے اور ﴿مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ کا متعلق ''ولایت

امیر المؤمنین علیہ السلام کا اعلان'' اور ''مسلمانوں کی عمومی بیعت'' ہونا چاہیے۔

اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج ہم نے جو کچھ تم پر نازل کیا ہے لوگوں تک پہنچا دو یعنی امام علی علیہ السلام اور انکی اولاد میں سے گیارہ بیٹوں کی ولایت اور امامت کا اعلان کر دو اور اسکے بعد حج کی برکت سے ساری دنیا سے آ کر اس سرزمین پر جمع ہونے والے مسلمانوں سے بیعت اور اعتراف لے لو (کہ پھر اتنا بڑا اجتماع وجود میں نہ آئے گا) اور امامت کے مسئلے کو نظریہ اور عقیدہ میں عمومی اعتراف اور عملی طور پر عمومی بیعت کے ذریعہ انجام تک پہنچا دو، اور کیونکہ خدا کے انتخاب اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابلاغ کے بعد لوگوں کی عمومی بیعت بھی تحقق پذیر ہوئی دین کامل ہو گیا۔

(امامت راہ رسالت کی بقا اور دوام کا ذریعہ ہے۔) خداوند عالم کی نعمتیں انسانوں پر تمام ہو گئیں، دین اسلام ہمیشہ کے لئے کامیاب ہو گیا، کفار ناامید ہو گئے کہ اب ارکان اسلام کو متزلزل نہ کر سکیں گے، اس مقام پر وحی الٰہی یہ بشارت دے رہی ہے کہ ﴿اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾

آج ''روز غدیر'' کفار ناامید ہو گئے۔

وگرنہ صرف ''اعلان ولایت تو غدیر سے پہلے بھی کئی بار ہو چکا تھا کفار ناامید نہ ہوئے تھے؛ اور صرف ''اعلان ولایت کے ذریعہ دین کامل نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامت کا پیغام پہنچا دیں لیکن لوگ بیعت نہ کریں اور امت میں اختلاف پیدا ہو جائے، گذشتہ امتوں کی طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف قیام کیا جائے اور انکو قتل کر دیا جائے، کیا گذشتہ امت نے پیغمبر خدا حضرت زکریا علیہ السلام کو آرہ سے دو حصوں میں تقسیم نہیں کیا؟ کیا مخالفوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر کا سر تن سے جدا نہیں کیا اور اس زمانے کے طاغوت کے لئے اس سر کو ہدیے کے طور پر پیش نہیں کیا؟

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر کو ایک عرصہ کے لئے ہجرت کرنے اور پوشیدہ رہنے پر مجبور نہیں کیا؛ اور یہودیوں کے جھوٹے دعوے اور مسیحیت کے جھوٹے عقیدے کو بنیاد بنا کر ان کو سولی پر

نہیں لٹکایا؟ اس مقام پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف اعلان ولایت:

۱۔ کشیدگی کا سبب نہیں ہے۔

۲۔ امت کے درمیان اختلاف کا خطرہ نہیں ہے۔

۳۔ مسلّحانہ کارروائیوں کا حامل نہیں ہے۔

۴۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوفزدہ نہیں کرسکتا کہ جسکے سبب وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے تین بار معذرت چاہیں۔

یہ سارے وہم اور خوف "عمومی بیعت کے تحقق" کی وجہ سے ہیں، جو کہ موقع کی تلاش میں رہنے والی سیاسی جماعتوں کو خوف و وحشت میں مبتلا کیے ہوئے ہے؛ اور کفار کی یاس و نا امیدی اسی سبب سے ہے اور حکومت و قدرت کے پیاسوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ایک مسلّحانہ بغاوت کریں۔

۲۔ تاریخ غدیر کی صحیح تحقیق:

واقعۂ غدیر کی صحیح شناخت حاصل کرنے کا ایک راستہ اس عظیم واقعہ کی تاریخی حوالے سے صحیح تحقیق ہے، دیکھنا یہ چاہیے کہ غدیر کے دن کونسے واقعات اور حادثات رونما ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا؟ اور دشمنوں اور مخالفوں نے کس قسم کا رویّہ اختیار کیا؟ تا کہ غدیر کی حقیقت واضح اور روشن ہوجائے، اگر غدیر کا دن صرف اعلان ولایت کے لئے تھا؛ تو پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو اور عمل کو بھی اسی حساب سے صرف ابلاغ و پیغام تک محدود ہونا چاہیے تھا! یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں کو جمع کرتے اور حضرت علی علیہ السلام کی لیاقت اور صلاحیتوں کے بارے میں لوگوں کو آگاہ فرماتے؛ پھر کچھ اخلاقی نصیحتوں کے ساتھ لوگوں کے لئے دعا فرماتے اور خدا کی امان میں دے دیتے، بالکل اس طرح سے جیسے آج سے پہلے بعثت کے آغاز سے لے کر غدیر کے دن تک بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی طرف سے دیکھا گیا تھا۔

اس کے بعد ہر شہر و دیار سے آئے ہوئے مسلمان اپنے اپنے وطن کی طرف لوٹ جاتے۔ رسول اکرم ﷺ اس کام کو مکہ کے عظیم اجتماع میں حج کے وقت بھی انجام دے سکتے تھے عرفات اور منیٰ کے اجتماعات میں بھی یہ کام کیا جا سکتا تھا۔

لیکن غدیر کے تاریخی مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہو جائے گی اور یہ نظریہ سامنے آئے گا کہ غدیر کی داستان کچھ اور ہے؛ اعمال حج اختتام پذیر ہو چکے ہیں؛ اور رسول خدا ﷺ کے آخری حج کے موقع پر شوق دیدار میں ساری دنیا کے اسلامی ممالک سے آئے ہوئے مسلمان اپنے پیغمبر ﷺ کو الوداع کر رہے ہیں؛ یہ عظیم اجتماع موجیں مارتے ہوئے سیلاب کے مانند شہر مکہ سے خارج ہوتا ہے اور غدیر خم کے مقام پر جہاں ہر شہر اور دیار سے آئے ہوئے مسلمان ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنی اپنی راہ لینا چاہتے ہیں۔

یکایک فرشتۂ وحی آنحضرت ﷺ پر نازل ہو کر ایک بہت اہم مطلب کی درخواست کرتا ہے؛ مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ رسول گرامی اسلام امت میں اختلاف پیدا ہونے سے ڈر رہے ہیں اور جنگ کی حالت پیدا ہو جانے سے گھبرا رہے ہیں، تین مرتبہ فرشتۂ وحی آتا ہے اور لوٹ جاتا ہے؛ رسول خدا ﷺ پریشان ہیں اور اس کام کے انجام دینے سے اجتناب کر رہے ہیں اور تینوں بار حضرت جبرئیل علیہ السلام سے خواہش کرتے ہیں کہ خداوند عالم انکو اس آخری وظیفہ کو انجام دینے سے معاف رکھے، وحی الٰہی مسلسل آرہی ہے؛ یہاں تک کہ پیغمبر گرامی اسلام ﷺ کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ اگر آج آپ نے اس اہم کام کو انجام نہ دیا تو گویا تم نے اپنی رسالت کا کوئی کام نہیں کیا! پھر اسکے بعد پیغمبر ﷺ کو تسلی دی جاتی ہے کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں؛ خداوند عالم تمہاری اور تمہارے دین کی حفاظت کرے گا اور کفار و منافقین کو رسوا کرے گا اور تمہیں صرف خدا کی پروا کرنی چاہیے۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند عالم کی طرف سے یہ تسلی ملی تو آپ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ سب لوگ غدیر خم کی سرزمین پر ٹھہر جائیں؛ جو لوگ غدیر کے مقام سے آگے چلے گئے تھے انکو پلٹ آنے کے لئے کہا گیا اور جو لوگ ابھی تک اس مقام تک نہ پہنچے تھے ان کے پہنچ جانے کا انتظار کیا گیا۔

جب تمام اسلامی ممالک سے آئے ہوئے سارے مسلمان غدیر خم کے میدان میں جمع ہو گئے تو حکم فرمایا کہ اونٹوں کے کجاووں کے ذریعہ ایک بلند جگہ (منبر) تیار کیا جائے، اس بلند مقام پر کھڑے ہو کر پروردگار عالم کی حمد وثنا کے بعد اہم مسئلہ کو ذکر کیا اور اپنے اور فرشتہ وحی کے درمیان واقع ہونے والے ماجرے کو لوگوں کے سامنے بیان کیا، اسکے بعد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اور انکی اولاد میں سے گیارہ فرزندوں کی تا قیامت قائم رہنے والی امامت اور ولایت کا اعلان فرمایا اور انکا تعارف کروایا۔

پھر عملی طور پر خود حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی؛ اسکے بعد بیعت عمومی کا فرمان جاری کیا؛ جسکی وجہ سے تمام مرد وزن دوسرے دن تک اس مقام پر ٹھہرے رہے اور حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرتے رہے اگر روز غدیر صرف ولایت کا پیغام پہنچانے کے لئے ہوتا تو اتنے سارے انتظامات کیونکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی عمومی بیعت بھی تشکیل نہ پاتی، دلچسپ اور جالب توجہ تو یہ ہے کہ مخالفین کے کلمات سے بھی یہ حقیقت واضح اور روشن ہوتی ہے، خواہ وہ لوگ جو دست بشمشیر تھے یا وہ لوگ جنہوں نے خیمۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر توہین آمیز الفاظ استعمال کئے!

(کیا تم نے یہ کام جو اپنی رسالت کے اختتام پر کیا ہے خداوند عالم کے حکم سے کیا ہے)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

(ہاں خداوند عالم کے حکم سے انجام دیا ہے۔)

۳۔مخالفتوں کی طرف توجہ :

جو لوگ روز غدیر سے غافل تھے اور ان کی تمام شیطانی آرزوئیں مٹی میں مل رہی تھیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توہین آمیز کلمات استعمال کرتے ہوئے مخاطب ہوئے اور کہا:

تم نے ہم سے کہا: بت پرستی چھوڑ دو ہم نے بتوں کو پوجنا چھوڑ دیا۔

تم نے کہا: نماز پڑھو، ہم نے نمازیں پڑھیں۔

تم نے کہا: روزے رکھو، ہم نے روزے رکھے۔

تم نے کہا: خمس و زکات دو، ہم نے ادا کی۔

تم نے کہا: حج پہ جاؤ، ہم گئے۔

اب یہ کون سا حکم ہے جو تم نے صادر کیا ہے؟ اب ہم سے کہہ رہے ہو کہ ہم تمہارے داماد کی بیعت کریں۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت کے اعلان' اور غدیر خم میں عمومی بیعت کے تشکیل پانے کے شروع میں ہی مخالفین کی عہد شکنی اور منافقت سے آگاہ تھیں،

جب حارث بن نعمان نے مخالفت کی اور کہا اے خدا! اگر یہ حق ہے کہ ولایت علی علیہ السلام کا اعلان تیری طرف سے ہوا ہے تو مجھ پر آسمان سے ایک پتھر نازل ہو جو میری زندگی کا خاتمہ کر دے۔ فوراً خدا کا عذاب نازل ہوا؛ آسمان سے ایک پتھر آیا اور اسے ہلاک کر دیا، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے ایک معنی خیز نگاہ سے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا:

" أَتَظُنُّ يا اَبَا الْحَسَن ! أنَّ هٰذَا الرَّجُلَ وَحْدَهُ ؟ وَاللهِ ! ما هُو إلاَّ طَلِيْعَةُ قَوْمٍ لا يَلْبِثُوْنَ أَنْ يَكْشِفُوْا عَنْ وُجُوْهِهِمْ أَقْنِعَتَها عِنْدَ ما تَلُوْحُ لَهُمُ الْفُرْصَةُ . "

اے ابوالحسن علیہ السلام: آیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ غدیر کی مخالفت میں یہ آدمی اکیلا ہے،

خدا کی قسم! یہ پیش قدم ہے ایک قوم کا کہ ابھی تک انکے چہروں سے نقابیں نہیں اتری ہیں، اور جس وقت بھی موقع ملا اپنی مخالفت کو ظاہر کر دیں گے۔)(۱)

حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: (میں خداوند عالم اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو انجام دیتا ہوں اور خدا پہ توکل کرتا ہوں کہ وہ بہترین مددگار ہے۔)

حارث بن نعمان فہری نامی ایک شخص جو امام علی علیہ السلام کی دشمنی دل میں لئے ہوئے تھا اونٹ پر سوار آگے بڑھا اور کہا: (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم نے ہمیں ایک خدا کا حکم دیا، ہم نے قبول کیا اپنی نبوت کا ذکر کیا ہم نے، لا إلہ الاّ اللہ و مُحَمَّد رسول اللہ کہا، ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے قبول کی تم نے کہا پانچ وقت نماز پڑھو ہم نے پڑھی، زکات، روزہ، حج، جہاد کا حکم دیا ہم نے اطاعت کی، اب تم اپنے چچا زاد بھائی کو ہمارا امیر بنا رہے ہو ہمیں معلوم نہیں خدا کی طرف سے ہے یا تمہارے اپنے ارادے اور سوچ کی پیداوار ہے؟۔)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، یہ حکم اس خدا ہی کی طرف سے ہے اور میرا کام تو صرف پیغام پہنچانا ہے۔) حارث یہ جواب سن کر غضبناک ہو گیا اور اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا: (اے خدا! اگر جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے تیری طرف سے

---

(۱)۔ (الف) سیرہ حلبی، ج ۳ ص ۳۰۸/۳۰۹:
حلبی شافعی (متوفی ۱۰۴۴ ھ)
(ب) نزھۃ المجالس، ج ۲ ص ۲۰۹: (تفسیر قرطبی سے نقل کیا ہے):
علامہ صفوری شافعی (متوفی ۸۹۴ ھ)

اور تیرے حکم سے ہے تو آسمان سے ایک پتھر مجھ پر آئے اور مجھے ہلاک کر دے۔) ابھی حارث بن نعمان کی بات ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ آسمان سے ایک پتھر گرا اور اسکو ہلاک کر دیا۔ اور اس وقت سورہ مبارکہ معارج کی آیات ۱ اور ۲ نازل ہوئیں۔

﴿ سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ﴾(۱) ایک مانگنے والے نے کافروں کے لئے ہو کر رہنے والے عذاب کو مانگا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

۱۔ غریب القرآن : ہروی

۲۔ شفاء الصدور : موصلی

۳۔ الکشف والبیان : ثعلبی

۴۔ رعاۃ الھداۃ : حسکانی

۵۔ الجامع لاحکام القرآن : قرطبی

۶۔ تذکرۃ الخواص ، ص ۱۹ : سبط بن جوزی

۷۔ الاکتفاء : وصابی شافعی

۸۔ فرائد السمطین ، باب ۱۳ : حموینی

۹۔ معارج الاصول : زرندی

۱۰۔ نظم درر السمطین : زرندی

۱۱۔ ھداۃ السعداء : دولت آبادی

۱۲۔ فصول المہمۃ ، ص ۴۶ : ابن صباغ

۱۳۔ جواہر العقدین : سمہودی

۱۴۔ تفسیر ابی السعود ، ج ۸ ،ص ۲۹۲ : عمادی

۱۵۔ السراج المنیر ، ج ۴ ،ص ۳۶۴ : شربینی

۱۶۔ الاربعین فی فضائل امیر المومنین علیہ السلام / ۷ : جمال الدین شیرازی

۱۷۔ فیض القدیر ، ج ۶ ،ص ۲۱۸ : مناوی

۱۸۔ العقد النبوی والسر المصطفوی : عبدروس
۱۹۔ وسیلۃ المآل : باکثیر مکی
۲۰۔ نزہۃ المجالس ، ج ۲ ،ص ۲۴۲ : صفوری
۲۱۔ السیرۃ الحلبیۃ ، ج ۳،ص ۳۰۲ : حلبی
۲۲۔ الصراط السوی فی مناقب النبی : قاری
۲۳۔ معارج العلی فی مناقب المصطفی : صدر عالم
۲۴۔ تفسیر شاہی : محبوب عالم
۲۵۔ ذخیرۃ المآل : حفظی شافعی
۲۶۔ الروضۃ الندیۃ : یمانی
۲۷۔ نورالابصار ، ص ۷۸ : شبلنجی
۲۸۔ تفسیر المنار ، ج ۶،ص ۴۶۴ : رشید رضا
۲۹۔ الغدیر ، ج ۱، ص ۲۳۹ : علامہ امینی"

اور سینکڑوں سنّی ،شیعہ کتب تفاسیر کہ جن میں اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے۔

پانچویں فصل

آیا غدیر امام کی ولایت کا دن تھا؟

پہلی بحث: ایک اور تنگ نظری

دوسری بحث : واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت

تیسری بحث: اہل بیت کی مظلومیت کے اسباب

۱۔ایک اور تنگ نظری :

واقعہ غدیر کی جانب بے توجہی کی ایک اور وجہ، بعض لوگوں کا سطحی عقیدہ ہے جنہوں نے ہمیشہ غدیر کے بارے میں یہ لکھا اور کہا ہے: (غدیر کا دن حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت کا دن ہے) انہوں نے روز غدیر کو صرف حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے لئے مخصوص کر دیا ہے؛ اور واقعہ غدیر کے باقی سارے پہلوؤں پر کچھ بھی بیان نہیں کیا ہے۔

یہ درست ہے کہ غدیر کے دن حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت کا پیغام پہنچایا گیا اور ایک لحاظ سے غدیر کا دن امام علی علیہ السلام کی ولایت کا دن ہے؛ روز غدیر امامت کے تعین کا دن تھا، لیکن اس واقعہ کے اور بھی بہت سارے اہداف تھے جو اس دن ایک حقیقت کی صورت میں وجود میں آئے کہ جن کے بارے میں بہت ہی کم بیان کیا گیا ہے اور بہت ہی کم توجہ دی گئی ہے۔

۲۔واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت :

واقعۂ غدیر صرف مذکورہ اعتقادات میں محدود نہیں ہوتا اور بیان کی گئی حدود میں منحصر نہیں ہوتا، بلکہ دیکھا یہ جانا چاہیے کہ اس عظیم واقعۂ کے موجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن کیا فرمایا؟ کیا کام انجام دیا؟ اور لوگوں کی عمومی بیعت کو کس حد تک وسعت دی؟

آیا صرف امام علی علیہ السلام کا تعارف کروایا؟

آیا صرف امام علی علیہ السلام کے لئے بیعت طلب کی؟

ہم خطبۂ غدیر کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے؟

اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اس دن کی تمام گفتگو کو تحقیق کی نگاہ سے کیوں نہیں دیکھتے؟

آپ ﷺ کے خطبے میں موجود اہم نکات کی جانب ہماری توجہ کیوں نہیں ہے؟

اگر ہم خطبۂ حجۃ الوداع کا صحیح طریقے (تحقیقی) سے مطالعہ کریں تو ہمارے درمیان موجود بہت سارے اختلافات برطرف ہو جائیں گے، اور ہم غدیر کے حقیقی اور واقعی مقام و منزلت سے آگاہ ہو جائیں گے، اگر ہم غدیر کے صحیح مقام و منزلت سے آشنا ہو جائیں اور پیغمبر اسلام ﷺ کے کلام و پیام کی گہرائیوں سے واقف ہو جائیں اور جان لیں کہ غدیر کے دن کونسے عظیم واقعات رونما ہوئے تو ہم واقعات غدیر میں سے بہت سارے واقعات کو حل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور غدیر کے بارے میں بہت سارے سوالات کا صحیح جواب دے سکیں گے، مثال کے طور پر: فرشتۂ وحی تین بار کیوں نازل ہوا؟

یہ مسئلہ کتنی اہمیت کا حامل تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے تین بار اس کام کو انجام نہ دیے جانے کی درخواست کی؟

رسول اکرم ﷺ حکم خداوندی کی بجا آوری سے کیوں گھبرائے؟ اور انکی یہ گھبراہٹ اور پریشانی کس وجہ سے تھی؟

وہ دشمن جو آج تک سکوت کیے ہوئے تھے غدیر میں کیوں خشمناک و غضبناک ہو گئے؟ یہاں تک کہ دست بشمشیر ہو گئے؟

غدیر کے دن ایسا کیا ہوا کہ ائمہ معصومین علیہم السلام ہمیشہ اس روز رونما ہونے والے واقعات کو دلیل کے طور پر بیان کرتے؟ اور فرماتے (غدیر کے بعد اب کسی کے پاس کوئی عذر اور بہانہ باقی نہیں رہ گیا۔)

غدیر کے دن ایسا کیا ہوا کہ منافقوں اور حکومت پسند اور قدرت کے خواہاں افراد سینوں کے میں تیر لگے اور ان کو ایک ساتھ ایسے مقام پر لا کھڑا کیا کہ جہاں انکے کے لئے کوئی راستہ باقی نہیں رہ گیا؟

ہم کہہ چکے ہیں کہ غدیر کے دن ولایت امیر المؤمنین علیہ السلام جو کہ خدا کی طرف سے معین ہوئی اور کئی بار پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے لوگوں تک پہنچائی جا چکی تھی "لوگوں کی عمومی بیعت" کے ساتھ مکمل ہوگئی، لیکن منافقوں کی پریشانی کی وجہ صرف یہی نہیں تھی کیونکہ جیسا کہ انہوں نے پیغمبرؐ کی رسالت کو تحمل کیا تھا اور اس بات کا انتظار کیا تھا کہ انکے بعد اپنی کارروائی کا آغاز کریں؛ بالکل اسی طرح امام علی علیہ السلام کی جان کے لئے بھی سازشیں کر رکھی تھیں وہ انکی ولایت کو بھی تحمل کر سکتے تھے، یہاں مسئلہ کچھ اور تھا:

غدیر کے دن نہ صرف یہ کہ امامت وولایت امام علی علیہ السلام کا اعلان ہوا بلکہ امت مسلمہ کی تاوقت ظہور حضرت مہدی علیہ السلام اور زمانۂ رجعت وقیامت امامت کو ذکر کیا گیا اور لوگوں سے اعتراف اور بیعت طلب کی گئی، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿مَعاشِرَ النّاسِ اِنَّكُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُصافِقُوْنِی بِكَفٍّ واحِدٍ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ قَدْ أَمَرَنِیَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ آخُذَ مِنْ أَلْسِنَتِكُم الْإقْرارَ بِما عَقَّدْتُ لِعَلِیٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِمَنْ جاءَ بَعْدَهُ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِنِّیْ وَ مِنْهُ عَلیٰ ماأعْلَمْتُكُمْ أَنَّ ذُرِّيَّتِیْ مِنْ صُلْبِهِ، فَقُوْلُوا بِأَجْمَعِكُم إنّا سامِعُونَ مُطِيْعُوْنَ راضُوْنَ مُنْقادُوْنَ لِما بَلَّغْتَ عَنْ رَبِّنا، وَرَبِّكَ فِیْ أَمْرِ إمامِنا عَلِیٍّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ علیہ السلام وَمَنْ وُلِدَتْ مِنْ صُلْبِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ، نُبايِعُكَ عَلیٰ ذٰلِكَ بِقُلُوْبِنا وَأَنْفُسِنا وَأَلْسِنَتِنا، وَ أَيْدِيْنا، عَلیٰ ذٰلِكَ نَحْيیٰ، وَعَلَيْهِ نَمُوْتُ، وَعَلَيْهِ نُبْعَثُ، وَلا نُغَيِّرُ، وَلاَ نُبَدِّلُ وَلا نَشُكُّ وَلانَجْحَدُ وَلانَرْتابُ وَلانَرْجِعُ عَنِ الْعَهْدِ وَلاَ

نَـنْقُضَ الْمِیْثَاقَ وَ عَظْتَنَا بِوَعْظِ اللهِ فِیْ عَلِیّاً أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَالْأَئِمَّةِ الَّذِیْنَ ذَكَرْتَ مِنْ ذُرِّیَّتِكَ مِـنْ وُلْـدِهِ، بَعْدَهُ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَمَنْ نَصَبَهُ اللهُ بُعْدَهُمَا فَالْعَهْدُ وَالْمِیْثَاقُ لَهُمْ مَأْخُوْذٌ مِنَّا، مِنْ قُلُوْبِنَا وَأَنْفُسِنَا وَأَلْسِنَتِنَا وَضَمَائِرِنَا وَ أَیْدِیْنَا مَنْ أَدْرَكَهَا بِیَدِهِ وَ إِلَّا فَقَدْ أَقَرَّ بِلِسَانِهِ وَلَا نَبْتَغِی بِذٰلِكَ بَدَلاً وَلَا یَرَی اللهُ مِنْ أَنْفُسِنَا حِوَلاً، نَحْنُ نُؤَدِّیْ ذٰلِكَ عَنْكَ الدَّانِیْ وَالْقَاصِی مِنْ أَوْلَادِنَا وَ أَهَالِیْنَا وَ نُشْهِدُ اللهَ بِذٰلِكَ وَكَفیٰ بِاللهِ شَهِیْداً وَأَنْتَ عَلَیْنَا بِهِ شَهِیْدٌ ﴾

(اے مسلمانوں! تمہاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اس تپتے ہوئے صحرا میں میرے ہاتھ پر بیعت کر سکو پس خداوند عالم کی جانب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں سے ولایت علی علیہ السلام اور انکے بعد آنے والے اماموں کی امامت [جو کہ میری اور علی علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں] کے بارے میں اقرار لے لوں اور میں تم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر چکا ہوں میرے فرزند علی علیہ السلام کے صلب سے ہیں، پس تم سب لوگ کہو کہ:

(یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپکا فرمان سن رہے ہیں اور اسکو تسلیم کرتے ہیں، اس پر راضی ہیں، اور آپکے اِس حکم کی اطاعت کرتے ہیں جو کہ خداوند عالم کی طرف سے آپ نے ہم تک پہنچایا جو ہمارا رب ہے، ہم اس پیمان پر جو کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور ان کے بیٹوں کی ولایت کے سلسلے میں ہے اپنے جان و دل کے ساتھ اپنی زبان اور ہاتھوں کے ذریعہ آپکی بیعت کرتے ہیں اس بیعت پر زندہ رہیں گے، مرجائیں گے اور اٹھائے جائیں گے اس میں کسی قسم کی تبدیلی و تغیر نہ کریں گے، اس میں کسی قسم کا شک و تردید نہیں کرتے اور اس سے روگردانی نہیں کریں گے، اور اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے خداوند عالم اور آپکی اطاعت کرتے ہیں اور علی امیر المومنین علیہ السلام اور انکے بیٹوں کی اطاعت کریں گے کیونکہ یہ سب امت کے امام ہیں وہ امام جنکا آپنے تذکرہ کیا ہے آپکی اولاد میں سے ہیں

اور حضرت علی علیہ السلام کے صلب سے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے بعد آنے والے ہیں حسن اور حسین علیہما السلام؛ کے اپنے نزدیک مقام کے بارے میں پہلے تمہیں آگاہ کر چکا ہوں، خداوند عالم کے نزدیک انکی قدر و منزلت کا تذکرہ کر چکا ہوں اور امانت تم لوگوں کو دے دی یعنی کہہ دیا کہ یہ دو بزرگوار ہستیاں جوانان جنت کے سردار ہیں اور میرے اور علی علیہ السلام کے بعد امت مسلمہ کے امام ہیں تم سب مل کر کہو: حضرت علی علیہ السلام کی (ہم اس حکم میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں؛ اور اے رسول خدا آپکی ،حسنین علیہما السلام کی اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں کہ جن کی امامت کا آپ نے تذکرہ کیا اور ہم سے عہد و پیمان لیا ہمارے دل و جان، زبان اور ہاتھ سے بیعت لی جو آپکے قریب تھے؛ یا زبان سے اقرار لیا، اس عہد و پیمان میں تبدیلی نہ کریں گے اور خداوند عالم کو اس پر گواہ بناتے ہیں جو گواہی کے لئے کافی ہے اور اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمارے اس پیمان پر گواہ ہیں، ہر مؤمن پیروکار ظاہری یا مخفی، فرشتگان خدا، خدا کے بندے اور خدا ان سب لوگوں کا گواہ ہے۔(۱)

یعنی روز غدیر سے لے کر دنیا کے اختتام تک غدیر سے لحظۂ قیامت تک امت مسلمہ کی امامت خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام میں قرار پائی تمام أئمہ معصومین علیہم السلام حضرت علی علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں جنہیں امت مسلمہ کی امامت و ولایت کو تا قیام قیامت اپنے ہاتھ میں رکھنا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں بھی حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت و امامت کا اعلان کیا دیگر ائمہ اور آخری امام حضرت مہدی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان بھی اسکے ساتھ کیا، لہذا حضرت علی علیہ السلام کی ولایت بھی ذکر ہوگئی اور عترت کی ولایت بھی بیان کر دی گئی اور ساتھ ہی حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ولایت بھی معرض عام ہوئی۔

(۱)۔ غدیر کے دن کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معروف خطبے میں سے کچھ حصہ:

پھر تمام ائمہ معصومین علیہم السلام کے لیے سب لوگوں کے اعتراف کے ساتھ ساتھ سب سے بیعت لی گئی غدیر کے دن ولایت کا پیغام بھی تھا اور امامت و ولایت کی تعیین بھی، غدیر کے دن ولایت کا پیغام بھی تھا اور سلسلہ امامت و ولایت کے لئے عمومی بیعت بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنے والی امامت بھی ذکر ہوئی اور اس کا تا قیام قیامت تسلسل بھی اب کونسا ابہام باقی رہ گیا تھا جو مسلمانوں کی صفوں میں گھسے ہوئے منافقوں کیلئے شک وشبہ کی گنجائش فراہم کرتا؟

اب کونسی خالی جگہ باقی تھی کہ حکومت کے پیاسے اپنے قدم رکھنے کی جگہ پاتے؟ یہی وجہ تھی کہ ان کے سینوں میں بغض وحسد کی آگ بھڑک اٹھی اور دست بشمشیر ہو گئے۔

۳۔ اہلبیت علیہم السلام کی مظلومیت کے اسباب :

اگرچہ مخالفین اور منافقین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں باوجود فکری اور سیاسی پروپیگنڈے کرکے مسلمانوں کے درمیان کامیابی حاصل نہ کر سکے تا کہ اپنی سازشوں کو عملی جامہ پہنا سکیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جو بھی سازش کر سکتے تھے کی جب جناب زہرا سلام اللہ علیہا احد میں حضرت حمزہ علیہ السلام کے مزار پر عزاداری میں مشغول تھیں تو آپ سے سوال کیا گیا:

(لوگ آپ کے اور علی علیہ السلام کے خلاف کیوں ہو گئے ہیں اور آپ کے مسلّم حق کو کیوں غصب کرلیا ہے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے جواب دیا:

" لٰكِنَّهَا أَحْقَادٌ بَدْرِيَّةٌ وَتِرَاتٌ أُحُدِيَّةٌ كَانَتْ عَلَيْهَا قُلُوْبُ النِّفَاقِ مُكْتَمِنَةً لِإِمْكَانِ الْوُشَاةِ فَلَمَّا إِسْتَهْدَفَ الأَمْرُ أَرْسَلَتْ عَلَيْنَا شَابِيْبُ الْآثَارِ. "

(یہ سارا کینہ وحسد جنگ بدر اور جنگ احد کا انتقام ہے جو منافقوں کے دلوں میں پوشیدہ تھا اور جس دن سے انہوں نے حکومت پر غاصبانہ قبضہ کیا ہے اپنے دلوں میں موجود کینہ اور حسد کی آگ

ہم پر برسانا شروع کردی۔)(۱)

انہوں نے اسکے بعد سے ائمہ معصومین علیہم السّلام کو امامت اور رہبریت کی فرصت مہلت نہ دی، اور حضرت علی علیہ السلام کے پانچ سالہ دور حکومت کو تین جنگوں کی تحمیل کے ذریعہ خاک وخون میں ملا دیا اور تاریخ کے اوّل مظلوم کے دل کا خون کردیا۔

جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا!

"أَمَا وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَفِيْ سَاقَتِهَا حَتَّىٰ تَوَلَّتْ بِحَذَافِيْرِهَا: مَا عَجَزْتُ وَلَا جَبُنْتُ ، وَإِنَّ مَسِيْرِيْ هٰذَا لِمِثْلِهَا ؛ فَلَأَنْقُبَنَّ الْبَاطِلَ حَتَّىٰ يَخْرُجَ الْحَقُّ مِنْ جَنْبِهِ مَا لِيْ وَلِقُرَيْشٍ ! وَاللهِ لَقَدْ قَاتَلْتُهُمْ كَافِرِيْنَ ، وَلَأُقَاتِلَنَّهُمْ مَفْتُوْنِيْنَ وَإِنِّيْ لَصَاحِبُهُمْ بِالْأَمْسِ كَمَا أَنَا صَاحِبُهُمُ الْيَوْمَ وَاللهِ مَا تَنْقِمُ مِنَّا قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّ اللهَ اخْتَارَنَا عَلَيْهِمْ ،فَأَدْخَلْنَاهُمْ فِيْ حَيِّزِنَا ، فَكَانُوْا كَمَا قَالَ الْأَوَّلُ :

أَدَمْتَ لَعَمْرِيْ شُرْبَكَ الْمَحْضَ صَابِحاً
وَأَكْلَكَ بِالزُّبْدِ الْمُقَشَّرَةَ الْبُجْرَا

وَنَحْنُ وَهَبْنَاكَ الْعَلَاءَ وَلَمْ تَكُنْ
عَلِيّاً ، وَحُطْنَا حَوْلَكَ الْجُرْدَ وَالسُّمْرَا

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۵۶ اور مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۲۰۵

آگاہ ہو جاؤ! کہ بخدا قسم میں اس صورت حال کا تبدیل کرنے والوں میں شامل تھا یہاں تک کہ حالات مکمل طور پر تبدیل ہو گئے اور میں نہ کمزور ہوا اور نہ خوف زدہ ہوا اور آج بھی میرا یہ سفر ویسے ہی مقاصد کے لئے ہے میں باطل کے شکم کو چاک کر کے اس کے پہلو سے وہ حق نکال لوں گا جسے اس نے مظالم کی تہوں میں چھپا دیا ہے، میرا قریش سے کیا تعلق ہے میں نے کل ان سے کفر کی بنا پر جہاد کیا تھا اور آج فتنہ اور گمراہی کی بنا پر جہاد کروں گا میں ان کا پرانا مد مقابل ہوں، اور آج بھی ان کے مقابلہ پر تیار ہوں۔

خدا کی قسم قریش کو ہم سے کوئی عداوت نہیں مگر یہ کہ پروردگار نے ہمیں منتخب قرار دیا اور ہم نے ان کو اپنی جماعت میں داخل کرنا چاہا تو وہ ان اشعار کے مصداق ہو گئے۔(۱)

ہماری جان کی قسم یہ شراب ناب صباح ۔۔۔ یہ چرب چرب غذائیں ہمارا صدقہ ہے
ہمیں نے تم کو یہ ساری بلندیاں دی ہیں ۔۔۔ وگرنہ تیغ وسناں بس ہمارا حصہ ہے

اور انکے بعد جلاً دصفت، حکومت کے طلبگار بنی امیہ نے پھر انکے بعد بنی عباس نے جو بھی ظلم کرنا چاہا کیا تمام ائمہ علیہم السلام کو یا زہر دے کر یا شمشیر کے ذریعہ شہید کر دیا، وہ یہ سمجھتے تھے کہ طاقت وتلوار انکے پاس ہے اس لئے حاکم ہیں، لیکن یہ انکی خام خیالی تھی اور وہ مسلمانوں کے دلوں کو نہ جیت سکے اس کے اہلبیت علیہم السلام کا وجود دنیا میں موجود تھا۔

اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک واطہر خون کی برکت سے خداوند عالم کے دین کامل کو بقا حاصل ہوئی، خون شہیداں رائیگاں نہ جائے گا، جب تک خون باقی ہے اسکی برکت بھی باقی ہے۔

---

(۱)۔ سنادومدارک مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کتاب ارشاد، ص ۱۱۷/۱۵۴ : شیخ مفید" استاد سیّد رضی" (متوفّی ۴۱۳ ھ)

۲۔ کتاب الخصائص، ص ۷۰ : نسائی (متوفّی ۳۰۳ ھ)

۳۔ خصائص الائمہ : سیّد رضیؒ (متوفّٰی ۴۰۶ ھ)

۴۔ شرح قطب راوندی، ج ۱ ص ۲۸۰ : ابن راوندی (متوفّٰی ۵۷۳ ھ)

۵۔ نہج البلاغہ، نسخۂ خطی، ص ۲۸ : نوشتۂ ابن مؤدب (۴۹۹ ھ)

۶۔ نہج البلاغہ، نسخۂ خطی، ص ۳۰ : نوشتۂ (۴۲۱ ھ)

۷۔ بحار الانوار، ج ۳۲ ص ۱۱۴/۷۶ : مرحوم علامہ مجلسیؒ (متوفّٰی ۱۱۱۰ ھ)

۸۔ بحار الانوار، ج ۱۸ ص ۲۲۶ : مرحوم علامہ مجلسیؒ (متوفّٰی ۱۱۱۰ ھ)

چھٹی فصل

حجۃ الوداع اور غدیر کے موقع پر
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا خطبہ

الأول: معرفة الله

الْحَمْدُ لله الَّذِي عَلا فِي تَوَحُّدِه،وَدَنَی فی تَفَرُّدِه، وَجَلَّ فِی سُلْطَانِه،وَ عَظُمَ فِی أَرکانِه، وَ أَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْماً، وَ هُوَ فِی مَکَانِه، وَ قَهَرَ جَمِیعَ الْخَلْقِ بِقُدْرَتِه وَ بُرهانِه،حَمِیداً لَمْ یَزَلْ،مَحموداً لا یَزالُ وَ مَجیداً لا یَزُول وَ مُبْدِاً و مُعیداً وَ کُلُّ اَمْرٍ اِلَیْه یَعُودُ.

بارِیءُ الْمَسْمُوکاتِ،وَداحِیَ الْمَدْحُوّاتِ،وَ جَبّارُ الاَرَضینِ والسَّمواتِ، قُدُّسٌ سُبُّوحٌ رَبُّ الْمَلائِکَةِ وَالرُّوحِ، مُتَفَضِّلٌ عَلی جَمیعِ مَنْ بَرَأَهُ، مُتَطَوِّلٌ عَلی جَمِیعِ مَنْ اَنْشَأَهُ، یَلْحَظُ کُلَّ عَیْنٍ وَالْعُیُونُ لا تَراهُ.

کَریمٌ حَلیمٌ ذُواَناةٍ قَدْ وَسِعَ کُلَّ شیْءٍ رَحْمَتُهُ، وَ مَنَّ عَلَیْهِمْ بِنِعْمَتِهِ. لا یَعْجَلُ بِانْتِقامِهِ، وَلا یُبادِرُ إلَیْهِمْ بِمَا اسْتَحَقُّوا مِن عَذابِهِ . قَدْ فَهِمَ السَّرائِرَ، وَ عَلِمَ الضَّمائِر وَلَمْ تَخْفَ عَلَیْهاالْمَکْنُوناتِ،وَلا اشْتَبَهَتْ عَلَیْه الْخَفِّیاتُ .

لَهُ الاحاطَةُ بِکُلِّ شَیْءٍ، وَالْغَلَبَةُ عَلی کُلِّ شَیْءٍ، وَ الْقُوَّةُ فِی کُلِّ شَیْءٍ، وَالْقُدْرَةُ عَلی کُلِّ شَیْءٍ، وَ لَیْس مِثْلَهُ شَیْءٌ، وَهُوَمُنْشِیءُ الشَّیءِ حینَ لا شَیْءَ. دائِمٌ حَیٌّ وَقائِمٌ بِالْقِسْطِ لا اِلهَ اِلاّ هُوَالْعَزِیزُ الْحَکیم.

۱۔ شناخت خدا :

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے مخصوص ہیں جو اپنی وحدانیت میں بلند، یکتائی میں اکیلا، اپنی سلطنت اور قدرت میں بالاتر ہے، اسکی قدرت کے ستون محکم اور استوار ہیں، اسکا علم ہر چیز کو شامل ہے، اور ہر جگہ موجود ہے، اور ہر موجود پر اپنی قدرت اور حجت کے ساتھ حاوی ہے، وہ ہمیشہ سے عظیم ہے، اور ہمیشہ صاحب ولائق تعریف ہے، وہ بلندیوں کو وجود بخشنے والا ہے۔

اور زمین کے فرش کو بچھانے والا ہے زمین آسمان کا حاکم پاک ومقدس اور وہی روح اور فرشتوں کا پروردگار ہے اسکی بخشش اور عطاء ہر موجود کو شامل ہے، اور سب کے لئے فراوان اور وسیع ہے، تمام دیکھنے والوں کو دیکھتا ہے، اور کوئی آنکھ بھی اسکو نہیں دیکھ سکتی۔

وہ ایسا بخشنے والا اور غفور ہے جسکی رحمت کا سایہ سب کے سروں پر ہے، اور جس نے سب پر اپنی عطائے نعمت کے سبب احسان کیا ہے، گنہگاروں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، اور مستحقین عذاب کو عذاب دینے میں جلدی سے کام نہیں لیتا، خدا ہر شی پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر شی پر قدرت رکھتا ہے، اسکا مثل کوئی نہیں ہے، اس نے ہر لاوجود شی کو وجود بخشا۔

وہ خدا جسکی حکومت عدالت پر استوار ہے، اسکے سوا کوئی خدا نہیں وہ صاحب قدرت اور دانا ہے وہ آنکھوں کی بصارت سے بالاتر ہے، لیکن وہ ہر شی کو دیکھتا ہے، وہ مہربان ہے اور ہر چیز سے آگاہ ہے، کوئی بھی اسکی حقیقی صفات کا مشاہدہ نہیں کرسکتا اور اسکے ظاہر وباطن کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مگر ان چیزوں کے ساتھ جو اس نے اپنی شناخت کے لئے خود بیان فرمائیں ہیں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا خدا ہے جسکے نور اور پاکیزگی نے زمانے کو پر کیا،

جَــلَّ عَنْ أن تُدرِكَهُ الابْصارُ، وَهُوَ يُدرِكُ الابْصارَ، وَ هُوَ اللَّطيفُ الخَبيرُ.
لايَلْحَقُ اَحَدٌ وَصْفَهُ مِنْ مُعايَنَةٍ، وَلا يَجِدُ اَحَدٌ كَيْفَ هُوَ مِنْ سِرٍّ وَعَلانِيَةٍ، الاّ بِما دَلَّ عَزَّ وَ جَلَّ عَلى نَفْسِهِ.
واشْهَدُ اَنَّه اللهُ الَّذِي مَلَأَ الدَّهْرَ قُدْسُهُ،وَالَّذِي يَغْشَى الاَبَدَ نُورُهُ،وَالَّذِي يُنْفِذُ اَمْرَهُ بِلا مُشاوَرَةِ مُشِيرٍ، وَلا مَعَهُ شَرِيكٌ في تَقْدِيرِهِ، وَلا يُعاوَنُ في تَدْبِيرِهِ، صَوَّرَ مَا ابْتَدَعَ عَلى غَيْرِ مِثالٍ وَخَلَقَ ما خَلَقَ بِلا مَعُونَةٍ مِنْ اَحَدٍ،وَ لاتَكَلُّفٍ وَلا إحْتِيالٍ، أنْشَأَها فَكانَتْ وَبَرَأَها فَبانَتْ.
فَهُوَ اللهُ الَّذِي لا اِلهَ اِلاّ هُوَالْمُتْقِنُ الصَّنْعَةَ الحَسَنُ الصَّنِيعَةِ،الْعَدْلُ الَّذِي لا يَجُورُ وَالاَكْرَمُ الَّذِي تَرْجِعُ اِلَيْهِ الاُمُورُ.
وَاَشْهَدُ اَنَّهُ اللهُ الَّذِي تَواضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِعَظَمَتِهِ وَذَلَّ كُلُّ شَيْءٍ لِعِزَّتِهِ وَاسْتَسْلَمَ كُلُّ شَيْءٍ لِقُدْرَتِهِ، وَخَضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِهَيْبَتِهِ.
مالِكُ الاَمْلاكِ، وَمُفَلِّكُ الاَفْلاكِ، وَمُسَخِّرُالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ كُلٌّ يَجْرِي لِاَجَلٍ مُسَمّىً،يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهارِ،وَ يُكَوِّرُ النَّهارَ عَلَى اللَّيْلِ يَطْلُبُهُ حَثِيثاً، قاصِمُ كُلِّ جَبّارٍ عَنِيدٍ، وَمُهْلِكُ كُلِّ شَيْطانٍ مَرِيدٍ.
لَمْ يَكُنْ لَهُ ضِدٌّ وَلا مَعَهُ نِدٌّ، اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً اَحَدٌ اِلهٌ واحِدٌ، وَ رَبٌّ ماجِدٌ، يَشاءُ فَيَمْضِي، وَيُرِيدُ فَيَقْضِي،وَ يَعْلَمُ فَيُحْصِي،

اور اس کا نور ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے، اسکا حکم بغیر کسی مشورے کے جاری ہوتا ہے اور موجودات کی خلقت میں اسکا کوئی شریک نہیں ہے، اسکی تدبیر میں کوئی تبدیلی نہیں، اس نے بغیر کسی نمونے کے اشیا کو صورت بخشی، اور دوسروں کی مدد کے بغیر خلق کیا، جس چیز کو بھی اس نے چاہا خلق کر دیا اور ظاہر کر دیا۔

وہ ایسا خدا ہے جسکا کوئی ثانی نہیں ہے، اسکی بنائی ہوئی ہر شی مستحکم ہے، اور خوبصورتی میں اسکی کوئی مثال نہیں ہے وہ ایسا عادل خدا ہے جو ستم نہیں کرتا، اور ایسا صاحب کرامت ہے کہ ہر چیز کی بازگشت اسکی جانب ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہر چیز اس کی قدرت کے سامنے جھکی ہوئی ہے اور اُس کے خوف وہیبت سے ہر چیز ہراساں ہے۔

خدا تمام مملکتوں کا مالک ہے، اور آسمانوں کو اپنی جگہ ٹھہرائے ہوئے ہے، اور چاند و سورج کو ان کے محور پر چلانے والا ہے اور یہ اپنے معینہ راستے سے ہٹتے نہیں، رات کو دن میں اور دن کو رات میں پے درپے لانے والا ہے وہ ہر جابر و ظالم کے غرور کو توڑنے والا اور ہر غارت گر اور تباہی مچانے والے شیطان کو نابود کرنے والا ہے۔

خدا کا کوئی دشمن اور شریک نہیں ہے وہ اکیلا ہے اور ہر شی سے بے نیاز ہے، نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ ہی اسکی کوئی اولاد ہے، اور اسکی ہمسری اور برابری کرنے والی کوئی شی نہیں ہے وہ خدا یگانہ اور بزرگوار ہے، جس چیز کا ارادہ کرے وجود میں آجاتی ہے وہ جاننے والا اور شمار کرنے والا ہے، اور وہ مارنے اور زندہ کرنے والا ہے، اور فقر و غنیٰ دینے والا ہے، وہ ہنساتا اور رُلاتا ہے، قریب اور دور کرتا ہے، روکنے اور دینے والا ہے، وہ لائق بادشاہی ہے، اور تمام تعریفیں اس ہی کے لئے مخصوص ہیں، نیکیاں اسکے ہاتھ ہیں اور وہ ہر شی پر قادر ہے رات کو دن اور دن کو رات میں تبدیل

وَيُميتُ وَيُحْيِي، وَ يُفْقِرُ وَ يُغْنِي،وَيُضْحِكُ وَيُبْكِي،وَ يُدْنِي وَيُقْصِي، وَ يَمْنَعُ وَ يُعْطِي. لَهُ الْمُلْكُ، وَ لَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ،وَ هُوَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ. يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهارِ،وَيُولِجُ النَّهارَفِي اللَّيْلِ،لا الهَ الا هُوَالْعَزيزُ الغَفّارُ مُجيبُ الدُّعاءِ،وَمُجْزِلُ الْعَطاءِ، مُحْصِي الأنْفاسِ، وَرَبُّ الْجِنَّةِ وَالنّاسِ.

الَّذي لايُشْكَلُ عَلَيْهِ شَيءٌ،وَلايُضْجِرُهُ صُراخُ الْمُسْتَصْرِخينَ،وَلا يُبْرِمُهُ اِلْحاحُ الْمُلِحّينَ اَلْعاصِمِ لِلصّالِحينَ وَالْمُوَفِّقُ لِلْمُفْلِحينَ ومَوْلَى الْمُؤْمِنينَ وَرَبُّ الْعالَمينَ، الَّذي اسْتَحَقَّ مِنْ كُلِّ مَنْ خَلَقَ أنْ يَشْكُرَهُ، وَ يَحْمَدَهُ عَلى كُلِّ حالٍ اَحْمَدُهُ كَثيراً وَ أشْكُرُهُ دائماً عَلَى السَّرّاءِ وَ الضَّرّاءِ وَ الشِّدَّةِ وَ الرَّخاءِ.

الثاني: ایمان رسول الله (صلی الله علیه واله و سلم) و عرفان

وَ اُومِنُ بِهِ وَ بِمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ. اَسْمَعُ اَمْرَهُ، وَاُطيعُ وَاُبادِرُ اِلى كُلِّ ما يَرْضاهُ، وَاَسْتَسْلِمُ بِقَضائِهِ رَغْبَةً في طاعَتِهِ وَخَوْفاً مِنْ عُقُوبَتِهِ، لاَنَّهُ اللهُ الَّذي لا يُؤْمَنُ مَكْرُهُ، وَلايُخافُ جَوْرُهُ ، وَاَقِرُّلَهُ عَلى نَفْسي بِالْعُبُودِيَّةِ، وَاَشْهَدُلَهُ بِالرُّبُوبِيَّةِ، وَأؤَدّي ما اَوْحى بِهِ اِلَيَّ حَذَراً، مِنْ اَنْ لا اَفْعَلَ فَتَحِلَّ بي مِنْهُ قارِعَةٌ لا يَدْفَعُها عَنّي اَحَدٌ وَاِنْ عَظُمَتْ حيلَتُهُ وَ صَفَتْ خُلَّتُهُ.

کرنے والا ہے، اسکے سوا کوئی خدا نہیں ہے جو صاحب عزت اور مغفرت کرنے والا ہے، دعاؤں کو برلانے والا ہے جزا دینے والا ہے، سانسوں کا شمار کرنے والا ہے اور جنوں اور انسانوں کا پروردگار ہے اسکے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے رونے والوں کے نالے اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اور گڑگڑانے والوں کا گڑگڑانا اس پر اثر انداز نہیں ہوتا، وہ نیکی کرنے والوں کا محافظ اور ہدایت یافتہ کو کامیاب کرنے والا ہے، وہ مومنین کا مولا اور دونوں جہان کا رب ہے وہ ایسا خدا ہے جس کا ہر مخلوق شکر ادا کرتی ہے، وہ ہر حال میں خوشی و غمی، سختی و آسانی میں لائق تعریف ہے۔

۲۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان اور خدا کی طرف جھکاؤ:

میں خدا، فرشتوں، آسمانی کتابوں، اور اپنے سے پہلے پیغمبروں کی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں، میں خدا کے حکم کو مانتا، اور ہر اس حکم کی اطاعت کرتا ہوں جو اسکی خوشنودی کا باعث ہو، اس کو بجالانے میں جلدی کرتا ہوں، اسکی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں، کیونکہ میں اطاعت کا مشتاق اور اسکے عذاب سے خوفزدہ ہوں، اس لئے کہ وہ ایسا خدا ہے جسکے سامنے کسی کا حیلہ کارگر نہیں، اور سب اسکے ستم سے محفوظ ہیں میں اس کے لائق عبادت ہونے کا اعتراف کرتا ہوں، اور اسکی ربوبیت و پروردگاری کا شاہد ہوں اس نے جو مجھ پر وحی بھیجی ہے اُس کو انجام دوں گا، کیونکہ اگر انجام نہ دوں تو اس کے عذاب کا خوف ہے، اور جس عذاب سے کوئی چھٹکارا دلانے والا نہیں، چاہے کتنا ہی بڑا مفکر اور اندیشمند ہی کیوں نہ ہو۔

الثالث: ضرورة ابلاغ ولاية علی (علیه السلام)

لا الهَ الاّ هُولاَنَّهُ قَدْ اَعْلَمَنی اَنّی اِنْ لَمْ اُبَلِّغْ مَا اَنزَلَ اِلَیَّ فی حَقِّ عَلیٍّ فَمابَلَّغتُ رِسالَتَهُ،فَقَدْ ضَمِنَ لِی (تَبارَکَ و تَعالی) الْعِصْمَةَ مِنَ النّاسِ وَ وَاللهُ الْکافِی الْکَرِیمُ، فَاَوْحی اِلَیَّ.

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحیم یا اَیُّهاالرَّسُول بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ فی عَلِیٍّ، یَعنی فِی الْخِلافَةِ لِعَلیِّ بن اَبی طالب وَ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَما بَلَّغْت رِسالَتَه وَ اللهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ.

مَعاشِرَ النّاس! ما قَصَّرْتُ فِی تَبْلیغِ ما اَنْزَلَ اللهُ تَعالی اِلَیَّ، وَاَنَا اُبَیِّنُ لَکُمْ سَبَبَ هذَا الایَة.

اِنَّ جَبْرَئیلَ(علیه السلام) هَبَطَ اِلَیَّ مِراراً ثَلاثاً یَأمُرُنی عَنِ السَّلامُ رَبّی وَهُوَ السَّلامُ اَنْ اَقُومَ فِی هَذَا الْمَشْهَدِ، فَاُعْلِمُ کُلَّ اَبْیَضٍ وَ اَسْوَدَ اَنَّ عَلیَّ بْنِ اَبی طالِب، اَخی وَوَصِیّی وَخَلیفَتی عَلی اُمَّتی وَالامامُ مِنْ بَعْدی، الَّذی مَحَلُّهُ مِنّی مَحَلُّ هارُونَ مِنْ مُوسی، الاّ اَنَّهُ لا نَبِیَّ بَعْدی، وَ هُوَ وَلِیُّکُمْ بَعْدَ اللهِ وَرَسُوله وَقَدْ اَنْزَلَ اللهُ تَبارَکَ تَعالی عَلَیَّ بِذلک آیَةً مِنْ کتابه.

اِنَّماوَلِیُّکُمُ اللهُ وَ رَسُولُهُ وَالَّذینَ آمَنُوا الَّذینَ یُقیمُونَ الصَّلوةَ وَ یُؤتُونَ

۳۔ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان:

اسکے سوا کوئی خدا نہیں ہے، اس نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جو کچھ اس نے مجھ پر نازل فرمایا ہے اگر تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں تو گویا میں نے وظیفۂ رسالت کو انجام نہیں دیا، پھر اس نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ شرّ دشمنان سے مجھے محفوظ رکھے گا، وہ ہے خدا مہربان کفایت کرنے والا، تو اس نے مجھ پر یوں وحی نازل فرمائی ہے۔

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے،

اے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوا ہے اس کو پہنچا دو، اگر تم نے یہ پیغام نہ پہنچایا تو گویا اُس کی رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا اور تم ڈرو نہیں خدا تم کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

اے لوگو میں نے اب تک جو کچھ مجھ پر نازل ہوا اسکی تبلیغ میں کوتاہی نہیں کی ہے، اور ابھی جو اس آیت کے توسط سے مجھ پر نازل ہوا ہے اس کو تم تک پہنچانے والا ہوں جبکہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے ایک حقیقت تم لوگوں کے سامنے واضح اور آشکار طور پر کہوں گا۔

حقیقت میں جبرئیل علیہ السلام تین بار مجھ پر نازل ہوا اور خدا کا سلام پہنچایا، اور یہ پیغام لایا کہ اس سرزمین ''غدیر خم'' پر توقف کروں اور تمہارے سیاہ سفید کو بیان کروں! حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرے بعد میرے وصی اور جانشین اور تم لوگوں کے امام ہیں، اُس کی نسبت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون کی موسیٰ پیغمبر کے ساتھ تھی، فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا، خدا اور رسول کے بعد علی علیہ السلام تمہارے رہبر اور امام ہیں، اور خداوند عالم نے اپنی کتاب قرآن مجید میں یہ آیت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں مجھ پر نازل کی ہے

سالزّکوةَ وَهُمْ راكِعُونَ.

وَ عَلِيٌّ ابْنِ اَبِی طالِبِ الَّذی اَقامَ الصَّلوةَ وَآتَی الزَّکوةَ وَهُوَ راكِعٌ يُريدُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِی كُلِّ حالٍ

الرابع . علة تريث النبی فی اخذ البيعة لعلی(عليه السلام)

وَسَأَلْت جَبْرَئيلَعليه السلامأَنْ يَسْتَعْفِيَ لِيَ السَّلامَ عَنْ تَبْلِيْغِ ذلِکَ اِلَيْكُم أَيُّهَا النّاسُ ـ لِعِلْمی بِقِلَّةِ الْمُتَّقِينَ، وَكَثْرَةِ الْمُنافقينَ،وَاَدْغالِ اللائمينَ، وَحِيَلِ الْمُسْتَهْزِئينَ بِالاِسْلامِ، اَلَّذينَ وَصَفَهُمُ اللهُ فِی كِتابِه:

بِاَنَّهُمْ يَقُولُونَ بِاَلْسِنَتِهِمْ ما لَيْسَ فِی قُلُوبِهِمْ وَيَحْسَبُونَهُ هَيِّناً وَهُوَعِنْدَ اللهِ عَظيمٌ وَكَثْرَةَ اَذاهُمْ لِی غَيْرَمَرَّةٍ،حَتّی سَمُّونی اُذُناً،وَ زَعَمُوا اَنّی كَذلِکَ لِكَثْرَةِ مُلازِمَتِه اِيّایَ،وَاِقْبالی عَلَيْهِ،وَ هَواهُ وَقَبُولِه مِنّی حَتّی اَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِی ذلِکَ قُرآناً.

وَ مِنْهُمُ الَّذين يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَ يَقُولُونَ هُوَاُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ.

وَلَوْ شِئْتُ اَنْ اُسَمِّيَ الْقائِلينَ بِأَسمائِهِمْ لَسَمَّيْتُ،وَ اَنْ اَوْمِئَ اِلَيْهِمْ بِأَعْيانِهِمْ لَاَوْمَأْتُ، وَ اَنْ اَدُلَّ عَلَيْهِمْ لَدَلَلْتُ،وَ لكِنّی وَاللهِ فِی اُمُورِهِمْ قَدْ تَكَرَّمْتُ وَكُلُّ ذلِکَ لا يَرْضی اللهُ مِنّی اِلاَّ اَنْ اُبَلِّغَ ما اَنْزَلَ اللهُ اِلَيَّ فِی حَقِّ عَلِيٍّ.

بتحقیق تمہارا رہبر اور سرپرست خدا اور اسکا رسول، اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہین، اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں۔ (سورہ مائدہ ایت ۵۵)

اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے نماز قائم کی اور حالت رکوع میں زکواۃ دی، اور خدا بزرگ اور برتر کا ہر حال میں شکر ادا کیا۔

۴۔ حضرت علی علیہ السلام کے لئے بیعت لینے میں پیغمبر ﷺ کی احتیاط کے اسباب:

میں نے جبرئیل سے اس بات کی درخواست کی کہ خدا سے اس حکم کی بجاآوری کے لئے معافی طلب کرے کیونکہ میں اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ! تمہارے درمیان پرہیزگار بہت کم اور منافق بہت زیادہ ہیں، گنہگار، حیلہ گر اور اسلام کا مذاق اڑانے والے بہت زیادہ ہیں، وہ لوگ کہ جن کی شناخت قرآن میں خود خدا نے یوں کروائی ہے:

(اپنی زبانوں سے وہ جو کچھ کہتے ہیں ان کے دل میں نہیں ہے، اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دوغلا پن کوئی بہت سادہ سی بات ہے، حالانکہ پروردگار کے نزدیک بہت بڑی ہے۔)

اور بہت ساری آزار اور تکلیفیں ہیں منافقوں کی طرف سے جنہوں نے ہمیشہ مجھے تکلیف پہنچائی ہے، یہاں تک کہ انہوں نے میرا نام ''گوش'' رکھ دیا، یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ دوسرے کہتے ہیں میں سنتا ہوں کیونکہ انہوں نے یہ دیکھا ہے کہ میں ہمیشہ علی علیہ السلام کے ساتھ ہوں اور میں انکی اور انکے نظریات کی طرف توجہ دیتا ہوں، یہاں تک کہ خداوند عالم نے انکی اس اہانت کا جواب دینے کے لئے قرآن مجید میں یہ آیت نازل کی۔ (سورہ توبہ آیت ۶۱)

ان میں سے بعض نے پیغمبر کو ستایا اور کہا کہ وہ گوش (کان) ہیں، اے رسول تم کہدو کان تو ہیں مگر تمہاری بھلائی سننے کے کان ہیں اور خدا پر ایمان اور مومنین کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

(یا اَیُّها الرَّسُولُ بَلِّغْ ما اُنزِلَ اِلَیکَ مِنْ رَبِّکَ وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَهُ وَاللهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النّاسِ).

الخامس امامة علی واولاده علیهم السلام حتی ظهور المهدی علیه السلام

فَاعْلَمُوا مَعَاشِرَ الناسِ! ذلکَ فیهِ وافْهَمُوه وَاعْلَمُوا اَنَّ اللهَ قَدْ نَصَبَهُ لَکُمْ وَلِیّاً وَ اِماماً، فَرَض طاعَتَهُ عَلَی الْمُهاجِرِینَ وَالاَنْصارِ، وَ عَلَی التّابِعِینَ لَهُمْ بِإِحْسانٍ،وَعَلَی البادِی وَالْحاضِرِ،وعَلَی الْعَجَمِی وَالْعَرَبِی ،وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوکِ،وَ الصَّغِیرِوَالْکَبِیرِ،وَ عَلَی الاَبْیَضِ وَالاَسْوَدِ وَ عَلی کُلِّ مُوَحِّدٍ ماضٍ حُکْمُهُ،جازٍ قَولُهُ،نافِذٌ اَمْرُهُ،مَلْعُونٌ مَن خالَفَهُ، مَرْحُومٌ مَنْ تَبِعَهُ، وَصَدَّقَهُ،فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَلِمَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَ اَطاعَ لَهُ.

مَعاشِرَ النّاسِ! اِنَّهُ آخِرُ مَقامٍ اَقُومُهُ فِی هذا الْمَشْهَدِ، فَاسْمَعُوا وَاَطِیعُوا وَ انْقادُوالاَمرِاللهِ رَبِّکُمْ. فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَ جَلَّ هُوَرَبُّکُمْ وَ وَلِیُّکُمْ وَالِهُکُمْ؛ ثُمَّ من دُونِهِ رَسُولُهُ مُحَمَّدٌ وَلِیُّکُمْ،القائِمُ الْمخاطِبُ لَکُمْ، ثُمَّ مِن بَعْدِی عَلِیٌّ وَلِیُّکُمْ وَاِمامُکُمْ بِأَمْرِ اللهِ رَبِّکُمْ، ثُمَّ الاِمامَةُ فِی ذُرِّیَّتِی مِنْ وُلْدِهِ إِلی یَوْمِ القِیامَةِ، یَوْمَ تَلْقَونَ اللهَ وَرَسُولَهُ.

اگر میں ابھی چاہوں تو منافقوں کا نام ونشان کے ساتھ تعارف کروادوں، یا انگلی سے ان کی طرف اشارہ کردوں، لیکن خدا کی قسم انکے سلسلے میں، میں بزرگواری سے کام لے رہا ہوں اور ان کو رسوا نہیں کرونگا، ان تمام باتوں کے باوجود خداوند عالم مجھ سے اس وقت تک خشنود نہیں ہوگا جب تک میں اس کی طرف سے نازل کئے گئے پیغام کو تم تک نہ پہنچادوں، اس نے فرمایا ہے کہ (اے پیغمبر ﷺ! جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کو پہنچادو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو تم نے اس کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا اور تم ڈرو نہیں، خدا تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔)

۵۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کی امامت کا تعارف:

اے لوگو! جان لو کہ خداوند عالم نے علی علیہ السلام کو تمہارا سرپرست، ولی، پیشوا اور امام مقرر کردیا ہے؛ انکی اطاعت تمام مہاجرین وانصار، اسلام کے نیک پیروکاروں، ہر شہری اور دیہاتی، عرب وعجم، آزاد وغلام، چھوٹے بڑے، کالے گورے، اور خداوند عالم کی عبادت کرنے والے تمام لوگوں پر واجب ہے، اس کا حکم مانا جانا چاہیے، اس کا ہر کلام وسخن مناسب ہے، اسکے ہر دستور کی اطاعت واجب ہے، جو اسکی مخالفت کرے اس پر لعنت ہے، اور جو اس کے فرمان کی اطاعت کرے اس کی بخشش ہے، اس کی تصدیق کرنے والا مومن اور تکذیب کرنے والا کافر ہے، ہر وہ شخص جو علی علیہ السلام کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے خدا اس کو بخش دے گا۔

اے لوگو! یہ وہ آخری مقام ہے کہ جہاں میں تمہارے درمیان کھڑے ہو کر بات کر رہا ہوں، اس لئے میری بات اچھی طرح سن لو اور اس پر عمل کرو، اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرو وہی خدا تمہارا پرودگار معبود اور سرپرست اور اس کے بعد اس کا نبی میں محمد ﷺ جو ابھی

لا حَلالَ الاّ ما اَحَلَّهُ اللهُ وَ رَسُولُهُ وَلا حَرامَ الاّ ما حَرَّمَهُ اللهُ. عَلَيْكُمْ وَ رَسُولُهُ وَ هُمْ وَ اللهِ عَزَّ و جَلَّ عَرَّفَنی الْحَلالَ وَ الْحَرام،وَاَنَا اَفْضَيْتُ بِما عَلَّمَنی رَبّی مِنْ كِتابِهِ، وَ حَلالِهِ وَحَرامِهِ اِلَيْهِ.

مَعاشِرَ النّاسِ! ما مِنْ عِلْمٍ الاّ وَ قَدْ اَحْصاهُ اللهُ فِیَّ، وَ كُلُّ عِلْمٍ عُلِّمْتُ فَقَدْ اَحْصَيْتُهُ فِی عَلِیٍّ اِمامِ الْمُتَّقِينَ،وَ ما مِنْ عِلْمٍ اِلاّ وَ قَدْ عَلَّمْتُهُ عَلِيّاًوَ هُوَ الاِمامُ الْمُبِينُ.

السادس وظيفة الناس تجاه الامام علی عليه السلام

مَعاشِرَ النّاسِ! لا تَضِلُّوا عَنْهُ وَ لا تَنْفِرُوا مِنْهُ، وَلاتَسْتَنْكِفُوامِنْ وِلايَتِهِ، فَهُوَالَّذی يَهْدی اِلَی الْحَقِّ وَ يَعْمَلُ بِهِ،وَ يُزْهِقُ الباطِلَ وَيَنْهی عَنْهُ، وَ لا تَأْخُذُهُ فِی اللهِ لَوْمَةُ لائِمٍ،ثُمَّ اِنَّهُ اَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ لَمْ يَسْبِقْهُ اِلَی الاْيمانِ بی اَحَدٌ وَالَّذی فَدی رَسُولَ اللهِ بِنَفْسِهِ، وَالَّذی كانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ،وَلا اَحَدَ يَعْبُدُ اللهَ مَعَ رَسُولِهِ مِنَ الرِّجالِ غَيْرُهُ، اَوَّلُ النّاسِ صَلوةً وَ اَوَّلُ مَنْ عَبَدَ اللهَ مَعی.

اَمَرْتُهُ عَنِ اللهِ اَنْ يَنامَ فی مَضْجَعی، فَعَلَ فادِياً لی بِنَفْسِهِ.

مَعاشِرَ النّاسِ فَضِّلُوهُ فَقَدْ فَضَّلَهُ اللهُ، وَاقْبَلُوهُ فَقَدْ نَصَبَهُ اللهُ.

تمہارے درمیان کھڑا بات کر رہا ہوں تمہارا سرپرست ہوں، پھر میرے بعد علی علیہ السلام خدا کے حکم سے تمہارے سرپرست اور امام ہیں اور پھر انکے بعد امامت میری اولاد میں جو کہ علی علیہ السلام سے ہوں گے قیامت تک کے لئے برقرار رہے گی، یہاں تک کہ تم روز قیامت خدا اور اس کے رسول سے ملاقات کرو۔

لوگو! حلال خدا کے علاوہ کچھ بھی حلال نہیں، اور حرام خدا کے علاوہ کچھ حرام نہیں، اس نے مجھے حلال وحرام کے بارے میں بتایا، اور میں نے اس علم ودانش کی بنیاد پر جو میں نے خداوند عالم سے حاصل کیا ہے، اسکی کتاب میں سے حلال وحرام کو تمہارے لئے واضح کر دیا ہے۔

اے لوگو! ایسا کوئی علم نہیں ہے جسے خدائے منّان نے میرے سینے میں نہ رکھا ہو؛ اور میں نے یہ تمام علوم حضرت علی علیہ السلام کو تعلیم فرمائے ہیں علی علیہ السلام تمہارے امام اور پیشوا ہیں

۶۔ حضرت علی علیہ السلام کے سلسلے میں لوگوں کی ذمّہ داریاں:

اے لوگو! علی علیہ السلام کے سلسلے میں گمراہ نہ ہونا، اور اس سے دوری اختیار نہ کرنا، اس کی ولایت سے منحرف نہ ہو جانا وہ حق کی ھدایت کرنے والا اور حق پر عمل کرنے والا ہے باطل کو نابود کرنے والا اور باطل سے روکنے والا ہے اور خدا کی راہ میں کسی برا بھلا کہنے والے کی کوئی پروا نہیں کرتا،

بتحقیق علی علیہ السلام وہ پہلا شخص ہے جو خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا، علی علیہ السلام وہ شخص ہے جس نے اپنی جان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا کر دیا، وہ ہمیشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا، ایک دن ایسا تھا جب علی علیہ السلام کے سوا مردوں میں سے کوئی نہ تھا جو میرے ساتھ خدا کی عبادت کرتا۔

اے لوگو! علی علیہ السلام کو دوسروں سے افضل اور برتر جاننا کیونکہ خدا نے اسکو برتری دی ہے، اور اسکی امامت و ولایت کو قبول کرنا کیونکہ خدا نے اس کو تمہارا امام مقرر کیا ہے۔

مَعاشِرَ النّاس!اِنَّهُ اِمامٌ مِنَ اللهِ،وَ لَنْ یَتُوبَ اللهُ عَلی اَحَدٍ اَنْکَرَ وِلایَتَهُ، وَ لَنْ یَغْفِرَ اللهُ لَهُ، حَتماً عَلَی اللهِ اَنْ یَفعَلَ ذلِکَ مِمَّنْ خالَفَ اَمْرَهُ فیهِ،وَاَنْ یُعَذِّبَهُ عَذاباً نُکْراً، اَبَدَ الآبادِ وَدَهْرَ الدُّهُورِ.

فَاحْذَرُوا اَنْ تُخالِفُوهُ فَتَصْلُوا ناراً وَ قُودُها النّاسُ وَ الْحِجارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکافِرینَ.

مَعاشِرَ النّاس!بی وَ اللهِ بَشَّرَ الاَوَّلُونَ مِنَ النَّبِیّینَ وَ الْمُرْسَلینَ،وَاَنَا واللهِ خاتَمُ الاَنْبِیاءِ وَ الْمُـــرْسَلینَ وَ الْحُجَّةُ عَلی جَمیعِ الْمَخْلُوقینَ مِنْ اَهْلِ السَّمواتِ وَالاَرَضینَ،فَمَنْ شَکَّ فی ذلِکَ فَقَدْ کَفَرَ کُفْرَ الْجاهِلِیَّةِ الاُولی وَ مَنْ شَکَّ فی شَیءٍ مِنْ قَوْلی هذافَقَدْ شَکَّ فی کُلِّ ما اُنْزِلَ اِلَیَّ،وَ مَنْ شَکَّ فی واحِدٍمِنَ الاَئِمَّةِ فَقَدْ شَکَّ فِی الْکُلِّ مِنْهُ،وَالشّاکُّ فینا فِی النّارِ.

مَعاشِرَالنّاس!حَبانِیَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِهذِهِ الْفَضیلَةِ مَنّاً مِنْهُ عَلَیَّ وَ اِحْساناً مِنْهُ اِلَیَّ،وَ لا اِلهَ اِلاّ هُوَ، اَلا لَهُ الْحَمْدُ مِنّی اَبَدَ الابِدینَ،وَدَهْرَ الدّاهِرینَ عَلی کُلِّ حالٍ.

مَعاشِرَ النّاس! فَضِّلُوا عَلِیّاً فَاِنَّهُ اَفْضَلُ النّاسِ بَعْدی مِنْ ذَکَرٍ وَ اُنْثی،مَا اَنْزَلَ اللهُ الرِّزْقَ، وَ بَقِیَ الْخَلْقُ.

مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ، مَغْضُوبٌ مَغْضُوبٌ، مَنْ رَدَّ عَلَیَّ قَولی هذا وَلَمْ یُوافِقْهُ.

اے لوگو! علی علیہ السلام خدا کی طرف سے تمہارا امام ہے اور خدا اس کی امامت کے منکروں کی توبہ ہرگز قبول نہیں کرے گا یہ خداوند عالم کے لئے حتمی ہے کہ وہ منکر ولایت علی علیہ السلام کیساتھ ایسا سلوک کرے ؛اور لازمی ہے کہ وہ منکر کو عذاب دے ایسا سخت و دردناک عذاب جو ہمیشہ کے لئے ہے لہٰذا اس کی مخالفت سے بچو کیونکہ مخالفت کی سزا جہنم کی آگ ہے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ؛ وہ آگ جو کافروں کے لئے آمادہ کی گئی ہے۔

اے لوگو! خدا کی قسم مجھ سے پہلے آنے والے تمام نبیوں اور رسولوں نے تمیں اس بات کی بشارت دی ہے کہ میں آخری نبی ہوں ؛ میں آسمان وزمین میں موجود ہر مخلوق پر خدا کی حجت ہوں لھذا جو بھی میری نبوّت میں شک کرے دوران جاہلیت کے کافروں کی طرح ایک کافر ہے اور جو بھی میرے کلام میں سے بعض میں شک کرے تو گویا اس نے میرے سارے کلام میں شک کیا، اور میری گفتار میں شک کرنے والا آتش جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اے لوگو! مجھے یہ فضیلت خداوند عالم نے عطا کی ہے اور اس لحاظ سے مجھ پر احسان کیا ہے اور تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور میں ہر حال میں اس کا شکر گزار ہوں۔

اے لوگو! علی علیہ السلام کو دوسروں سے برتر اور افضل جانا کیونکہ وہ انسانوں میں خواہ مرد ہو یا عورت میرے بعد سب سے افضل ہے؛ خداوند عالم ہماری اور ہمارے اہل بیت کی برکت سے اپنے بندوں کو روزی دیتا ہے اور مخلوقات کے سلسلۂ وجود کی ضمانت دیتا ہے۔

ملعون ہے، ملعون ہے، مغضوب ہے، مغضوب ہے وہ شخص جو میرے سخن کا صرف اس وجہ سے انکار کرتا ہے کہ یہ اسکی خواہشات کے منافی ہے؛ جان لو کہ جبرئیل نے مجھے خدا کی طرف سے خبر دی ہے کہ ! جو شخص علی علیہ السلام کو دشمن رکھے ؛ اور اسکی ولایت کو قبول نہ کرے اس پر میری لعنت

اَلا اِنَّ جَبْرَئیلَ خَبَّرَنی عَنِ اللهِ تَعالی بِذلِکَ وَ یَقُولُ « مَن عادی عَلیّاً وَ لَمْ یَتَوَلَّهُ فَعَلَیْهِ لَعْنَتی ».(فَلْتَنظُرْ نَفسٌ ما قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللهَ اَنْ تُخالِفوهُ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبوتِها ـ اِنَّ اللهَ خَبیرٌ بِما یَعْمَلُون).(۱)

السابع . فضائل علی بن ابیطالب علیه السلام

مَعاشِرَ النّاس!اِنَّهُ جَنْبُ اللهِ الَّذی ذَکَرَ فی کِتابِهِ الْعَزیزِ فَقالَ تعالی مُخْبِراً عَمّا یُخالِفُهُ: (اَنْ تَقُولَ نَفْسٌ یا حَسْرَتی عَلی ما فَرَّطْتُ فی جَنْبِ الله)(۲)

مَعاشِرَ النّاس! تَدَبَّرُوا الْقُرانَ،وافْهَمُوا آیاتِه،وَانْظُرُوا اِلی مُحْکَماتِه، وَ لا تَتَّبِعوامُتَشابِهَهُ، فَوَ اللهِ لَنْ یُبَیِّنَ لَکُمْ زَواجِرَهُ وَ لَن یُوضِحَ لَکُمْ تَفْسیرَهُ اِلاَّ الَّذی اَنا آخِذٌ بِیَدِه،وَ مُصْعِدُهُ اِلَیَّ وَ شائِلٌ بِعَضُدِه، وَ رافِعُهُ بِیَدَیَّ وَمُعْلِمُکُمْ اَنَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلاهُ فَهذاعَلِیٌّ مَوْلاهُ،وَ هُوَعَلِیُّ بْنُ اَبی طالِبٍ اَخی وَ وَصِیّی وَمُوالاتُهُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْزَلَها عَلَیَّ.

مَعاشِرَ النّاس!اِنَّ عَلِیّاً وَالطَّیِّبینَ مِنْ وُلْدی مِن صُلْبِهِ هُمُ الثِّقْلُ الاَصْغَر وَالْقُرانُ هُوَالثِّقْلُ الاَکْبَر، فَکُلُّ واحِدٍ مِنْهُما مُنْبِیءٌ عَنْ صاحِبِه،وَمُوافِقٌ لَهُ، لَنْ یَفْتَرِقا حَتّی یَرِدا عَلَیَّ الْحَوضَ.

---

(۱) سوره حشرآیت ـ ۱۸

(۲) سوره زمرآیت۳۹ ـ ۶۵

اور غضب ہے چنانچہ ہر کسی کو اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ وہ قیامت کے لئے کیا بھیج رہا ہے؟ لوگو خدا کی مخالفت کرنے سے ڈرو اور ثابت قدمی کے بعد گمراہی میں نہ پڑ جانا، تحقیق جو کچھ تم کرتے ہو خدا تمہارے ہر فعل سے آگاہ ہے۔

۷۔ فضائل علی ابن ابی طالب علیہ السلام :

اے لوگو! حضرت علی علیہ السلام وہ ہیں جن کو خداوندہ عالم نے قرآن مجید میں جنب اللہ کے نام سے یاد کیا ہے اور فرمایا ہے (کہ تم میں سے بعض کہنے لگے کہ ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کا تقرب حاصل کرنے میں کی)

اے لوگو قرآن میں تدبر و تفکر کرو اور اس کی آیات کو سمجھنے کی کوشش کرو، محکمات پر عمل کرو اور متشابہات کی پیروی نہ کرو، خدا کی قسم میرے بعد تمہارے لئے کوئی قرآن کی تفسیر نہیں کر سکتا مگر وہ کہ جس کا ہاتھ میں نے پکڑ کر بلند کیا ہو۔ (حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا)

اور میں آپ کو آگاہ کر رہا ہوں، جس جس کا میں مولا اور سرپرست ہوں میرے بعد حضرت علی علیہ السلام اس اس کے مولا اور سرپرست ہیں وہ علی علیہ السلام ابوطالب کا بیٹا میرا بھائی اور جانشین ہے اور اس کی ولایت و امامت کو خداوند عالم نے مجھ پر نازل فرمایا ہے۔

اے لوگو یہ علی علیہ السلام اور میرے پاک فرزند، ثقل اصغر ہیں اور قرآن مجید ثقل اکبر ہے، یہ دونوں ایک دوسرے کی خبر دیتے ہیں اور ایک دوسرے کی تائید و تصدلق کرتے ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ روز قیامت حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں۔

یہ خداوند عالم کی طرف سے اس کی مخلوق پر امین و حاکم ہیں، آگاہ رہنا جو کچھ لازم تھا اس کی وضاحت کر دی اور اپنے مطلب و مقصد کو بیان کر دیا خداوند عالم نے یوں بیان فرمایا تھا، اور میں نے خداوند عالم کے پیغام کو تم تک پہنچا دیا۔

الا اَنَّهُــمْ اُمَنآءُ اللهِ فِی خَلْقِهِ،وَحُکّامُهُ فی اَرْضِه.اَلاوَ قَدْ بَلَّغْتُ، الا وَقَــدْ اَسْمَعْتُ،الا وَ قَدْاَوضَحْتُ، الا وَاَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قالَ وَ اَنا قُلْتُ عَنِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ،الا اَنَّهُ لا اَمیرَ الْمُؤمِنینَ غَیْرَاَخی هذا، الا لا تَحِلُّ اِمْرَةُالْمُؤمِنینَ بَعْدی لاَحَدٍ غَیْرِهُ.(ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدِهِ اِلی عَضُدِهِ فَرَفَعَهُ وَ کانَ مُنْذُ اَوَّلِ ما صَعَدَ رَسُولُ اللهُ صَلّی اللهُ عَلَیه وَآلِهِ وَ شالَ عَلیاً حَتّی صارَتْ رِجْلاهُ مَعَ رُکْبَةِ رَسُولِ اللهِ صَلّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ ثُمَّ قالَ:)

مَعاشِرَ النّاسِ! هذا عَلِیٌّ اَخی، وَ وَصِیّی، وَواعی عِلْمی، وَخَلیفَتی فی اُمَّتی،عَلی مَنْ آمَنَ بی وَ عَلی تَفسیرِکتابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ،وَالدّاعی اِلَیْه ، وَالْعامِلُ بِما یَرْضاهُ، وَ الْمحارِبُ لاَعْدائِهِ، وَ الْمُوالی عَلی طاعَتِه، وَالنّاهی عَنْ مَعْصِیَتِه. اِنَّهُ خَلیفَةُ رَسُولِ اللهِ وَاَمیرُ الْمُؤمِنینَ، وَ الامامُ الهادی مِنَ اللهِ،وَقاتِلُ النّاکِثینَ وَالْقاسِطینَ وَ الْمارِقینَ بِاَمْرِاللهِ یَقُولُ اللهُ ما یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ بِاَمْرِ اللهِ رَبّی اَقُولُ.

اَللّهُمَّ والِ مَنْ والاهُ، وَ عادِ مَنْ عاداهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ وَ الْعَنْ مَنْ اَنْکَرَهُ، وَ اغْضِبْ عَلی مَنْ جَحَدَ حَقَّهُ.

اَللّهُمَّ اِنَّکَ اَنْزَلْتَ الآیَةَ فی عَلِیٍّ وَلِیِّکَ عِنْدَ تَبْیینِ ذلِکَ،وَنَصْبِــکَ اِیّاهُ لِهذَاالْیَــومِ (اَلْیَــومَ اَکْمَلْــتُ لَکُمْ دینَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتی و رَضیتُ لَکُمُ

اور آگاہ رہنا کہ میرے بھائی علی علیہ السلام کے سوا کوئی امیر المومنین نہیں ہے اور میرے بعد علی علیہ السلام کے سوا کسی کو مومنین پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے، اور اس وقت حضرت علی علیہ السلام کا بازو پکڑ کر آپ کو اتنا بلند کیا کہ آپ کے قدم مبارک حضرت رسول اکرم ﷺ کے زانوں تک آ گئے، اور فرمایا:

اے لوگو! یہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرے بھائی، وصی، میرے علم کے وارث اور میری امت پر میرے خلیفہ ہیں جو کتاب خدا کی تفسیر کرنے والے اور لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت کرنے والے اور خوشنودی خدا کے لئے عمل کرنے والے ہیں دشمنان قرآن سے جنگ کرنے والے اور قرآن کی اطاعت کرنے والوں کو دوست رکھنے والے اور معصیت خدا سے روکنے والے ہیں، حضرت علی علیہ السلام رسول خدا ﷺ کے خلیفہ و جانشین مومنوں کے امیر اور ہدایت کرنے والے امام ہیں اور خداوند عالم کے حکم سے، ناکثین (۱)، قاسطین (۲)، اور مارقین (۳)، کو قتل کرنے والے ہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ میرے پروردگار کا حکم ہے۔

اے پروردگار اس کو دوست رکھ جو علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ساتھ دشمنی کر جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھتا ہے اور جو حضرت علی علیہ السلام کی امامت کا انکار کرے اسے اپنی رحمت سے دور کر دے اور جو ان کے حق کو چھینیں ان پر غضب ناک ہو جا۔

پروردگار تو نے یہ فرمان مجھ پر نازل کیا ہے اور امت کی رہبریت کو میرے بعد حضرت علی

---

(۱)۔ ناکثین سے مراد اصحاب جمل ہیں جنھوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے کے بعد پیمان شکنی کی۔

(۲)۔ قاسطین سے مراد معاویہ اور اس کے طرف دار ہیں جنھوں نے جنگ صفین میں معاویہ کا ساتھ دیا تھا۔

(۳)۔ مارقین سے مراد خوارج جنگ نہروان کا گروہ ہے جو دین خدا سے خارج ہو چکا تھا۔

الأسلامَ ديناً

فَقُلْتَ:وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الاسْلامِ ديناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَفى الآخِرَةِ مِنْ الْخاسرين(۱)

اَللّهُمَّ اِنّى أُشْهِدُكَ، وَ كَفى بى شَهيداً أَنّى قَدْ بَلَّغْتُ

مَعاشِرَ النّاس!اِنّما اَكْمَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ دينَكُمْ بِاِمامَتِه، فَمَنْ لَمْ يَأْتَمَّ بِه وَ بِمَنْ يَقُومُ مَقامَهُ مِنْ وُلْدى مِنْ صُلْبِهِ اِلى يَوْمِ الْقِيامَةِ،وَ الْعَرْضِ عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ، فَاُولئِكَ الَّذينَ حَبِطَتْ اَعْمالُهُمْ، وَفِى النّارِ هُمْ خالِدُونَ، لا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذابُ وَلا هُمْ يُنْظَرُونَ.

مَعاشِرَ النّاس! هذا عَلِيٌّ،اَنْصَرُكُمْ وَاَحَقُّكُمْ وَ اَقْرَبُكُمْ اِلَيَّ وَاَعَزُّكُمْ عَلَيَّ وَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَاَنَا عَنْهُ راضِيان، وَ ما نَزَلَتْ آيَةُ مَدْحٍ فِى الْقُرْآنِ اِلاّ فيهِ، وَ لا خاطَبَ اللهُ الَّذين آمنوا اِلاّ بدء به ولا نزلت آيةُ مدحٍ فِى القُرْآنِ الاّ فيه ولا شَهِدَاللهُ بِالْجَنَّةِ (فى هَل اَ تى عَلى الانْسانِ) الاّ لَهُوَ لا اَنْزَلَها فى سَواهُ ولا مَدَحَ بِها غَيْرَهُ.

مَعاشِرَ النّاس! هُوَ ناصِرُ دينِ الله، وَالْمُجادِلُ عَنْ رَسُولِ الله، وَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ الْهادِيُّ الْمَهْدِيُّ، نَبِيُّكُمْ خَيْرُ نَبِيٍّ، وَ وَصِيُّكُمْ خَيْرُ وَصِيٍّ، وَ بَنُوهُ خَيْرُالاَوْصِياء.

---

(۱) آل عمران ۳- ۸۵

اور اولاد علی علیہ السلام کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کی امامت و ولایت کو لوگوں میں بیان کر دوں، اس لحاظ سے تو نے اپنے بندوں پر دین مکمل کر دیا اور ان پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور دین اسلام سے راضی ہو گیا۔

اور فرمایا: (جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواہش کرے تو اس کا وہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ روز قیامت سخت گھاٹے میں رہے گا،) پروردگار میں تجھ کو گواہ بنا رہا ہوں اور آپ کی گواہی میرے لئے کافی ہے کہ میں نے آپ کا فرمان پہنچا دیا۔

اے لوگو! خداوند عالم نے تمہارے دین کو حضرت علی علیہ السلام کی امامت کے ذریعے کامل کر دیا لھذا جس نے بھی حضرت علی علیہ السلام اور آپکے بیٹوں کی امامت کا اعتراف نہ کیا تو ان کے اعمال حبط کئے جائیں گے اور ان کو ہمیشہ کے لئے جھنم میں ڈالا جائے گا اور ان کے عذاب میں کوئی تخفیف نہیں کی جائے گی اور ان کو کوئی مہلت دی جائے گی۔

اے لوگو! یہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے جس نے سب سے زیادہ میری مدد کی ہے اور تم سب سے یہ میرے زیادہ نزدیک اور عزیز ہے خداوند عالم اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے راضی و خوشنود ہیں قرآن میں جو آیت بھی خوشنودی خدا پر دلالت کرتی ہے وہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں ہے

اور جہاں بھی خداوند عالم نے مومنین کو خطاب کیا سب سے پہلے اس کی نظر حضرت علی علیہ السلام پر تھی اور قرآن مجید میں جو بھی مدح و ستائش کی گئی وہ حضرت علی علیہ السلام کی خاطر ہے اور سورہ، **ھل اتی علی الانسان**، میں جس بہشت کا ذکر کیا گیا وہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے ہے، اور سورہ حضرت علی علیہ السلام کے سوا کسی کے بارے میں نازل نہیں کی گئی اور اس میں حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کسی کی مدح و ثنا نہیں کی گئی،

مَعاشرَ النّاس! ذُرِيَّةُ كُلِّ نَبيٍّ مِنْ صُلْبِه، وَ ذُرِّيَّتي مِنْ صُلْبِ عَلِيٍّ

مَعاشِرَ النّاس! اِنَّ اِبْليسَ اَخْرَجَ آدَمَ مِنَ الْجَنَّةِ بِالْحَسَد. فَلا تَحْسُدُوهُ فَتَحْبِطَ اَعْمالُكُمْ،وَتَزِلَّ اَقْدامُكُمْ، فَاِنَّ آدَمَ عليه السلام اُهْبِطَ اِلَى الارضِ بِخَطيئَةٍ واحِدَةٍ، وَ هُوَصَفْوَةُ الله عَــزَّوَجَلَّ، فَكَيْفَ بِكُمْ؟ وَ اَنْتُمْ، وَمِنْكُمْ أَعْداءُ الله.

اَلا اِنَّهُ لا يُبْغِضُ عَلِيّاً الاَّ شَقِيٌّ، وَ لا يُوالِي عَلِيّاً الا تَقِيٌّ، وَلا يُؤْمِنُ بِهِ الاَّ مُؤْمِنٌ مُخْلِصٌ، وَ في عَلِيٍّ ـ وَالله ـ نَزَلَتْ سُورَةُ الْعَصْرِ.

« بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحيم، وَالْعَصْرِ اِنَّ الانسانَ لَفي خُسْرٍ. اِلاَّ الَّذين آمَنوا وَ عَمِلوُا الصّالِحات وَ تَواصَوْا بِالْحَقِ وَتَواصَوْا بِالصَّبْرِ».

اَلا عَلِيٌّ الَّذي آمَنَ وَرَضِي بِالْحَقِ و الصَّبْرِ.

مَعاشرَ النّاس! قَداسْتَشْهَدْتُ الله، وَ بَلَّغْتُكُمْ رِسالَتي،وَما عَلَى الرَّسُولِ اِلاَّ الْبَلاغُ الْمُبين.

مَعاشرَ النّاس! اِتَّقوالله حَقَّ تُقاته وَلا تَمُوتُنَّ الا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُونَ.

مَعاشرَ النّاس! (آمِنوا بِالله، وَ رَسُوله، وَالنُّورِالَّذي اُنْزِلَ مَعَهُ مِن قَبْلِ اَن نَطْمِسَ وُجُوهاً فَنَرُدَّها عَلى اَدْبارِها اَولَعَنَهُمْ كما لَعَنّا اَصْحابَ السَّبْت)

با لله ما عَنى بِهذِهِ الايَةِ الاَّ قَوماً مِنْ اَصْحابي اَعْرِفُهُمْ بِاَسْمائِهِم و

اے لوگو! حضرت علی علیہ السلام دین خدا کی مدد کرنے والے اور رسول خدا ﷺ کی حمایت کرنے والے ہیں اور وہ پاک و پاکیزہ پرہیز گار و ہدایت کرنے والے ہیں تمہارا پیغمبر بہترین پیغمبر ہے تمہارا امام بہترین امام، اور اس کے بیٹے بہترین جانشین الٰہی ہیں۔

اۓ لوگو! تمام پیغمبروں کی ذریت و نسل ان کے صلب سے ہیں لیکن میری ذریت و نسل حضرت علی علیہ السلام سے ہوگی ۔

اے لوگو! وہی شیطان جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو حسد کی وجہ سے جنت سے نکلنے پر مجبور کر دیا، تم حضرت علی علیہ السلام سے حسد نہ کرنا گر نہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں گے اور تمہارے قدم ڈگمگا جائیں گے وہ حضرت آدم علیہ السلام جو پیغمبر خدا تھے ایک ترک اولی کی وجہ سے زمین پر اتار دے گئے پس تمہارا کیا حال ہوگا؟ تمہارے درمیان تو دشمن خدا بھی موجود ہیں۔

اے لوگو! شقی و بد بخت کے علاوہ کوئی بھی علی علیہ السلام سے دشمنی نہیں کرے اور جو پرہیز گار ہوگا وہ علی علیہ السلام کو دوست رکھے گا اور مومن مخلص کے علاوہ کوئی علی علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے گا اور خدا کی قسم، سورہ والعصر، حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے زمانہ کی قسم انسان گھاٹے میں ہیں، مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے اور آپس میں حق کا حکم اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔

آگاہ ہو جاؤ علی علیہ السلام وہ ہیں جو ایمان لائے اور رضایت خداوند عالم پر راضی رہے اور صبر کیا اے لوگو میں خداوند عالم کو گواہ بنا کر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے اپنی رسالت تم تک پہنچادی اور رسول خدا کا کام صرف حکم کو پہنچانا ہے۔

اے لوگو خدا کا تقویٰ اختیار کرو جیسے تقوی کا حق ہے، اور جب بھی مرنا تو دین اسلام پر مرنا۔

اَنْسابِهِمْ وَ قَدْ اُمِرْتُ بِالصَّفْحِ عَنْهُم فَلْیَعْمَلْ کُلُّ امْرِیءٍ عَلی ما یَجِدُ لِعَلِیٍّ فی قَلْبِهِ مِنَ الحُبِّ والْبُغْض.

مَعاشِرَالنّاس! النُّورُمِن الله عَزَّ وَجَلَّ مَسْلوکٌ فِیَّ ثُمَّ فی عَلِیٍّ ابن اَبی الْطالب ثُمَّ فِی النَّسْلِ مِنْهُ اِلَی الْقائِمِ الْمَهْدِیِّ اَلَّذی یَأْخُذُ بِحَقِّ الله وَ بِکُلِّ حَقٍّ هُوَ لَنا.لاَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدجَعَلَنا حُجَّةً عَلَی الْمُقَصِّرینَ اَلْمُعاندینَ،وَ الْمخالِفینَ والْخائِنین والاثمین،وَ الظالمینَ وَ الْغاصبینَ مِن جَمیعِ الْعالَمینَ.

الثامن . التحذیر من المخالفة و الانحراف

مَعاشِرَ النّاس! اُنْذِرُکُم اَنّی رَسُولُ الله اِلَیْکُمْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِیَ الرُّسُلُ، اَفَاِنْ مِتُّ، اَوْ قُتِلْتُ انْقَلَبْتُمْ عَلی اَعْقابِکُمْ، وَ مَنْ یَنْقَلِبْ عَلی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَضُرَّ اللهَ شَیْئاً، وَسَیَجْزِیَ اللهُ الشّاکِرینَ الصّابرین.(۱)اَلا وَاِنَّ عَلِیّا هُوَ الْمَوصُوفُ بِالصَّبْرِ وَ الشُّکْرِ، ثُمَّ مِنْ بَعْدِهِ وُلْدی مِنْ صُلْبِه.

مَعاشِرَ النّاس! لا تَمُنُّوا عَلَی الله تَعالی اِسْلامَکُمْ فَیَسْخَطَ عَلَیْکُمْ،وَیُصیبَکُمْ بِعَذاب مِنْ عِنْدِهِ اِنَّه لَبِالْمِرْصاد

مَعاشِرَ النّاس! اِنَّهُ سَیَکُون مِنْ بَعْدی اَئِمَّةٌ یَدْعُونَ اِلَی النّار، وَ یَوْمَ اَلْقیمَة لا یُنْصَرُونَ.

اے لوگو! خدا اس کے رسول اور وہ نور جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لے آؤ قبل اس کے کہ تمہارے چہرے نابود ہو جائیں یا دین اسلام سے منصرف ہو جاؤ۔

اے لوگو! خداوند عالم کی طرف سے میرے اندر نور موجود ہے جو میرے بعد حضرت علی علیہ السلام میں ہوگا اور ان کے بعد ان کے بیٹوں میں حضرت مھدی علیہ السلام تک موجود رہے گا اور وہ مھدی علیہ السلام وہ ہوں گے جو ہمارے اور خدا وند عالم کے حق کو دنیا میں نافذ کریں گے، اور خداوند عالم نے ہمیں تمام مقصرین، دشمنوں، مخالفوں، خیانت کاروں، گناہ کاروں، اور ظالموں پر قیامت تک کے لئے حجت قرار دیا ہے۔

۸۔مخالفتوں کا بچاؤ :

اے لوگو! میں تمہیں ہوشیار کرتا ہوں کہ میں خدا کا رسول بنا کر تمہاری جانب بھیجا گیا ہوں اور مجھ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر آئے اگر میں مرجاؤں یا قتل کر دیا جاؤں تو تم زمانہ جاہلیت کی طرف پلٹ جاؤ گے؟ اور جو پلٹ جائے تو اس میں خدا کا کوئی نقصان نہیں ہے خدا شکر گزاروں کو بہت جلد قیامت میں پاداش دے گا آگاہ رہنا کہ علی علیہ السلام صبر و شکر گزاری میں معروف ہے اور اس کے بعد میرے فرزند (جو علی علیہ السلام کے صلب سے ہیں) بھی ایسے ہی ہونگے۔

اے لوگو! اپنے اسلام قبول کرنے کی خاطر خدا پر احسان نہ جتاؤ وہ تم پر غضبناک ہو جائے گا اور تمہیں عذاب سے دچار کر دے گا تحقیق وہ ہر خطا کار کی سزا ہے۔

اے لوگو! میرے بعد فاسد رہنما آئیں گے جو لوگوں کو جہنم کی طرف لے جائیں گے اور قیامت کے دن کوئی مدد نہیں کریں گے، اے لوگو! خدا اور اس کا رسول ان سے بیزار ہیں اے لوگو! وہ فاسد رہنما، انکے حواری و پیروکار اور انکے مددگار آتش جہنم میں سب سے

مَعاشِرَ النّاس! اِنَّ اللهَ تَعالی وَ اَنا بَریئانِ مِنْهُمْ.مَعاشِرَ النّاس! اَنَّهُمْ وَ اَنْصارَهُمْ وَاَشْیاعَهُمْ، وَ اَتْباعَهُمْ، فِی الدَّرْکِ الاَسْفَلِ مِنَ النّار،وَ لَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرینَ اَلا اَنَّهُمْ اَصْحابُ الصَّحیفَةِ،فَلْیَنْظُرْاَحَدُکُمْ فِی الصَّحیفَةِ فَذَهَبَ عَلَی النّاسِ اِلا شِرْذِمَةٌمِنْهُمْ اَمْرُ الصَّحیفَةِ.

مَعاشِرَ النّاس! اِنّی اَدَعُها اِمامَةً، وَوِراثَةً فِی عَقِبی اِلی یَوْمِ الْقِیامَةِ، وَقَدْ بَلَّغْتُ ما اُمِرْتُ بِتَبْلیغِهِ، حُجَّةً عَلی کُلِّ حاضِرٍ وَ غائِبٍ، وَ عَلی کُلِّ اَحَدٍ مِمَّنْ شَهِدَ اَوْلَمْ یَشْهَدْ ، وُلِدَ اَوْلَمْ یُولَدْ فَلْیُبَلِّغِ الْحاضِرُ الْغائِبَ، وَالْوالِدُ الْوَلَدَ اِلی یَوْمِ الْقِیامَةِ، وَسَیَجْعَلُونَ الاِمامَةَ بَعْدی مُلْکاً وَاغْتِصاباً،اَلا لَعَنَ اللهُ الْغاصِبینَ وَالْمُغْتَصِبینَ ،وَ عِنْدَها سَیَفْرُغُ لَکُم اَیُّهاالثَّقَلانِ، مَنْ یَفْرُغُ وَ یُرْسِلُ عَلَیْکُما شُواظٌ مِنْ نارٍ وَنُحاسٌ فَلا تَنْتَصِرانِ.

مَعاشِرَ النّاس! اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ یَکُنْ لِیَذَرَکُمْ عَلی ما اَنْتُمْ عَلَیْهِ، حَتّی یَمیزَ الْخَبیثَ مِنَ الطَّیِّبِ، وَ ما کانَ اللهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ.

مَعاشِرَ النّاس! اِنَّهُ ما مِنْ قَرْیَةٍ اِلاّ وَاللهُ مُهْلِکُها بِتَکْذیبِها، قَبلَ یَوْمِ الْقِیامَةِ وَ مُمْلِکُها الاِمامَ الْمَهْدی وَاللهُ مُصَدِّقٌ وَعْدَهُ

مَعاشِرَ النّاس! قَدْ ضَلَّ قَبْلَکُمْ اَکْثَرُالاَوَّلینَ، وَ اللهُ لَقَدْ اَهْلَکَ الاَوَّلینَ، وَهُوَ

---

(۱)آل عمران -۱۴۴

نچلے مقام پر ہیں؛ اور متکبروں کے لئے کتنا برا مقام ہے، آگاہ رہنا! وہ لوگ ایک دستاویز (حضرت علی علیہ السلام کی امامت کی مخالفت میں ایک تحریر) لکھنے والے ہیں،(۱) لھذا تم سب پر لازم ہے کہ اس شرمناک دستاویز میں غور و فکر سے کام لینا جو کچھ لوگوں کے علاوہ سب کو گمراہی کی طرف لے جائے گی۔

اے لوگو! علی علیہ السلام اور انکے بیٹوں کی امامت کو قیامت تک کی لئے تمہارے درمیان باقی رکھ رہا ہوں، اور میں جس چیز کے ابلاغ پر ماٴمور تھا تم تک پہنچادی کہ ہر انسان، حاضر غائب، شاہد اور غیر شاہد، اور ہر اس پر جواب تک پیدا ہوا ہے یا پیدا نہیں ہوا سب پر حجت تمام ہو گئی ہے۔

لہذا حاضرین غائبین کو؛ ہر باپ اپنی اولاد کو تا قیامت مسئلہٴ امامت علی علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی امامت کے بارے میں بیان کرتے رہیں، کیونکہ بہت جلدی خلافت الٰہی کو بادشاہی میں تبدیل کر کے غصب کر لیں گے؛ آگاہ رہنا! خدا نے ولایت کا غاصبوں اور ان کے طرفداروں پر لعنت کی ہے؛ وہ جلد ہی جن و انس کا حساب لے گا اور ان میں سے گنہگاروں پر جہنم کی آگ برسائے گا، وہاں کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں ہوگا خدا ایسا نہیں کہ برے بھلے کی تمیز کیے بغیر جس حال میں تم ہو اسی حالت پر تمہیں چھوڑ دے اور خدا ایسا بھی نہیں کہ تمہیں غیب کی باتیں بتا دے۔

اے لوگو! جس آبادی اور شھر کے لوگوں نے بھی وعدہ الٰہی کا انکار کیا خداوند نے انہیں ہلاک کر دیا۔

....

۱۔ ایک دستاویز ہے جسکو ابو سفیان اور مخالفان ولایت کی ایک جماعت نے ابو بکر اور ایک گروہ سے دستخط لئے اس تحریر کا محرر سعید بن عاص تھا اور انکا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ پیغمبر ﷺ نے اپنے بعد کوئی خلیفہ اور جانشین مقرر نہیں کیا۔

مُهْلکُ الاخرِینَ

قال اللهُ تعالی:اَلَمْ نُهْلِک الاوَّلِین ثُمَّ نُتْبِعُهُم الاخرِین، کَذلِکَ نَفْعَلُ بِالْمُجرِمِین وَیْلٌ یَوْمَئذ لِلْمُکَذِّبِین). (۱)

مَعاشِرَ النّاس!اِنَّ الله قَدْ اَمَرَنی،ونَهانی،وَ قَدْ اَمَرْتُ عَلِیّاً،وَ نَهَیْتُهُ بِأمْرِهِ فَعِلْمُ الاَمْرِوَالنَّهْیَ لَدَیْه، فَاسْمَعُوا لاَمْرِهِ تَسْلَمُوا، وَاَطیعُوهُ تَهْتَدُواوانْتَهُوا لِنَهْیِه تُرْشَدُوا،وَ صیرُوا الی مُرادِه،وَ لا تَتَفَرَّقُ بِکُمُ السُّبُلُ عَنْ سَبیلِه.

مَعاشِرَ النّاس!اَنَا صِراطُ الله الْمُسْتَقیمُ الَّذی اَمَرَکُمْ باتِّباعِه،ثُمَّ عَلیٌّ مِنْ بَعْدی،ثُمَّ وُلْدی مِنْ صُلْبِهِ اَئمَّةُ الْهُدی یَهْدُونَ اِلَی الْحَقِّ، وَ بِه یَعْدِلُون.

(بِسْمِ الله الرَّحْمَن الرَّحیم اَلْحَمْدُ لله رَبِّ الْعالَمینَ الرَّحمن الرَّحیمِ مالِکِ یَوْمِ الدین اِیّاک نَعْبُدُ وَ اِیّاک نَسْتَعینُ اِهْدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقیم صِراطَ الَّذین اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغضُوبِ عَلَیْهِم وَ لاالضّالین.(۲)

فِیَّ نَزَلَتْ،وَ فیهِمْ والله نَزَلَتْ،وَ لَهُمْ عَمَّتْ،وَ اِیّاهُمْ خَصَّتْ.

اُولئکَ اَوْلیاءالله الَّذین لا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلا هُمْ یَحْزَنُون.

---

(۱) مرسلات ـ۷۷ ـ۱۶ ـ۱۹

(۲)فاتحه الکتاب ۱ـ۷

اور خدا نابود کردے گا ہر اس شہر اور جمعیت کو کہ جہاں کے رہنے والے ظالم ہوں؛ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے؛ ای لوگو! یہ علی علیہ السلام تمہارا امام، سرپرست اور تمہارے درمیان خدا کا وعدہ ہے؛ اور خدا نے جو وعدہ دیا ہے اسے انجام دے گا۔

اے لوگو! بتحقیق بہت سارے انسان ماضی میں گمراہ ہو چکے ہیں اور خداوند عالم نے گذشتہ گمراہوں کو نابود کر دیا اور آئندہ آنے والے گمراہوں کو بھی نابود کر دے گا؛

جیسا کہ فرمایا! (آیا پہلے کے انسانوں کو ہم نے ہلاک نہیں کر دیا؟ اور آئندہ آنے والوں کو اس ہی راستے پر نہیں چلاتے؟ ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں؛ اور اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی خراب ہے۔

اے لوگو! خداوند عالم نے مجھے چند امور کا امر اور چند امور کی نہی فرمائی ہے؛ اور میں نے بھی علی علیہ السلام کو اس امر و نہی سے آشنا کر دیا ہے، لھذا علی علیہ السلام خدا کی طرف سے اوامر و نواہی کو جانتے ہیں؛ تو تم لوگ اس کے امر کو سنو تا کہ سعادت مند ہو جاؤ، اور اسکی پیروی کرو تا کہ ہدایت یافتہ ہو، اور ہمیشہ اسکی راہ پر چلو اور تمہیں تمہاری الگ الگ راہیں کہیں علی علیہ السلام کی راہ سے جدا نہ کر دیں۔

اے لوگو! میں وہ مستقیم راستہ ہوں جسکی پیروی کا خداوند عالم نے تمہیں حکم دیا ہے؛ اور میرے بعد علی علیہ السلام اور اسکے بعد میرے بیٹے علی علیہ السلام کے صلب سے خدا کا مستقیم راستہ ہیں؛ وہ ایسے امام ہیں جو لوگوں کو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق کے ذریعے عدالت قائم کرتے ہیں، اسکے بعد ان آیات کی تلاوت فرمائی!

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے؛ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں؛ جو عالمین کا رب ہے؛ بخشنے والا اور مہربان ہے؛ روز قیامت کا مالک ہے، خدایا ہم تیری ہی عبادت کرتے

التاسع . احبّاء علیٍّ بنُ ابیطالب و اعدائه

اَلا اِنَّ حزْبَ الله هُمُ الغالِبُونَ.

اَلا اِنَّ اَعْدائَهُمْ هُمُ السُّفَهاءُ الْغاوُونَ اِخْوانُ الشَّیاطینِ یُوْحِی بَعْضُهُمْ اِلی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَولِ غُرُوراً.فقال عَزَّ و جَلَّ :

(لا تَجِدُ قَوْماً یُؤْمِنُونَ بِالله وَالْیَوْمِ الآخِرِ یُوادُّون مَنْ حادَّ الله وَ رَسوُلَه وَ لَوْ کانُوا ابائَهُمْ اَوْ اَبْنائَهُمْ اَوْ اِخْوانَهُمْ اَوْ عَشیرَتَهُمْ اولئکَ کَتَبَ فی قُلوُبِهِمُ الایمانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِروُحٍ مِنْهُ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّاتٍ تَجْری مِنْ تَحْتِهَا الاَنْهارُ خالدینَ فیهارَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ اُولئکَ حِزبُ الله اَلا اِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ المُفْلِحوُنَ(١)

اَلا اِنَّ اَوْلیائَهُمْ الْمُؤْمِنُونَ الَّذینَ وَصَفَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فقالَ:

اَلَّذینَ امَنُوا وَ لَمْ یَلْبَسُوا ایمانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولئکَ لَهُمُ الاَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدوُنَ.

اَلا اِنَّ اَوْلیائَهُم المؤمنون اَلَّذینَ آمَنُوا وَ لَمْ یَرْتابُوا.اَلا اِنَّ اَوْلیاءَهُمُ اَلَّذینَ یَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلامٍ ءامنین،تَتَلَقّیهِمُ المَلئکَةُ بِالتَّسْلیم یَقُولُون: سَلامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوها خالدین

اَلا اِنَّ اَوْلیائَهُمْ لَهُمُ الْجَنَّةُ یُرْزَقُونَ فیها بِغَیْرِ حِسابٍ.

---

(١) مجادله ٥٨ - ٢٢

ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں؛ ہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ ان کی راہ جنھیں تو نے اپنی نعمت عطا کی ہے نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب ڈھایا گیا ہے اور نہ گمراہوں کی راہ۔)

اے لوگو! یہ سورہ حمد میرے، علی علیہ السلام اور ان کے فرزندوں کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ان کے ساتھ مخصوص ہے وہ خدا کے دوست ہیں اور انہیں کسی کا کوئی ڈر اور خوف نہیں ہے۔

۹۔ علی علیہ السلام کے دوست اور دشمن :

آگاہ رہنا! خدا کی حزب کامیاب ہے آگاہ رہنا! کہ علی علیہ السلام کے دشمن جدائی، تفرقہ اور نفاق ڈالنے والے ہیں؛ ایک دوسرے کے دشمن، تجاوز کرنے والے اور شیطان کے دوست ہیں؛ اور آگاہ رہنا۔ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے دوست وہ لوگ ہیں جن کا ذکر خداوند نے قرآن میں یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! جو لوگ خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں انکو خدا اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی کرتے ہوئے نہیں پاؤ گے اگر چہ وہ ان کے اجداد، اولاد و بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ خدا نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیا ہے اور خود انکی مدد فرمائی ہے اور ان کو جنت کے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے راضی ہے، اور وہ بھی اپنے خدا سے راضی ہیں وہ خدا کی جماعت (حزب) ہیں؛ آگاہ رہنا! خدا کا گروہ کامیاب اور سعادتمند ہے۔)

(سورہ مجادلہ آیت/۲۲) اے لوگو آگاہ رہنا! علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے دوست وہ لوگ ہیں کہ جنکی تعریف خداوند عالم نے کچھ اس طرح سے فرمائی ہے (جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم وستم سے آلودہ نہیں کیا؛ وہ خدا کے عذاب سے امان میں ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔)

(سورہ انعام آیت/۸۲)

اَلا اِنَّ اَعدائَهُمُ، اَلَّذينَ يَصْلَوْنَ سَعيراً.

اَلا اِنَّ اَعْدائَهُمُ اَلَّذينَ يَسْمَعُونَ لِجَهَنَّمَ شَهيقاً وَهِيَ تَفُورُ،وَيَرَوْنَ لَها زَفيراً

اَلا اِنَّ اَعْدائَهُمُ اَلَّذينَ قالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فيهِمْ كُلَّما دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَعَنَتْ اُخْتَها.اَلا اِنَّ اَعدائهُمُ اَلَّذينَ قالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (كُلَّما اُلْقِيَ فيها فَوْجٌ سَألَهُمْ خَزَنَتُها اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذيرٌ؟ قالوا: بَلى، قَدْ جائَنا نَذيرٌ فَكَذَّبْنا، وَ قُلْنا ما نَزَّلَ اللهُ مِنْ شَيءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلاّ في ضَلالٍ كبير) الى قوله (اَلا فَسُحْقاً لاَصْحابِ السَّعيرِ).

اَلا اِنَّ اَوْلِيائَهُمْ اَلَّذينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ اَجْرٌ كَبير.

مَعاشِرَ النّاس! شَتّانَ ما بَيْنَ السَّعيرِ وَالاَجْرِ الكَبيرِ؟

مَعاشِرَالنّاس عَدُوُّنامَنْ ذَمَّهُ اللهُ وَلَعَنَهُ،وَوَلِيُّناكُلَّ مَنْ مَدَحَهُ اللهُ وَ اَحَبَّهُ.

مَعاشِرَ النّاس! اَلا و اِنّي النَّذيرُ وَ عَلِيٌّ الْبَشيرُ.

مَعاشِرَ النّاس! اَلا وَاِنّي مُنْذِرٌ وَعَلِيٌّ هادٍ.

العاشر. حكومة الامام المهدى عليه السلام فى آخر الزمان

مَعاشِرَ النّاس! اِنّي نَبِيٌّ، وَعَلِيٌّ وَصِيٌّ.

مَعاشِرَ النّاس! اَلا وَ اِنّي رَسُولٌ و عَلِيٌّ الامامُ وَالْوَصِيُّ مِنْ بَعْدي وَ الاَئمَةُمِنْ بَعْدِهِ وُلْدُهُ اَلا وَ اِنّي والِدُهُمْ و هُمْ يَخْرُجُونَ مِنْ صُلْبِه.

آگاہ ہو جاؤ! علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے دوست وہ لوگ ہیں کہ جن کو خداوند عالم نے اس طرح سے سراہا ہے کہ! (جو لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے اور امان میں ہونگے اور خدا کے فرشتوں سے اس حال میں ملاقات کریں گے کہ وہ انکا خیر مقدم کر رہے ہونگے، اور ان کو ہمیشہ کے لئے جنت کی بشارت دیں گے)

آگاہ ہو جاؤ! علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے دوست وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا (ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور وہاں انھیں بے حساب روزی ملے گی)

آگاہ ہو جاؤ! کہ علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے دشمن وہ لوگ ہیں (جن کو دوزخ کی آگ میں ڈھکیلا جائے گا)

آگاہ ہو جاؤ! کہ علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے دشمن وہ لوگ ہیں (دوزخ کی آگ کے بھڑکنے کی آوازیں سنتے ہیں؛ وہ بھسم کرنے والے شعلوں کو دیکھتے ہیں اور داخل ہونے والا ہر گروہ دوسرے گروہ پر لعنت وملامت کرتا ہے۔)

آگاہ ہو جاؤ! کہ علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے دشمن وہ لوگ ہیں جنکے بارے میں خداوند عالم نے فرمایا! (جب انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا تو سوال ہوگا کہ کیا تمہارا کوئی پیغمبر نہ تھا؟ تو جواب دیں گے تھا لیکن ہم نے اسکو جھٹلایا اور کہا کہ کچھ بھی تم پر نازل نہیں ہوا، تو حقیقت میں کافر سخت گمراہی میں پڑے ہیں۔)

آگاہ ہو جاؤ! کہ علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے دوست وہ لوگ ہیں جو خلوت وجلوت ہر حال میں خدا سے ڈرتے ہیں اور انکے لئے مغفرت اور خدا کا بہت بڑا انعام ہے۔

اے لوگو! ہمارے دوست اور ہمارے دشمن ہمیشہ جنت اور دوزخ کے درمیان ہیں،

اَلا اِنَّ خاتَمَ الائِمَةِ مِنّا اَلْقائِمِ اَلْمَهْدِیَّ (صَلَواتُ الله عَلَیْه)

اَلا اِنَّهُ الظّاهِرُ عَلَی الدّینِ.اَلا اِنَّهُ اَلْمُنْتَقِمُ مِنَ الظّالمین.

اَلااِنَّهُ فاتِحُ اَلْحُصُونِ وَهادِمُها.

اَلا اِنَّهُ غالِبُ کُلِّ قَبیلَةِ مِنْ اَهْلِ الشِّرْکِ. وَهادیها.

اَلا اِنَّهُ مُدْرِکُ بِکُلِّ ثارٍ لأَوْلیاءِالله عَزَّ وَجَلَّ،

اَلا اِنَّهُ ناصِرٌ لِدینِ الله

اَلا اِنَّهُ اَلْغَرّافُ مِنْ بَحْرٍ عَمیق

اَلا اِنَّهُ یَسِمُ کُلَّ ذی فَضْلٍ بِفَضْلِه، وَ کُلَّ ذی جَهْلٍ بِجَهْلِه.

اَلا اِنَّهُ خیَرَةُالله وَ مُخْتارُهُ.

اَلا اِنَّهُ وارِثُ کُلِّ عِلْمٍ وَ اَلْمحیطُ بِکُلِّ فَهْم.

اَلا اِنَّهُ اَلْمُخْبِرُ عَنْ رَبِّه عَزَّ وَجَلَّ وَاَلْمُشَیِّدُ لأَمْرِ آیاتِه.

اَلا اِنَّهُ الرَّشیدُ السَّدیدُ.

اَلا اِنَّهُ اَلْمُفَوَّضُ اِلَیْه.

اَلا اِنَّهُ قَدْ بَشَّرَ بِه مَنْ سَلَفَ مِنَ اَلْقُرونِ بَیْنَ یَدَیْه.

اَلا اِنَّهُ اَلْباقی حُجَّةٌ وَ لا حُجَّةَ بَعْدَهُ، وَ لا حَقَّ الامَعَهُ وَلا نُورَالاّ عِنْدَهُ.

اَلا اِنَّهُ لا غالِبَ لَهُ، وَلا مَنْصُورَ عَلَیْه.

(ہمارا دشمن وہ ہے کہ خدا جسکی سرزنش اور اس پر لعنت کرے؛) (اور ہمارا دوست وہ ہے جسکو خدا نے سراہا اور اسکو دوست رکھتا ہے۔)

اے لوگو! میں ڈرانے والا پیغمبر ہوں اور علی علیہ السلام ہدایت کرنے والا ہے۔

۱۰۔ حضرت مہدی (عج) کی حکومت کا تعارف :

اے لوگو! میں پیغمبر ہوں اور علی علیہ السلام میرا جانشین ہے، آگاہ ہو جاؤ ہمارا آخری امام حضرت مہدی قائم علیہ السلام ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! کہ تمام ادیان پر حاوی اور کامیاب ہوگا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ ستمگاروں اور ظالموں سے انتقام لے گا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ شرک و فساد کے مستحکم قلعوں کے بند دروازوں کو کھولے گا اور ان کو نیست و نابود کر دے گا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ مشرکوں کو چاہے وہ کسی بھی قوم و ملت سے تعلق رکھتے ہوں نابود کرنے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ خداوند عالم کے دوستوں کے خون کا حساب لینے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ خدا کے دین کی مدد کرنے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ حقیقت کے پیاسوں کو سیراب کرنے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ ہر عالم کی فضیلت و برتری اور ہر نادان کے جہل و کم عقلی سے واقف ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ خدا کا برگزیدہ اور اسکی طرف سے منتخب امام ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ ہر علم کا وارث ہے اور اس کا علم ہر علم سے برتر اور بہتر ہے۔

آگاہ ہو جاؤ وہ خداوند عالم کا تعارف کروانے والا اور احکام اور راہ ایمان کو روشن کرنے والا ہے۔

اَلاوَ اِنَّهُ وَلِیُّ اللهِ فی اَرْضِهِ وَحَکَمُهُ فی خَلْقِه،وَ اَمینُهُ فی سِرِّهِ وَعَلانِیَّتِه

مَعاشِرَ النّاس!اِنّی قَدْ بَیَّنْتُ لَکُمْ واَفْهَمْتُکُمْ،وَ هذا عَلِیٌّ یُفْهِمُکُمْ بَعْدی.

اَلا وَاِنّی عِنْدَ انْقِضاءِخُطْبَتِی اَدْعُوکُمْ اِلی مُصافَقَتِی عَلی بَیْعَتِه،وَالاقْرار بِه،ثُمَّ مُصافَقَتِه بَعْدی اَلا وَاِنّی قَدْبایَعْتُ اللهَ،وَعَلِیٌّ قَدْ بایَعَنی، وَ اَنَا آخِذُکُمْ بِالْبَیْعَةِ لَهُ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

(اِنَّ الَّذینَ یُبایِعُونَکَ اِنَّما یُبایِعُونَ اللهَ یَدُاللهِ فَوْقَ اَیْدیهِمْ فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّما یَنْکُثُ عَلی نَفْسِهِ وَ مَنْ اَوْفی بِما عاهَدَ عَلَیْه اللهَ فَسَیُؤْتیهِ اَجراً عَظیماً).

الحادیعشر . مکانة الحج و الاحکام الاسلامیة

مَعاشِرَ النّاس! اِنَّ الْحَجَّ و الْعُمْرَةَ مِنْ شَعائِرِ الله

.(فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوْ اعْتَمَرَ فَلا جُناحَ عَلَیْه اَنْ یَطَّوَّفَ بِهِما،وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْراً فَاِنَّ اللهَ شاکِرٌ عَلیمٌ).

مَعاشِرَ النّاس! حِجُّوا الْبَیْتَ فَما وَرَدَهُ اَهْلُ بَیْتٍ اِلاَّ اسْتَغْنَوْا وَ اُبْشِرُوا و لا تَخَلَّفُوا عَنْهُ اِلاّ بَتَرُواوَافْتَقَرُوا.

مَعاشِرَ النّاس! ما وَقَفَ بِالْمَوْقِفِ مُؤْمِنٌ اِلاّ غَفَرَ اللهُ لَهُ ما سَلَفَ مِنْ ذَنْبِه اِلی وَقْتِه ذلِکَ، فَاِذا انْقَضَتْ حَجَّتُهُ اسْتَأْنَفَ عَمَلَهُ.

آ گاہ ہو جاؤ! وہ شجاع اور صحیح عمل کرنے والا ہے۔

آ گاہ ہو جاؤ! مخلوقات کے امور اس کو دے دیئے گئے ہیں۔

آ گاہ ہو جاؤ! تمام گذشتہ انبیاء نے اس کے ظہور کی بشارت دی ہے۔

آ گاہ ہو جاؤ! وہ آخری حجت خدا ہے، اور اس کے بعد کوئی حجت نہیں آئے گی اور جہان میں کوئی ایسا حق نہیں جو اس کے ساتھ نہ ہو اور کوئی علم نہیں جو اس کے پاس نہ ہو۔

آ گاہ ہو جاؤ! کہ کوئی اس پر غالب نہیں ہو سکتا، اور اسکے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے۔

آ گاہ ہو جاؤ! وہ زمین میں خدا کا ولی ہے اور مخلوق کے درمیان اسکا قاضی ہے اور ظاہری اور باطنی اسرار و رموز خداوندی کا امین ہے۔

اے لوگو! میں نے حکم خدا کو تمہارے لئے بیان کر دیا اور تم لوگوں کو سمجھا دیا؛ اور یہ علی علیہ السلام میرے بعد تمہیں حقائق سمجھائیں گے۔

آ گاہ ہو جاؤ! میں اپنے خطبہ کے اختتام پر اپنے ساتھ علی علیہ السلام کی بیعت کرنے کی دعوت دوں گا اس کی بیعت کا اعتراف کروں گا۔

آ گاہ ہو جاؤ! میں نے خدا کی بیعت کی ہے، اور علی علیہ السلام نے میری بیعت کی ہے، اور میں خداوند عالم کی طرف سے علی علیہ السلام کے لئے تم لوگوں سے بیعت لوں گا جو بھی عہد شکنی کرے گویا اسنے اپنے آپ پہ ستم کیا ہے، کیونکہ خداوندے عالم فرماتا ہے جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں خدا کی قوت وقدرت سب کی قوت پر غالب ہے تو جو عہد کو توڑے گا تو اپنے نقصان کے لئے عہد توڑتا ہے اور جس نے اپنے عہد کو پورا کیا تو اس کو عنقریب خداوند عالم اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ (سورۂ فتح آیت/۱۰)

مَعاشرَالنّاس! اَلْحُجّاجُ مُعانُونَ، وَنَفَقاتُهُمْ مُخَلَّفَةٌ عَلَیهِمْ، وَ اللهُ لا یُضیعُ اَجْرَ الْمُحسنینَ.

مَعاشرَ النّاس! حِجُّوا الْبَیْتَ بِکَمالِ الدّینِ وَالتَّفَقُّهِ، وَلا تَنْصَرِفوا عَنِ المَشاهِدِ الا بِتَوْبَةٍ وَاقْلاعٍ.

مَعاشرَ النّاس! اَقیمُوا الصّلوةَ، وَاتُوا الزّکواةَ کَما اَمَرَکُمْ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنْ طالَ عَلَیْکُمْ الاَمَدُ فَقَصَّرْتُمْ اَوْ نسیتُمْ. فَعَلِّیٌ وَلِیُّکُمْ، وَ مُبَیِّنٌ لَکُمْ اَلَّذی نَصَبَهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَکُمْ بَعْدی، اَمین خَلْقِه اَنَّهُ مِنّی و اَنَا مِنْهُ وَ هُوَ وَ مَنْ تَخْلُفُ مِنْ ذُرِیَّتی یُخْبِرُونَکُمْ بِما تَسْاَلُونَ عَنْهُ وَ یُبَیِّنُون لَکُمْ ما لا تَعْلَمُونَ.

اَلا اِنَّ الْحَلال وَ الْحَرامَ اَکْثَرُ مِن ان اُحْصیَهُما،وَ اُعَرِّفَهُما فَآمُرَ بِالْحَلالِ، وَ اَنْهیَ عَنِ الْحَرامِ فی مَقامٍ واحِدٍ. فَاُمِرْتُ اَنْ اخُذَ الْبَیْعَةَ مِنْکُمْ وَالصَّفْقَةَ لَکُمْ بِقَبوُلِ ماجِئْتُ بِهِ عَنِ اللهِ عَزَّ وجَلَّ فی عَلیٍّ اَمیرِ الْمُؤْمنین وَالاَوْصیاءِ مِنْ بَعْدِهِ الَّذینَ هُمْ مِنّی وَ مِنْهُ اِمامَةٌ فیهِم المَهْدیُّ اِلی یَومَ یَلْقی اللهَ الَّذی یُقَدِّرُ وَ یَقْضی.

مَعاشرَ النّاس!وَ کُلُّ حَلالٍ دلتلکم عَلَیْهِ،وَکُلُّ حَرامٍ نَهَیْتُکُمْ عَنْهُ، فَاِنّی لَمْ اَرْجِعْ عَنْ ذلِکَ وَ لَمْ اُبَدِّلْ.

۱۱۔ حج کی اہمیت اور احکام الٰہی :

بتحقیق حج وعمرہ شعائر خداوندی میں سے ہیں، جو بھی حج وعمرہ کا قصد رکھتا ہے، وہ صفا ومروہ کے درمیان طواف کرسکتا ہے جو اعمال صالح انجام دے گا خدا اسکو جزا دینے والا اور اسکے عمل سے آگاہ ہے۔

اے لوگو! خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جاؤ جو گھرانا بھی مکہ میں داخل ہو خدا اسے غنی کر دے گا، اور جو خاندان مکہ سے منہ موڑے گا وہ فقر میں مبتلا ہو جائے گا۔

اے لوگو! جو مومن بھی حج کرے گا، تو اسکے گذشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے، گویا حج کے بعد نئے سرے سے اس نے اپنی زندگی کا آغاز کیا،

اے لوگو! حجاج بیت اللہ الحرام کی مدد ہوتی ہے؛ اور انکے سفر میں جو بھی اخراجات ہوتے ہیں وہ انکے لئے آخرت کا ذخیرہ ہے، خداوند عالم اعمال صالح انجام دینے والوں کی جزا کو ضایع نہ ہونے دے گا۔

اے لوگو! ضروری استطاعت اور کامل دین کے ساتھ حج انجام دو، اور مراسم حج سے اس وقت تک نہ پلٹنا جب تک تمہارے گناہ معاف نہ ہو جائیں۔

اے لوگو! نماز قائم کرو؛ اور زکوۃ ادا کرو جس طرح خداوند عالم نے حکم دیا ہے؛ اگر کچھ مدت تمہاری ایسی گزری کہ جس میں تم نے احکامات الٰہی کی بجا آوری نہ کی یا بھول گئے؛ تو علی علیہ السلام تمہارے درمیان تمہارا صاحب امر اور احکام خداوندی کو تمہارے سامنے بیان کریں گے، علی علیہ السلام وہ شخص ہیں جس کو خدا نے میرا جانشین مقرر کیا ہے، وہ تمہارے سوالات کے جوابات دیں گے؛ اور جو کچھ تم نہیں جانتے وہ سب تمہارے لئے بیان فرمائیں گے۔

آگاہ ہو جاؤ! حلال حرام اتنے زیادہ ہیں کہ ایک مجلس میں تمہارے سامنے بیان نہیں کئے

اَلافَاذْکُرُوا ذلکَ،وَاحْفَظُوهُ،وَتَواصَوْابه،وَلا تُبَدِّلُوهُ،وَلا تُغَیِّرُوهُ.اَلا وَاِنِّی اُجَدِّدُ الْقَوْلَ.اَلا فَاَقیمُوا الصَّلوةَ،وَآتُو الزَّکوةَ،وَأْمُرُوا بِالْمَعْرُوف وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ.

اَلا وَ اِنَّ رَأْسَ الاَمْرِ بِالْمَعْرُوف اَنْ تَنْتَهوا الی قَوْلی، وَ تُبَلِّغُوهُ مَنْ لَمْ یَحْضُرْ، وَ تَاْمُرُوهُ بِقَبُولِه،عَنّی وَتَنْتَهَوْهُ عَنْ مُخالَفَته فَاِنَّهُ اَمْرٌ مِنْ الله عَزَّوَجَلَّ وَمِنّی،وَلا اَمْرَبِمَعْرُوف،وَلا نَهْیَ عَنْ مُنْکَرِالاّمَعَ امام مَعْصُوم مَعاشِرَ النّاس!الْقُرانُ یُعَرِّفُکُمْ اَنَّ الائمَّةَ مِنْ بَعْدِهِ وُلْدُهُ، وَ عَرَّفْتُکُمْ انَّهُمْ مِنّی وَمِنْهُمْ، حَیْثُ یَقُولُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ فی کتابِه:

(وَ جَعَلَها کَلِمَةً باقِیَةً فی عَقِبِه)

وَ قُلْتُ «لَنْ تَضِلُّوا ما اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهِما»

مَعاشِرَ النّاس! التَّقْوی التَّقْوی، وَاحْذَرُوا السّاعَةَ کَما قالَ اللهُ تَعالی:

(اِنَّ زَلْزَلَةَ السّاعَةِ شَیْءٌ عَظیمٌ (۱)

.اُذْکُرُوا الْمَماتَ وَ الْمَعادَ وَالْحِسابَ وَالْمَوازینَ وَ الْمُحاسَبَةَ بَیْنَ یَدَی رَبِّ الْعالَمینَ،وَ الثَّوابَ وَ العِقابَ، فَمَنْ جاءَبِالْحَسَنَةِ اُثیبَ عَلَیها،وَ مَنْ جاءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَیْسَ لَهُ فی الْجِنانِ نَصیبٌ.

---

(۱) حج -۱-۲۲

جاسکتے اور ان تمام کا تعارف نہیں کروایا جاسکتا اور ان کے امر و نہی کا حکم نہیں دیا جاسکتا، پس خدائے صاحب عزّت وجلال کی طرف سے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ علی علیہ السلام امیر المؤمنین کے لئے تم لوگوں سے بیعت لوں؛ اور انکے بعد آنے والے اماموں کی بھی بیعت کرو، وہ امام جو سب مجھ سے اور علی علیہ السلام سے ہیں؛ اور انکا آخری قائم مہدی علیہ السلام ہے جو قیامت تک حق سے فیصلہ کرے گا۔

اے لوگو! ہر حلال جو تمہیں میں نے بتایا؛ اور ہر حرام جس سے میں نے تمہیں روکا ہے، اس کا حکم ہمیشہ کے لئے ہے نہ میں ان سے پلٹا ہوں اور نہ ہی میں نے ان میں کوئی تبدیلی کی ہے، اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنا، اور محفوظ کر لینا، اسکی تلقین کرنا اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کرنا، تحقیق میں مکرر کہہ رہا ہوں! نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا؛ آگاہ ہو جاؤ اصل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میرے فرامین پر عمل کرنے کا نام ہے، لھذا میری وصیّت سب تک پہنچادو، اسکو انجام دینے کا حکم دو، اور اسکی مخالفت سے لوگوں کو ڈراؤ؛ کہ یہ میرے صاحب عزّت و جلال خدا کا حکم ہے، جان لو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امام معصوم علیہ السلام کے وجود کے بغیر وجود میں نہیں آسکتے۔

اے لوگو! علی علیہ السلام کے بعد آنے والے اماموں (جو سب اسکی اولاد ہیں) کا تعارف قرآن نے کروایا، اور میں نے بھی تمہارے سامنے تعارف کروادیا ہے کہ وہ سب مجھ سے اور میں ان سے ہوں؛ جیسا کہ خداوند عالم خود قرآن میں ارشاد فرما رہا ہے:

(ہم نے امامت کو ایک ہمیشہ رہنے والی حقیقت کی صورت میں اولاد پیغمبر ﷺ میں قرار دیا ہے۔) سورہ زخرف آیت ۲۸

اور میں بھی کہتا ہوں کہ جب تک تم لوگوں نے قرآن وعترت سے تمسک کیا ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔

اے لوگو! تقویٰ، تقویٰ؛ روز قیامت سے ڈرو جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے!

الثانی عشر. اخذ البیعة الکاملة للامام علی بن ابیطالب.

مَعاشِرَالنّاس!اِنَّکُمْ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُصافِقُونی بِکَفٍّ واحِدٍ،فی وَقْتٍ واحِدٍ قَدْ اَمَرَنِی اللهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ آخُذَ مِنْ اَلْسِنَتِکُمُ الاقْرارَ بِما عَقَّدْتُ لِعَلیٍّ اَمیرِالْمُؤمنین وَ لِمَنْ جاءَ بَعْدَهُ مِنَ الاَئِمَّة مِنّی وَ مِنْهُ عَلی ما اَعْلَمْتُکُمْ اَنَّ ذُرِّیَّتی مِنْ صُلْبِه، فَقُولُوا بِاَجْمَعِکُمْ:

اِنّا سامِعُونَ مُطیعُونَ راضُونَ مُنْقادُون لِما بَلَّغْتَ عَنْ رَبِّنا، وَ رَبِّکَ فی اَمْرِ اِمامِنا عَلِی اَمیرِالْمُؤْمِنینَ (صَلَواتُ اللهِ عَلَیْه) وَ مَنْ وُلِدَتْ مِنْ صُلْبِه مِنَ الاَئِمَّة، نُبایِعُکَ عَلی ذلِکَ بِقُلُوبِنا، وَاَنْفُسِنا. وَاَلْسِنَتِنا. وَ اَیْدینا، عَلی ذلِکَ نَحْیی. وَ عَلَیْه نَمُوتُ، وَ عَلَیْه نُبْعَثُ، ولا نُغَیِّرُ، وَلانُبَدِّلُ، وَ لانَشُکُّ، وَ لانَجْحَدُ وَلانَرْتابُ، وَلانَرْجِعُ عَنِ الْعَهْدِ، ولاننقض المیثاق وعظتنا بوعظ الله فی علی أمیرالمؤمنین وَ الأئِمَّةَ الَّذین ذَکَرْتَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ مِنْ وُلْده بَعْدَهُ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَمَنْ نَصَبَهُ اللهُ بَعْدَهُما فَالْعَهْدُ وَالْمیثاقُ لَهُمْ مَأخُوذٌ مِنّا، مِنْ قُلُوبِنا وَاَنْفُسِنا و اَلْسِنَتِنا وَضَمایِرِنا وَ اَیْدینا مَنْ اَدْرَکَها بِیَدِه و اِلا فَقَدْ اَقَرَّ بِلِسانِه وَ لا نَبْتَغی بِذلِکَ بَدَلاً وَ لا یَرَی اللهُ مِنْ اَنْفُسِنا حوَلاً. نَحْنُ نُؤَدّی ذلِکَ عَنْکَ الدّانی و الْقاصی مِنْ اَولادِنا وَ اَحالینا وَ نُشْهِدُ اللهَ بِذلِکَ وَ کَفی بِالله شَهیداً وَ اَنْتَ عَلَیْنا بِه شَهیدٌ.

(روز قیامت کا زلزلہ کوئی معمولی نہیں ایک بہت بڑی چیز ہے) موت کو یاد کرو؛ خداوند عالم کی بارگاہ میں حساب کتاب، اپنے اعمال کی ترازو اور محاسبہ کو یاد رکھو؛ جزا و سزا کو یاد رکھو جو بھی اعمال نیک کے ساتھ آیا اسے اسکی جزا ملے گی اور جو بھی برائیوں کے ساتھ آئے جنت سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔

۱۲۔ علی علیہ السلام کی عمومی بیعت کا حکم:

(اے مسلمانو! تمہاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اس تپتے ہوئے صحرا میں میرے ہاتھ پر بیعت کر سکو لھذا خداوند عالم کی جانب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں سے ولایت علی علیہ السلام اور انکے بعد آنے والے اماموں کی امامت "جو میری اور علی علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں" کے بارے میں اقرار لے لوں اور میں تم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر چکا ہوں کہ میرے فرزند علی علیہ السلام کے صلب سے ہیں۔

لہٰذا تم سب لوگ کہو کہ (یارسول اللہ ﷺ ہم آپکا فرمان سن رہے ہیں اور اسکو تسلیم کرتے ہیں اس پر راضی ہیں اور آپکے اِس حکم کی اطاعت کرتے ہیں جو کہ خداوند عالم کی طرف سے آپ نے ہم تک پہنچایا جو؛ ہمارا رب ہے، ہم اس پیمان پر جو کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور ان کے بیٹوں کی ولایت کے سلسلے میں ہے اپنے جان و دل کے ساتھ اپنی زبان اور ہاتھوں کے ذریعہ آپکی بیعت کرتے ہیں، اس بیعت پر زندہ رہیں گے، مریں گے اور اٹھائے جائیں گے؛ اس میں کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر نہ کریں گے، اس میں کسی قسم کا شک و تردید نہیں کرتے، اور اس سے روگردانی نہیں کریں گے، اور اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے؛ خداوند عالم اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور علی امیر المؤمنین علیہ السلام اور انکے بیٹوں کی اطاعت کریں گے؛ کہ یہ سب؛ امت کے امام ہیں وہ امام جن کا آپ نے تذکرہ کیا ہے آپکی اولاد میں سے

مَعاشِرَ النّاس! ما تَقُولُونَ فَاِنَّ اللهَ یَعْلَمُ کُلَّ صَوْت وَ خافِیَةَ کُلِ نَفْسٍ (فَمَنِ اهْتَدی فَلِنَفْسِهِ،وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّما یَضِلُ عَلَیْها)، وَ مَنْ بایَعَ فَاِنَّما یُبایِعِ اللهَ.(یَدُاللهِ فَوْقَ اَیْدیهِم)

مَعاشِرَ النّاس! فَبایِعوا اللهَ و بایِعُونی وَ بایِعُوا عَلیّاً اَمیرَالْمُؤمنینَ، وَالْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ وَالاَئمَّةَ مِنْهُمْ فی الدُّنیا وَالاخِرَةِ کَلِمَةً طَیِّبَةً باقیَةً یُهْلِکُ اللهُ مَنْ غَدَرَ وَ یَرْحَمُ مَنْ وَفی

(فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّما یَنْکُثُ عَلی نَفْسِهِ وَ مَنْ اَوْفی بِما عاهَدَ عَلَیْهِ اللهَ فَسَیُؤْتیهِ اَجراً عظیماً)

مَعاشِرَالنّاس! قُولُوا الَّذی قُلْتُ لَکُمْ، وَسَلِّمُوا عَلی عَلِیٍّ بِاِمرَةِ الْمُؤمِنینَ وَ قوُلُوا:(سَمِعْنا وَاَطَعْنا غُفْرانَکَ رَبَّنا وَ اِلَیْکَ الْمَصیرُ)(۱)

وقوُلُوا (اَلْحَمْدُ للّهِ الَّذی هدینا لِهذا وَما کُنّالِنَهْتَدیَ لَولااَنْ هَدانَااللهُ)(۲)

مَعاشِرَ النّاس! اِنَّ فَضائِلَ عَلِیِّ بْنِ اَبی طالِب عِنْدَاللهِ عَزَّوَجَلَّ وَ قَدْ اَنْزَلَها

---

(۱) بقره –۲– ۲۸۵

(۲) اعراف–۴۳ –۷

ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کے صلب سے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے بعد آئینگے۔) حسن اور حسین علیہما السلام کے میرے نزدیک مقام کے بارے میں پہلے تمہیں آگاہ کر چکا ہوں، خداوند عالم کے نزدیک انکی قدر و منزلت کا تذکرہ کر چکا ہوں اور امانت تم لوگوں کو دے دی یعنی کہہ دیا کہ یہ دو بزرگوار ہستیاں جوانان جنت کی سردار ہیں؛ اور میرے اور علی علیہ السلام کے بعد امت مسلمہ کے امام ہیں، تم سب مل کر کہو کہ! ہم اس حکم میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں؛ اور اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی حضرت علی علیہ السلام کی حسنین علیہما السلام کی؛ اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں کہ جن کی امامت کا آپ نے تذکرہ کیا اور ہم سے عہد و پیمان لیا ہمارے دل و جان، زبان اور ہاتھ سے بیعت لی جو آ چکے قریب تھے یا زبان سے اقرار لیا، اس عہد و پیمان میں تبدیلی نہ کریں گے اور خداوند عالم کو اس پر گواہ بناتے ہیں جو گواہی کے لئے کافی ہے اور اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمارے اس پیمان پر گواہ ہیں، اور ہر مؤمن پیروکار ظاہری یا مخفی، فرشتگان خدا، خدا کے بندے اور خدا ان سب لوگوں کا گواہ ہے۔)

اے لوگو! کیا کہتے ہو؟ بتحقیق خدا زبان سے نکلی ہوئی ہر آواز اور دل میں موجود ہر نیت سے آگاہ ہے، لھذا جو بھی ہدایت کے راستے پر چلے گا اسنے اپنے ساتھ بھلائی کی ہے، اور جو گمراہ ہو گیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور جو اپنے امام کی بیعت کرے اس نے خداوند عالم کی بیعت کی کہ جسکی قدرت تمام قدرتوں پر حاوی ہے۔

اے لوگو! پرہیز گار ہو جاؤ، علی امیر المؤمنین علیہ السلام کی بیعت کرو اور حسن و حُسین علیہما السلام اور انکے بعد آنے والے اماموں کی بیعت کرو، کہ یہ سب ہمیشہ باقی رہنے والا پاک کلمہ ہیں، خدا حیلہ باز و دھوکے باز کو ہلاک کر دیتا ہے جو وعدہ وفا کرے اور عہد پر قائم رہے خدا کی رحمت اسے دیکھ رہی ہے؛ اور جو عہد شکنی کرے؛ اسنے اپنے خسارے میں عمل کیا ہے۔

فِی الْقُرآنِ اَکْثَرُ مِنْ أَنْ أُحْصِیَها فی مَقامٍ واحِدٍ، فَمَنْ اَنْبَأَکُمْ بِها وَ عَرَّفَها فَصَدِّقُوهُ

مَعاشِرَالنّاس!مَنْ یُطِعِ اللهَ وَ رَسُولَهُ وَالاَئِمَّةَ الَّذینَ ذَکَرْتُهُمْ فَقَدْ فازَفَوْزاً عَظیماً.

مَعاشِرَ النّاسِ! السّابِقُونَ اِلی مُبایَعَتِهِ وَ مُوالاتِهِ وَالتَّسْلیمِ عَلَیْهِ بِاِمْرَةِ الْمُؤْمِنینَ أُولئِکَ هُمُ الْفائِزُونَ فی جَنّاتِ النَّعیمِ.

مَعاشِرَالنّاسِ قُولُوا ما یَرْضَی اللهُ بِهِ عَنْکُمْ مِنَ الْقَوْلِ فَاِنْ تَکْفُرُوا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِی الاَرضِ جَمیعاً فَلَنْ یَضُرَّاللهَ شَیْئاً اَللّهُمَّ اغْفِرلِلْمُؤْمِنینَ بِمااَدَّیْتُ وَاَمَرْتُ وَاغْضِبْ عَلَی الْجاحِدینَ الْکافِرینَ وَالْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعالَمینَ.

اے لوگو! جو کچھ میں نے تمہارے لئے کہا ہے اس کا اقرار کرو اور علی علیہ السلام کو بعنوان امیر المؤمنین علیہ السلام اسلام کرو اور کہو! (ہم نے سن لیا اور اسکی اطاعت کرلی، خدایا! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیری طرف ہی پلٹیں گے۔) اور کہو (اس خدا کی حمد وثنا جس نے ولایت علی علیہ السلام کی جانب ہماری ہدایت کی، اور اگر خدا ہماری ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہرگز ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔)

اے لوگو! تحقیق فضائل علی علیہ السلام جو خداوند عالم نے قرآن مجید میں ذکر کیے ہیں بہت زیادہ ہیں اور ان تمام فضائل کو ایک خطبہ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے، لھذا اگر کوئی تمہارے سامنے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل بیان کرے تو اس کی تصدیق کرو۔

اے لوگو! جس نے بھی خدا اس کے رسول ﷺ اور حضرت علی علیہ السلام اور اسکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کی جنکا تعارف میں نے کروایا ہے؛ تو تحقیق وہ بڑی سعادت پر پہنچ گیا۔

اے لوگو، جس نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے میں سبقت کی اور امیر المومنین کر سلام کیا وہ کامیاب ہوا اور اس کے لئے جنت نعیم ہے۔

اے لوگو! ایسی بات کہو جس سے خدا خوشنود اور راضی ہو جائے، پس اگر تم سب کے سب اور سارے اہل زمین کافر ہو جاؤ، تو اس سے خدا کو کوئی نقصان نہیں ہوگا؛ خدایا! تمام مؤمنین اور مؤمنات کی مغفرت فرما؛ اور کافروں پر اپنا قہر وعذاب نازل فرما؛ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے مخصوص ہیں جو عالمین کا رب ہے۔

....

خطبہ کے اسنادو مدارک مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ احتجاج ، ج ۱، ص ۶۶ : طبرسی

۲۔ اقبال الاعمال ، ص ۴۵۵ : ابن طاؤس

۳۔ کتاب الیقین ، باب ۱۲۷ : ابن طاؤس

۴۔ التحصین ، باب ۲۹ : ابن طاؤس

۵۔ روضۃ الواعظین ، ص ۸۹ : فتال نیشاپوری

۶۔ البرہان ، ج ۱، ص ۴۳۳ : بحرانی

۷۔ اثبات الہداۃ ، ج ۳،ص ۲ : عاملی

۸۔ بحارالانوار ، ج ۳۷ ،ص ۲۰۱ : علامہ مجلسیؒ

۹۔ کشف المہم ، ص ۵۱ : بحرانی

۱۰۔تفسیر صافی ، ج ۲،ص ۵۳۹ : فیض کاشانی

اور مزید ۳۶ مدارک جو کتاب ﴿روش مناظرہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام با دوستان و دشمنان﴾ میں ذکر کیے گئے ہیں

فہرست منابع کتاب

آ

آغانی: ابوالفرج اصفہانی

الف

احتجاج طبرسی

اثباۃ الہداۃ حر عاملی

اقبال الأعمال ابن طاؤوس

ارجح المطالب امرتسری

اسباب النزول واحدی

الاتقان سیوطی

ارشاد القلوب دیلمی

الاکتفاء وصابی شافعی

الاربعین فی فضائل امیر المومنین علیہ السلام جمال الدین شیرازی

ارشاد شیخ مفید

امالی..شیخ طوسیؒ

اعیان..ابن عقدہؒ

امالی..شیخ مفیدؒ

احقاق الحق..قاضی شہید نور اللہ شوشتری

اسنی المطالب..ابو الخیر جزری

اعلام النبوۃ..ماوردی

اکمال الدین..شیخ صدوقؒ

اصول کافی..مرحوم کلینیؒ

امالی..شیخ صدوقؒ

اختصاص..شیخ مفیدؒ

الانصاف فی الامامۃ..ابن قبہ رازی

امالی..ہلال ابن حفار

افصاح فی الامامۃ..شیخ مفیدؒ

الانصاف..ابن کعبی بلخی

الاوائل..ابن ہلال عسکری

اخبار الطوال..دینوری

انساب الاشراف..بلاذری

ب

بحار الانوار..مرحوم علامہ

مجلسی

البدایۃ والنہایۃ............ابن کثیر

بشارۃ المصطفیٰ............طبری

درد الطالع............

بدیع المعانی............

البدء والتاریخ............مقدسی

البیان............جاحظ

ت

تاریخ الخلفاء............سیوطی

تذکرۃ الخواص............ابن الجوزی

تفسیر عیاشی............عیاشی سمرقندی

تفسیر برہان............بحرانی

التحصین............بن طاووس

تفسیر صافی............فیض کاشانی

تفسیر شاہی............محبوب العالم

تاریخ دمشق............ابن عساکر

تفسیر المنار............رشید رضا

تفسیر الدر المنثور............سیوطی

تفسیر روح المعانی............آلوسی

تاریخ طبری...طبری

تاریخ بغداد......................................خطیب بغدادی

تفسیر ابن کثیر...بن کثیر

تاریخ یعقوبی..یعقوبی

تفسیر ابی السعود...عمادی

تفسیر کشاف..زمخشری

تفسیر فخر رازی...فخر رازی

تفسیر المیزان....................................علامہ طباطبائی

تفسیر الخازن..

تیسیر الوصول...ابن الدیبع

تاریخ الاسلام...ذہبی

تفسیر فرات کوفی......................................فرات کوفی

تظلم الزہراء..

تحف العقول...................................ابن شعبہ حرانی

توحید...شیخ صدوقؒ

تجارب الامم......................................ابن مسکویہ

تہذیب..شیخ طوسیؒ

ج

جامع الاحکام القرآن...................................قرطبی

جاہر العقدین .... سمہودی

جامع ترمذی .... ترمذی

جمع بین الصحیحین .... حمیدی

جامع الاصول .... ابن اثیر

جامع الصغیر .... سیوطی

الجمل .... شیخ مفیدؒ

ح

حبیب السیر .... خواندمیر

حلیۃ سمعانی ....

حیات محمد ﷺ .... ڈاکٹر ہیکل

حلیۃ الاولیاء .... ابونعیم

حاوی للفتاوی .... سیوطی

الحکمۃ والمواعظ .... ابن شاکر واسطی

خ

خصال .... شیخ صدوقؒ

خصائص امیر المؤمنین علیہ السلام .... نسائی

الخطط .... مقریزی

خصائص الائمۃ .... سیّد رضی

د

الدّرایۃ فی حدیث الولایۃ .... سجستانی
دلائل النّبوۃ .... بیہقی
درر السمطین .... زرندی
دستور معالم الحکم .... قاضی قضاعی
دعائم الاسلام .... قاضی نعمان

ذ

ذخیرۃ المال .... حفظی شافعی
ذخائر العقبیٰ .... محبّ الدّین طبری

ر

روضۃ الواعظین .... فتّال نیشابوری
رعاۃ الہداۃ .... حسکانی
روضۃ النّدیّۃ .... یمانی
ربیع الابرار .... زمخشری
روضۂ کافی .... مرحوم کلینیؒ
رفع اللّبس والشبہات .... ادریسی
ریاض النضرۃ .... طبری
رسائل العشر .... شیخ طوسیؒ

س

سیرۂ حلبی..حلبی

سیرۂ نبوی..زینی دحلان

سراج المنیر..شربیتی

سیرۂ ابن ہشام..ابن ہشام

سنن ابن ماجہ..ابن ماجہ

السیرۃ والمغازی..ابن یسار

سرّ العالمین..غزالی

ش

شواہد التنزیل..حسکانی

شفاء الصدور..موصلی

شرح ابن ابی الحدید..ابن ابی الحدید

شرح الکافی..الکافی

شرح المواہب..زرقانی

شافی..سیّد مرتضٰی

شرح خطبۂ شقشقیہ..سیّد مرتضٰی

شرح نہج البلاغہ..قطب راوندی

ص

صراط السّوی..قاری

صواعق المحرقہ.......................ابن حجر

صحیح بخاری.......................بخاری

صحیح ابی داؤد.......................ابن داوود

صحیح ترمذی.......................ترمذی

ض

ضوء اللامع.......................

ط

طرائف.......................ابن طاووس

طبقات الکبریٰ.......................ابن سعید

ع

عمدۃ القاری.......................عینی

عقد النبوی.......................عبدروس

علل الشرائع.......................شیخ صدوقؒ

عیون اخبار الرضا.......................شیخ صدوقؒ

عمدۃ.......................ابن بطریق

عبقات الانوار.......................سیّد جزائری

علم الکتاب.......................سیّد خواجہ حنفی

عیون المواعظ والحکم.......................واسطی

عقد الفرید.......................ابن عبدربہ

غ

الغدیر..علامہ امینیؒ

غرائب القرآن..نیشابوری

غریب الحدیث..ابن سلام

غریب القرآن..ہروی

غارات..ابن ہلال ثقفی

غریبین..ہروی

غرر الحکم..آمدی

ف

فتح القدیر..شوکانی

فرائد السمطین..حموینی

فصول المہمۃ..ابن صباغ

فضائل..سمعانی

فردوس..ابن شیرویہ

فتح الکبیر..

فصول المہمۃ..شیخ حر عاملیؒ

فضائل الخمسہ..فیروز آبادی

فیض القدیر..شیخ عباس قمی

فتوحات الاسلامیہ..

فہرست.........................نجاشی

فہرست.........................ابن ندیم

فرقۃ الناجیہ.........................قطیفی

ک

کشف المہم.........................بحرانی

کشف الغُمّۃ.........................اربلی

الکشف والبیان.........................ثعلبی

کشف الیقین.........................علاّمہ حلّی

کامل ابن اُثیر.........................ابن اثیر

کفایۃ الطّالب.........................

کنز العمّال.........................فاضل ہندی

کامل.........................مبرّد

م

مانزل القرآن فی امیر المؤمنین.........................ابوبکر فارسی

مانزل القرآن فی علی علیہ السلام.........................ابونعیم

مفاتیح الغیب.........................فخر رازی

مطالب السؤول.........................ابن طلحہ شافعی

مودّۃ القربیٰ.........................ہمدانی

مناقب.........................ابن مغازلی

مناقب..........خوارزمی

مقتل الحسین علیہ السلام..........خوارزمی

مناقب..........عبداللہ شافعی

مسند احمد..........احمد بن حنبل

معارج الاصول..........زرندی

معارج العلی..........صدر عالم

مجمع البیان..........طبرسی

مشکاۃ الانوار..........طبرسی

مقتل امیر المومنین علیہ السلام..........ابن ابی دنیا

محاسن..........برقی

مسند موصلی..........موصلی

معانی الاخبار..........شیخ صدوقؒ

مناقب..........ابن شہر آشوب

مستدرک حاکم..........حاکم نیشاپوری

مستدرک صحیحین..........حاکم

من لا یحضرہ الفقیہ..........شیخ صدوقؒ

منہاج البراعۃ..........ابن راوندی

مجالس..........شیخ مفیدؒ

مصابیح السنۃ..........

معجم الکبیر..طبرانی

مشکاۃ المصابیح..

مجمع الزوائد..ہیثمی

مفتاح النجاۃ (نسخہ خطی)..

مطالب السؤول..ابن طلحہ شافعی

محاسن..برقی

المغنی..قاضی عبد الجبار

المستقصی..زمخشری

مجمع الامثال..میدانی

المجتبی..احسائی

مواعظ و زواجر..ابن سعید عسکری

مقاتل الطالبین..ابو الفرج اصفہانی

مروج الذہب..مسعودی

ن

النہایۃ..ابن اثیر

نظم درر السمطین..زرندی

نزہۃ المجالس..صفوری

نہج البلاغہ..حضرت امیر المؤمنین امام علی علیہ السلام

نثر الدرر..وزیر ابو سعید آبی

نزہۃ الادیب........................وزیر ابو سعید آبی

و

الولایۃ فی طریق الغدیر.............................طبری

وسیلۃ المآل.........................باکثیر مکّی وفاء الوفاء سمہودی

ہ

ہدایۃ السعداء..............................ابن طاووس

ی

ینابیع المودۃ..............................قندوزی

مجمع جهانی اهل بیت علیهم السلام
www.ahl-ul-bayt.org
ISBN 964-529-042-2
9 789645 290427